فیض العارفین غلام آسی پیا جہانگیری ابوالعلائی قادری

# چراغ ابوالعلائی

سلطان الاولیاء حضرت حاجی صوفی محمد حسن قدس سرہ کا مستند تذکرہ

تصوف فاؤنڈیشن

۱۴۱۹

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (القرآن ٦٢:٢)

# تزکیۂ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم

بعثتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقاصد عظیم تھے۔
ان ہی مقاصد کے لیے تصوف فاؤنڈیشن وقف ہے۔

# یزکیھم یعلمھم الکتاب والحکمۃ

# تصوف فاؤنڈیشن

۱۴۱۹ھ


ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی (بانی)
کرنل (ر) راجہ محمد یوسف قادری (رکن)

# الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانیؒ

# چراغِ ابوالعلائی

سُلطان الاولیاء حضرت حاجی صُوفی مُحمّد حسن قدّس سرّہ کا مُستند تذکرہ


مؤلفہ

فیض العارفین غلام آسی پیا جہانگیری ابوالعلائی قادری

مرتبہ

کرنل (ر) راجہ مُحمّد یوسف قادری جہانگیری


○


تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۲۴۹ - این سمن آباد - لاہور - پاکستان

نادر و نایاب کتب و رسائلِ تصوّف کے ری پرنٹ ایڈیشن



○

ناشر : ابونجیب حاجی محمّد ارشد قریشی
بانی تصوّف فاؤنڈیشن ۔ لاہور

طابع : زاہد بشیر پرنٹرز ۔ لاہور

سالِ اشاعت : ۱۴۱۹ھ ـــــ ۱۹۹۹ء

تعداد : ایک ہزار ـــــ

قیمت : ۷۵ / روپے

واحد تقسیم کار : المعارف۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور، پاکستان

○

آئی ایس بی این ـ ۹۶۹ ـ ۵۰۶ ـ ۰۲۸ ـ ۵

○

تصوّف فاؤنڈیشن کی تمام کتابیں صُوری و مَعنوی محاسن کا شاہکار ہیں

چراغ ابوالعلائی، سلطان الاولیاء

حضرت حاجی صوفی محمد حسن قدس سرہ کے

خلیفہ اعظم

حضرت خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قدس سرہ

قادری سہروردی ابوالعلائی نقشبندی مجددی چشتی صابری نظامی جہانگیری حسنی

کی ذات باصفات کے نام

جو مہبط انوار و تجلیات مصدر فیوض و برکات منبع رشد و ہدایت اور معدن جود و سخا ہے

○

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| ○ | پیش لفظ | ۷ |
| ○ | حرفِ اول | ۴۷ |
| باب اول | سوانح حیات | ۵۳ |
| باب دوم | اجازت وخلافت | ۷۰ |
| باب سوم | احوال ومقامات | ۹۲ |
| باب چہارم | تعمیر خانقاہ وآستانہ | ۱۱۸ |
| باب پنجم | اذکار واشغال | ۱۳۴ |
| باب ششم | خلفاء وسجادگان | ۱۳۷ |


○

# پیش لفظ

چراغ ابوالعلائی سلطان الاولیاء حضرت صوفی محمد حسن قدس سرہ کے خلیفہ اعظم
حضرت جلال الدین خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قدس سرہ کا مختصر تذکرہ ☆

**ابتدائی زندگی:** حضرت محمد نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ جنوری ۱۸۹۵ء میں موضع بٹل شریف تحصیل وضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے اور آپؒ کی جدہ ماجدہ کے بھائی مولوی جیلان الاتیؒ جو صاحب علم و فضل تھے انہوں نے آپ کا نام نامی محمد نقیب اللہ شاہؒ رکھا- آپ واقعی اسم بامسمّٰی ثابت ہوئے اور آپ نے پوری دنیا میں اللہ کے دین کا ڈنکا بجا دیا- آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی امیر زید اللہ شاہؒ اور والدہ ماجدہ کا اسم پاک بی بی نور بیگمؒ تھا- آپ کے والد ماجد موہڑہ شریف سے بیعت تھے اور آپ کے جد امجد پیر بابا سوات کے مرید تھے یوں آپ کی پیدائش اور پرورش روحانی ماحول میں ہوئی-

**عہد شباب:** آپؒ کا تعلق دیندار اور زمیندار گھرانے سے تھا جو مال مویشی اور بھیڑ بکریاں پال کر گزر اوقات کرتا تھا- خاندان کے معمول کے مطابق آپؒ بھی ایام جوانی میں بکریاں چراتے تھے- چنانچہ زندگی کی ابتداء ہی اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی- خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ چاق وچوبند اور دھن کے پکے ہیں- آپؒ فرماتے ہیں کہ آپ جس کام کو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں- اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں- عہدِ شباب میں جسمانی تندرستی کا یہ عالم تھا کہ آپؒ دو بیلوں کے اوپر سے جست لگا لیا کرتے تھے-

---

☆ حضرت محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مفصل تذکرہ زیر ترتیب ہے آپؒ کے بارے میں معلومات المعارف گنج بخش روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمائیں تاکہ شامل کتاب ہو سکیں- (مرتب)

**ندائے غوثیہ:** ۱۹۱۵ء کا واقعہ ہے کہ موسم برسات کی ایک دوپہر آپؒ ایک پہاڑی نالے کے کنارے نالے میں پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے کہ نیچے سے زمین سرک گئی- آپؒ سر کے بل نالے میں دو سو فٹ کی بلندی سے گرے- ابھی راستے میں تھے کہ آواز آئی- "یاغوث الاعظم المدد" یہ ندا غیب سے تھی- کسی ہستی نے آپ کو دونوں شانوں سے تھام کر صحیح سلامت نیچے کھڑا کر دیا دیکھنے والے سرعت سے وہاں پہنچے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ شاید روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہو گی مگر آپؒ کو صحیح سلامت دیکھ کر عزیز و اقارب ششدر رہ گئے- آپؒ نے عہد کیا کہ جو ندا غیب سے آئی تھی اور جس ہستی نے آپؒ کو شانوں سے پکڑ کر بچا لیا- اس ہستی کی تلاش میں نکلیں گے-یوں آپؒ کو فقراء سے ملنے کا شوق پیدا ہوا- لیکن آپ عنفوان شباب ہی میں "الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی" کا بھید پا چکے تھے-

**تلاش حق:** حق کی تلاش میں آپ اپنے آبائی دولت کدہ کو چھوڑ کر کئی فقراء کی خدمت میں حاضر ہوئے- آپ کی ملاقات سب سے پہلے ریاست تنول کے مست باباؒ جسگراں والے سے ہوئی- مست باباؒ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ جس شعاع نور کی تلاش میں ہیں وہ مجذوبوں کے ہاں نہیں بلکہ کسی سالک کے نعمت کدہ سے ہی حاصل ہوگی- آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے گولڑہ شریف موہڑہ شریف اور سیالکوٹ میں پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ کے در اقدس پر بھی حاضری دی مگر یہی اشارہ ملتا کہ جس فیض کا حصہ میرا مقدر ہے وہ کہیں اور ہے- ۱۹۲۰ء میں آپؒ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے پاس کوئٹہ تشریف لے گئے- تلاش حق کے ساتھ ساتھ آپ نے حصول روزگار کے لیے ٹیلرنگ کے شعبہ کو اپنایا اور چمن میں کام شروع کیا- چمن میں آپ پادریوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگے اور انجیل پر بھی مکمل عبور حاصل کر لیا- انہی لمحات نے آگے چل کر عیسائیوں کو آپ کے سامنے دو زانوں کرنا تھا- چمن میں ہی آپ کی ملاقات حضرت علی حیدر شاہ صاحبؒ سجادہ نشین بغداد شریف سے ہوئی- اور آپؒ ان کے حلقہ مریدین میں داخل ہو گئے- ایک سال کی عبادت و ریاضت کے بعد آپ

نے بغداد شریف حاضری دی۔ آپ کے مرشد کامل نے آپ کو یہ نوید دی کہ آپ کے فیض کا حصہ کسی اور ولی کامل کے پاس ہے۔ یہ سننے کے بعد آپ پر اضطراب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ مرشد کامل کے فرمان نے عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا۔

**باریابی دربار رسالت:** اسی بے چینی اور بے کلی کی حالت میں اللہ عزوجل سے رو رو کر رہنمائی کی درخواست کی شاید وہی قبولیت کے لمحات تھے کہ مراد بر آئی۔ مالک ارض و سما نے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کو رہنمائی کے لیے بھیج دیا۔ یہ جاننے کی خواہش تھی کہ وہ ہستی کون تھی کہاں تھی جس کے دولت کدہ سے ایسے سوتے پھوٹ رہے تھے جہاں سے آپ کو فیض یاب ہونا تھا۔ اسی بے چینی میں باوضو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ اونگھ آ گئی عالم رویا میں منزل کی طرف لے جانے والے خوبصورت راستوں کو دیکھا ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچے تو خوشبوؤں سے معطر گھاس کو پکڑ کر اوپر تشریف لے گئے۔ ایک وسیع و عریض میدان کا نظارہ کیا۔ جس میں ایک ایسا عالی شان اسٹیج تھا جس کو سجانا کسی انسان کی بساط میں نہیں۔ کسی نے آواز دے کر کہا سرکار مدینہ ﷺ رونق افروز ہیں۔ اٹھو اور قدم بوسی کرو' بڑھ کر رحمت للعالمین ﷺ کی قدم بوسی کی تو حضور ﷺ مسکرا دیئے اور ایک کامل ہستی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ تمہارا فیض ان کے پاس ہے۔ پہچان لو گے۔ عرض کی پہچان لوں گا۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں۔ صوفی محمد نقیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ شاداں تھے۔ اسی عالم مسرت میں نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی نہ پوچھ سکے کہ جو ہستی عالم رویا میں دکھائی گئی تھی ہے کہاں؟ اب اس عظیم شخصیت کو تلاش کرنا تھا جن کی بابت اللہ کے رسول ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ یہ روح پرور واقعہ ۱۹۲۰ کا ہے۔

**ملازمت فوج:** یہ اسی رہنمائی کا ثمرہ تھا کہ اچھی خاصی آمدن کو چھوڑ کر ۱۹۳۵ء میں فوج میں بحیثیت سپاہی ٹیلر شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۳۵ء میں آپ نے کوئٹہ کو زلزلے میں تباہ ہوتے دیکھا۔ اسی دوران آپ کی یونٹ بریلی شریف (واقع موجودہ بھارت) چلی گئی۔ تلاش حق میں وہاں بھی اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دی مگر

مقصود نہ مل سکا- بدایوں شریف میں کئی اللہ والوں سے ملاقات ہوئی- بدایون شریف تو مسکن ہی فقراء کا تھا- آپ فرماتے ہیں کہ بدایون شریف کا کوئی کوچہ فقراء سے خالی نہ تھا- حضرت نظام الدینؒ کے والد ماجد کا مزار وہیں ہے-

**بیعت و ولایت:** آپ کی یونٹ فرید پور سکیم پر گئی- ایک روز اپنی یونٹ کے ایک ساتھی سپاہی محمد شفیع (آزاد کشمیر) کو کمرے کی تزئین و آرائش کرنے میں مصروف پا کر آپ نے پوچھا کس کی آمد ہے؟ محمد شفیع صاحب نے فرمایا کہ ان کے مرشد تشریف لا رہے تھے- حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اولیاء عظام سے بے پناہ محبت تھی- بڑھ کر خود بھی تزئین و آرائش میں مصروف ہو گئے- اپنے دست اقدس سے مسند شریف لگائی- کمرے کی آرائش کی اور غالیچے بچھائے- بیرک کے باہر کھڑے ہو کر مرد حق کا انتظار فرمانے لگے- وہ لمحہ آن پہنچا جب عالم رویا میں دکھائی گئی صورت حقیقت میں بدل گئی- بڑھ کر قدم بوسی کی- آنے والے مہمان گویا ہوئے- "بیٹا تم نے بہت انتظار کرایا ہے" مختصر سی گفتگو سمجھ نہ سکے- حلقہ ذکر ہوا تو آپ پر شدید وجدانی کیفیت طاری ہوئی- آخر کیا وجہ تھی اس کیفیت کی؟ سوچوں کے تانے بانے بن رہے تھے- کہ اس پرہیزگار ہستی پر نگاہ ڈالی تو منزل کو سامنے پایا- حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہؒ وہی مرشد کامل تھے جنہیں عالم رویا میں تاجدار مدینہ ﷺ نے شناخت کروایا تھا- فرط جذبات سے آنکھوں نے آنسوؤں کی مالا پرو ڈالی- حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ صاحبؒ نے بڑھ کو آپ کو سینے سے لگا لیا-

اب ولایت منتقل ہونا تھی- تیسرے دن حضرتؒ نے پولیس لائن فرید پور میں امام مسجد حافظ شبیر صاحب کے آستانہ پر جلوہ افروز ہونا تھے- اسی روز صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حلقہ مریدین میں داخل ہونا تھا- اور اس سالک کے دست حق میں اپنا دست بیعت دینا تھا جس کا حکم کالی کملی والے آقا ﷺ نے دیا تھا- جس کی پیشین گوئی تنول ریاست کے مست بابا جسگراں والے نے کی تھی-

آپ نے تقریباً ۲۵ سیر مٹھائی خریدی اور سوئے حرم چل دیے۔ حضرت صوفی محمد حسن شاہ صاحبؒ نے فرمایا نقیب اللہؒ اتنی ڈھیر ساری مقدار میں مٹھائی کیوں لائے ہو۔ اس پر آپ کے پیر بھائی صوفی انعام اللہ صاحب نے فرمایا آقا مٹھائی بھی بہت لایا ہے حصہ بھی زیادہ ہی لے گا۔ مرشدؒ نے فرمایا سب کچھ تو ہے ہی اسی کے لیے۔ لمحات بیت گئے۔ بکریاں چرانے والا نوجوان تلاش حق میں سرگرداں نقیب اللہؒ آج حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہؒ قادری' سہروردی' ابو العلائی نقشبندی مجددی' چشتی' صابری' نظامی جہانگیری حسنی بن گئے۔ انقلاب آ چکا تھا۔ ایسا انقلاب جس نے یورپ کے کلیساؤں میں اذانوں کی صدائیں بلند کرنا تھیں۔ جس نے مندروں کے بتوں کو سرنگوں کرنا تھا۔ جس نے انتشار امت کے دنوں میں سنت نبوی ﷺ کو زندہ کرنا تھا جس نے اسرار خدائی کھولنا تھے۔ جس نے لاکھوں دلوں پر حکمرانی کرنی تھی۔

بریلی شریف ریلوے جنکشن تھا۔ جہاں سے چھ مختلف سمتوں میں ریل کی پٹڑی بچھی ہونے کی وجہ سے تمام علاقے میں بذریعہ ریل سفر ممکن تھا۔ حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اکثر گزر بریلی شریف سے ہوتا تھا۔ ابھی حجابات مکمل طور پر نہ اٹھے تھے تربیت جاری تھی۔ ایک دفعہ حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہؒ دست بستہ مرشد کامل کے روبرو کھڑے ہوئے اور عرض کی۔ اے میرے رہبر آپ بریلی شریف سے گزرتے ہوئے میرے پاس قیام کیوں نہیں فرماتے۔" حضرتؒ نے فرمایا "یاری میں فرق پڑتا ہے۔" حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ آقا میں تو سمجھ رہا ہوں کہ بک گیا ہوں میرا مال و منال آپؒ ہی کا ہے۔ میں نے اب آپ ہی کے در اقدس سے کھانا ہے بیوی بچے آپ ہی کی نذر ہیں۔ میرے پاس تو اپنا رہا ہی کچھ نہیں۔ پھر تکلف کیسا۔ مرشد برحق فرمانے لگے۔ اب بات بنی ہے۔

حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آستانہ عالیہ بھنیسوڑی شریف تحصیل ملک ضلع رامپور کے خدام میں داخل ہو گئے تھے مرشد کا

فیض تھا- فوج میں ہوتے ہوئے بھی پیر بھائیوں کی خدمت کرتے- خود آستانہ عالیہ پر تشریف لے جاتے اور ہفتہ بھر وہیں رہتے واپس نہ آتے- واپسی پر یونٹ میں دل نہ لگتا- تصویر یار دل کے آئینے میں نظر آتی رہتی- ایک بار یونٹ کے کمانڈنگ افسر کے سامنے پیشی بھی ہوئی- تو آپؒ نے بے دھڑک اور بلا جھجک فرمایا کہ آپ کا دل یونٹ میں نہیں لگتا- اگر آپ آستانہ عالیہ پر تشریف لے جاتے ہیں تو گورنمنٹ کا نقصان نہیں کرتے- کیونکہ آپ کے شاگرد پہلے سے بھی زیادہ جانفشانی سے کام کر رہے ہیں- کمانڈنگ افسر نے حکم دیا کہ آئندہ آپ کو نہ روکا جائے- یہ ثبوت تھا جنون کا عشق کا جو راستے کی ہر دیوار کو ڈھیر کرنے پر تلا ہوا تھا-

مرشد کامل کے دست بابرکت پر بیعت کے بعد آپؒ زیادہ وقت حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں گزارتے رات بھر حصول تعلیم میں مگن رہتے- ایک رات آپ اپنے آقا رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے دو زانو دست بستہ تھے کہ اونگھ آگئی- اس پر رہنمائے کامل نے فرمایا جس کو ہم کچھ دینا چاہتے ہیں وہی سو جاتا ہے- یہ مرشد کامل کا فرمانا تھا کہ دل مضطرب کی عجیب حالت ہو گئی- اس کے بعد جب بھی آپ رہبر کامل کی مجلس بابرکت میں بیٹھتے منہ میں سرخ مرچیں رکھ کر بیٹھتے تاکہ سستی نہ آئے یہی وہ لمحہ تھا جس نے یورپ کے اخبارات کو سرخیاں دینے پر مجبور کیا ہے-

THE MAN WHO NEVER SLEEPS

**خلافت و اجازت:** دوران ملازمت آپ کو خلافت عطا فرمائی گئی- اور بیعت کی اجازت بھی مرشد کامل نے مرحمت فرمائی- ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم میں آپؒ نے اپنا پہلا مرید بیعت کیا- ۱۹۳۹ء میں ہی آپ دوران جنگ فرانس چلے گئے- وہاں سے انگلینڈ، مصر، لیبیا، اٹلی اور جرمنی کا سفر کیا- جب پاکستان وجود میں آیا تو آپ جاوا سماٹرا میں تھے- آپ نے کسی باقاعدہ مدرسہ یا اسکول سے تعلیم حاصل نہیں کی- آپ کو قرآن و حدیث کے علاوہ انجیل گرنتھ اور کئی دوسرے مذاہب کی کتب پر عبور حاصل

تھا- آپ فرماتے ہیں کہ آپ نے غیر مسلموں کو ان کے مذاہب کی کتب سے حلقہ اسلام میں داخل فرمایا ہے- آپ کئی غیر ملکی زبانوں پر دسترس رکھتے تھے- قیام پاکستان کے بعد آپ کوئٹہ اور ایبٹ آباد میں فوجی خدمات سرانجام دیتے رہے-

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے ای ایم ای سنٹر کوئٹہ میں ٹیلرنگ کا ٹھیکہ حاصل کیا اور درس و تبلیغ کا کام بھی جاری رکھا- آپ کے ابتدائی مریدین میں صوفی ولایت علی شاہؒ، صوفی کاکے شاہ ہوشیارپوریؒ، صوفی فضل حسینؒ، صوفی بشیر احمد صاحب (دوتھان)، صوفی عبدالرحمٰن صاحبؒ، صوفی ملک امان صاحبؒ، صوفی محمد نواز صاحب (نڑالی گوجر خان) صوفی لعل شاہ صاحب (آزاد کشمیر) صوفی لعل صاحبؒ (کھوڑی اٹک)، قوال صوفی محمد فیروزؒ، صوفی نور محمدؒ صاحب، مولوی فاضل صاحبؒ، صوفی محمد نذیر صاحب کے علاوہ ہزاروں صوفیائے کرام کے نام ہیں- حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ان مریدوں نے دین کے لیے بہت تگ و دو کی ہے اور نہایت جانفشانی سے کام کیا ہے، موسم گرما کی سخت گرمی ہو یا موسم سرما کی سخت برف باری یہ صوفیائے کرام ہمہ تن مصروف رہتے تھے-

**ارشادات و فرمودات:** آپ کے بے شمار فرمودات و ارشادات ہیں- جن میں سے چیدہ چیدہ ذیل میں قلم بند ہیں-

☆ باوضو رہنا نہایت ہی اولیٰ ہے-

☆ نماز باجماعت ادا کرنا افضل ہے نماز جمعہ قضا نہ کرو-

☆ زندگی سراپا بندگی ہے کھاتے پیتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے غرضیکہ زندگی کے ہر ایک کام میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو-

☆ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور جیسی نیت ویسی ہی مراد ملتی ہے-

☆ اپنا بوجھ مریدوں یا خلقت پر نہ ڈال کم ہو یا زیادہ خود محنت کر اور مخلوق خدا کی خدمت کر، اس میں عظمت ہے-

☆ بھیڑیا اس بکری کو کھا جاتا ہے جو ریوڑ سے بچھڑ جاتی ہے اس طرح جو مرید پیر سے دور ہو گیا اس کو شیطان کھا گیا۔

☆ ظاہری فرمانبرداری اور باطنی رابطہ ضروری ہے جس قدر پیر کی گرفت مضبوط ہو گی اسی قدر فائدہ ہو گا۔

☆ فضول کاموں اور باتوں کو چھوڑ دینا نہایت ضروری ہے۔

☆ کم بولنا اور کم کھانا۔ جس نے خاموشی اختیار کی اس نے خدا کی راہ پائی۔

☆ رات دن روزی کے دھندے میں پھرنا کتے اور بلی کا بھی یہی کام ہے ہما اپنی کم خوری کے سبب دنیا میں عزیز ہے کوا چونکہ پیٹو ہے اس واسطے ذلیل و خوار ہے۔

☆ جو شخص تھوڑے پر راضی ہو گیا وہ سیر ہو گیا جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی محبت دل میں جاگزین کرو۔ تاکہ دل حرص و ہوس سے پاک ہو۔ اس راہ میں تقویٰ کے سوا اور کوئی سامان سفر نہیں۔ نان اور حلوے کو کونے میں رکھ دے۔ یہ تیرا مال جان باغ باغیچہ دبدبہ اقبال بچے اور عورت گردن میں طوق کی طرح پڑے ہیں۔

☆ روزی کی خاطر کب تک فلاں فلاں کا احسان اٹھائے گا۔ کبھی یہ نہیں سنا کہ رازق رزق عطا کرتا ہے۔ صبر کے گوشے میں قناعت کا پیشہ اختیار کر تاکہ صبر کے کونے میں خزانہ مل جائے اور روزی کی کمی نہ ہو۔

☆ بغیر مرشد کامل خواب غفلت سے جاگنا محال ہے اگر بہادر ہے تو جاگ اس معشوق حقیقی کی طلب میں لگا رہ اور اس کی محبت میں زار و قطار رو اور سب سے بیزار ہو جا۔ سب کے پاس اس کے بغیر نہ جا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کنہ کی انتہا نہیں۔ پس طلب کی انتہا نہیں۔

☆ غفلت کو دور کرنے کے لیے طریقت کے مشائخ قدس اللہ سرہم نے سب

ذکروں میں سے لا الہ الا اللہ کا ذکر اختیار کیا ہے تاکہ سالک دل کو برے خیالات سے ہٹا لے اور دل کی توجہ سے لا الہ الا اللہ کے کلمہ کو بار بار ہر سانس میں کہ اس کو پاس انفاس کہتے ہیں ایک دم بھی غفلت میں نہ جائے اگر تو حضوری چاہتا ہے تو لحظ بہ لحظ ذکر سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔ اگر تو پاس انفاس کا خیال رکھے گا۔ تو اس خیال کی بدولت تجھے بادشاہی ملے گی ذکر پاس انفاس بے بہا خزانہ ہے جس کو تو ضائع کر رہا ہے ذکر کے سامنے باقی سب اشیاء خاموش ہو جاتی ہیں۔

☆ اے عزیز فقر میں شریعت ہے طریقت اور حقیقت ہے شریعت ہادی دو عالم ﷺ کی فرمائی ہوئی باتیں ہیں اور طریقت ہادی دو عالم ﷺ کی خاص عمل میں لائی ہوئی باتیں ہیں۔

☆ جو شخص ہادی دو عالم ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر ہے وہ اہل شریعت ہے اور جو شخص وہی کرتا ہے جو ہادی دو عالم ﷺ نے کیا وہ اہل طریقت ہے۔ اور جو شخص وہی اسرار ربانی دیکھتا ہے جو ہادی دو عالم ﷺ نے دیکھے ہیں وہ اہل حقیقت ہے پس جس میں تینوں پائی جاتی ہیں وہ تینوں کا مالک ہے اور جس میں دو پائی جائیں وہ دو کا مالک ہے اور جس میں ایک پائی جائے وہ ایک کا مالک ہے۔ اور جس میں ایک بھی نہ ہو وہ ایک کا بھی مالک نہیں۔
جس میں تینوں ہیں وہ کامل ہے اور جس میں دو ہیں وہ متوسط ہے اور جس میں ایک وہ مبتدی ہے جس میں ایک بھی نہیں وہ ناقص ہے۔ اور وہ ہی لوگ غافل ہیں۔

☆ اگر ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنی چاہتے ہو تو ہمیشہ رہنے والی دولت یاد الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی جب یاد الٰہی دل میں پورے طور پر تسلط کر لیتی ہے تو دل پر قابض ہو جاتی ہے تو ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ وہ چاہے یا نہ چاہے ذکر سے باز نہیں رہتا اور دل پر جو کچھ اثر ہوتا ہے اس کو ذکر کے

سوا کسی اور چیز میں لذت نہیں آتی یہ کمال سعادت ہے اور اگر یہ میسر نہ ہو تو ذکر میں مشغول رہنا اور اپنے پیر پر اعتقاد و اعتبار کرنا رابطہ پیدا کرنا ضروری ہے اپنی خواہشات کو پیر کی خواہشوں میں گم کرنے سے وہ لگاؤ حاصل ہو جاتا ہے پس اس چیز سے منہ پھیر لے جو تجھے یاد الٰہی سے ہٹائے پھر عمل کرنا عین سعادت ہے۔

☆ پیر کی صحبت عمل سے بہتر ہے۔ پیر سے مل کر بیٹھنا ہر عمل میں شامل ہے۔ پیر تیرے لیے راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔ اس واسطے کہ ہر کام میں وہ تیری پناہ ہے تو ایک دل ہو ایک کی تلاش کر ایک کو حاصل کر اور ایک دروازہ کھٹکھٹا اور ایک ہی پیر کے در پہ رہ اور ایک ہی کو دیکھ سب کو ایک جان اور ایک کو سب خیال کر دیکھ اور پہچان اور اس پر یقین کر جب یقین درست ہو گیا دوئی اٹھ گئی اور پردہ بھی جاتا رہا تب واصل ہو گیا۔ جب واصل ہو گیا خواہ کتنا ہی اپنی طرف دیکھے یا دوسروں کی طرف دیکھے خدا کے سوا تجھے کچھ دکھائی نہ دے گا کیونکہ ھو الاول ھوالاخر ھوالظاہر ھو الباطن خدا ہی تو ہے۔

**کشف و کرامات:** حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ صوفی خاکسار احمد (ماڈل ٹاؤن لاہور) بیان کرتے ہیں کہ خاکسار ۶۴ء میں اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہوا۔ میں پاکستان آرمی کے کمانڈوز میں شامل تھا۔ وہاں پر آپؒ کے مریدین صوفی عبدالرحمان (کسوال) صوفی محمد ایوب صاحب شیر عالم شہیدؒ (بدر مرجان) صوفی بشیر احمد صاحب (دو تھان آزاد کشمیر حال عظمت پورہ بھٹہ چوک لاہور) صوفی ثناء اللہ (وریام سیالکوٹ) صوفی محمد سلطان صاحبؒ (روپڑ کلاں راولپنڈی) صوفی عبدالعزیز صاحب (پوران) صوبیدار صوفی محمد اسلم صاحب (شمس آبادی) اور میرے استاد محترم کپتان راجہ محمد صادق شامل تھے یہ تمام صاحبان آپؒ کے مرید تھے۔ میں ان کے باہمی خلوص اور محبت سے بہت متاثر ہوتا تھا۔ ان کی آپس

میں محبت اتنی شدید تھی کہ یہ جان سے گزر کر بھی ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے کمانڈوز کی ڈیوٹی بڑی سخت ہوتی ہے۔ اور اپنی سختی کو بھول کر دوسرے کی مدد کرنے کے جذبہ سے میرا دل ان کی طرف کھنچتا تھا۔ دوسری بڑی بات یہ تھی کہ ان تمام افراد کا مذہب سے بڑا گہرا لگاؤ تھا۔ یہ سب کے سب پکے نمازی تھے اور جب مسجد میں ان کا حلقہ اکٹھا ہوتا تھا تو ان کے منور و مطہر چہرے علیحدہ ہی نظر آتے تھے۔ ان مریدین کو دیکھ کر میں پیر صاحب سے ملنے کا مشتاق ہوا اور یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ جیسے ہی پیر صاحب سے ملاقات ہو گی میں ان کے حلقہ بگوشوں کی صف میں داخل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب ۶۴ء میں آپؒ سے ملاقات ہوئی تو میری سٹی ہی گم ہو گئی۔ لیکن آپؒ بڑے التفات سے ملے۔ انہوں نے پہلے ہی دن اتنی اپنائیت دی جس کی چاشنی مٹھاس آج بھی ویسے ہی معلوم ہوتی ہے۔

میرا زیادہ عرصہ مشرقی پاکستان میں گزرا ہے آپؒ کے خصوصی حکم کے مطابق میں مرزا خیل شریف میں حضرت سیدنا مخلص الرحمان جہانگیر ہداؒ کے مزار اقدس پر حاضری دیتا تھا۔ ۶۷ء میں مجھے خلافت عطاء کی گئی۔ آپؒ کے مسجد کے اکاؤنٹنٹ کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ لاہور کے حساب کتاب کی ذمہ داری بھی پوری کی۔ مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپؒ کے حضور حاضری کے پروگرام کو میں نے ضلع وار جلوس کی شکل میں منظّم کر کے ترتیب دیا۔ ۱۹۸۰ء سے جلوس کی شکل میں حاضری کا پروگرام شروع ہے۔ میں ہائی جیکنگ کے خلاف آزمودہ ترین آدمی ہوں۔ آرمی سے ریٹائرمنٹ کے بعد مجھے پی آئی اے میں بہت اچھی سروس کی پیشکش ہوئی جو نہیں کی اور آپؒ کے حکم کی تابعداری کی۔

آپؒ کی کئی کراماتوں کا میں عینی شاہد ہوں گیارہ جون ۱۹۷۱ء رات نو بجے کے قریب مشرقی پاکستان میں ایک مائن پھٹنے سے زخمی ہوا۔ بارود کے زور کی وجہ سے میں پندرہ فٹ اونچا اچھلا۔ تو آپؒ نے مجھے ہوا میں پکڑ کر نیچے لٹا دیا۔ میرا ایک پاؤں شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اور سارا جسم جھلس گیا تھا میں ہلنے جلنے کے قابل بھی نہ تھا۔ آپ

ؒ نے مجھے حکم دیا کہ پیٹھ کے بل سرکو۔ اور گھسٹتے ہوئے اس فاصلہ کو طے کرو۔ چنانچہ میں نے سرکنا شروع کیا۔ مجھے ایسے معلوم ہوا جیسے مجھے کوئی آہستگی سے گھسیٹ رہا ہو۔ یہ ساڑھے تین میل کا فاصلہ میں نے دو گھنٹوں میں طے کیا اور اپنے پوائنٹ تک پہنچا۔ ۱۹۷۳ء میں سرجنوں نے یہ فیصلہ کیا کہ گھٹنوں اور پنڈلی کے درمیان سے میری ٹانگ کاٹ دی جائے۔ کیونکہ زخم صحیح نہیں ہوتا تھا اور ٹانگ زہر کے پھیلنے کی وجہ سے سیاہ ہوگئی تھی۔ آپؒ نے مجھے کہا تمہاری ٹانگ نہیں کاٹیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سرجنوں نے اپنے پہلے فیصلے کے برعکس فیصلہ کیا اور میری ٹانگ نہ کاٹی گئی۔ اس طرح میں مکمل معذوری سے بچ گیا۔ اور تندرست بھی ہوگیا۔

۶۷ء میں ہی آپؒ نے میرے بیٹے مشتاق احمد کے بارے میں جو اس وقت چوتھی جماعت کا طالب علم تھا یہ پیش گوئی کی تھی کہ یہ بڑا ہو کر جہاز اڑائے گا۔ اور وہ اس وقت ونگ کمانڈر ہے۔ میری بیٹی کے بارے میں آپؒ نے کہا اسے میڈیکل میں داخلہ مل جائے گا۔ یہ ڈاکٹر بنے گی اور ایسا ہی ہوا میرٹ سے کچھ نمبر کم ہونے کے باوجود میری بیٹی کو ایم بی بی ایس میں داخلہ مل گیا۔ وہ الحمد للہ اب ماہر امراض نسواں ہے۔

میں جب آرمی سے ریٹائرڈ ہوا تو آپؒ نے مجھے حکم دیا کہ تم لاہور میں رہو۔ ماڈل ٹاؤن میں رہو۔ حالانکہ اس وقت میرے پاس بہاولنگر اور سرگودھا میں رہائشی سہولت حاصل تھی لیکن میں نے ماڈل ٹاؤن میں رہنے کا آپؒ کا حکم مانا۔ پھر مجھے سلسلہ عالیہ سے یہ ہدایت ملی کہ منہاج القرآن ادارے کی خدمت کرو۔ یہ ادارہ ہمارا اپنا ادارہ ہے اور مستقبل میں ہمارے بہت سے مرید یہاں تعلیم حاصل کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ پیش گوئی بھی پوری ہوئی۔ میں منہاج القرآن کے ادارہ میں شامل ہوا۔ اور مجھے دیکھ کر علامہ طاہر القادری صاحب نے خاکساری اور دینداری کے عنوان سے مجھ پر خطاب کیا اور انہیں یہ شوق بھی پیدا ہوا کہ اگر خاکسار اتنا دیندار ہے تو ان کے پیرو مرشد کا کیا عالم ہو گا۔ چنانچہ ۱۹۸۸ء میں اسی خطاب کے موقع پر

آپ ؒ بھی منہاج القرآن تشریف لے گئے اور وہیں لائف ممبر بھی بنے۔ جناب علامہ طاہر القادری صاحب آپ ؒ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور انہیں ایک مکمل فقیر مکمل ولی سمجھتے ہیں اور آپ ؒ کی تہہ دل سے عزت و تکریم کرتے ہیں۔

۱۹۸۳ء میں آپ ؒ نے مجھے بیعت کرنے کے لیے سختی سے حکم دیا کہ اس سلسلہ کو آگے جاری کرو۔ چنانچہ اس وقت سے میں بھی اس سلسلہ عالیہ کو جاری رکھنے کی سعی میں کوشاں ہوں۔ اور مقدور بھر اپنے ذمہ فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔

**نظر کیمیا اثر:** صوفی خاکسار احمد شاہ جہانگیری مزید بیان کرتے ہیں کہ جون ۱۹۹۰ء میں جشن جہانگیری نہایت دھوم دھام سے منایا جا رہا تھا۔ ایک سندھی روائتی لباس میں ملبوس زائرین میں منفرد دکھائی دیئے۔ محفل خاص بھی ہو چکی۔ ذرا ستانے کے لیے اپنے مشفق و مہربان حضرت صوفی نور محمد شاہ ؒ (رحیم یار خان) کے کمرے میں حاضر ہوا۔ خلاف معمول جناب کو بہت خوشگوار موڈ میں پایا۔ عموماً حضرت گرامی سنجیدہ رہتے تھے۔ مجھے ارشاد فرمایا جوان ذرا ان سندھی بزرگوار سے تبادلہ خیالات کر کے اپنے تاثرات بیان کرو۔ میری چونکہ قبلہ چوہدری صاحب ؒ سے بہت ہی بے تکلفی تھی میں نے عرض کیا جناب آپ مچ میں دھکا دے کر تماشہ دیکھنے لگ جاتے ہیں مجھے اجنبی حضرات سے جلدی گھل مل جانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ ان کے اصرار پر سندھی صاحب سے مخاطب ہوا۔ جنہیں میں ایک روائتی سندھی پیر بھائی سمجھا ہوا تھا وہ تو عظیم المرتبت صاحب تصرف مبلغ اسلام نکلے ان کے دست حق پرست پر پانچ برس کے عرصہ میں ساڑھے بارہ ہزار سندھی ہندو حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے ہر فرد کا مکمل ریکارڈ ان کے پاس موجود تھا۔ موصوف پہلے خود بھی اہل ہنود میں سے تھے۔ ان کا سابقہ نام جھنگلی تھا۔ جناب صوفی منصوب علی صاحب کی کوشش سے آپ ؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے بعد ازاں آپ ؒ نے ان پر ایک خاص نگاہ کریمانہ ڈالی اور حکم دیا کہ اپنے قبیلہ کے

افراد کو مشرف بہ اسلام کریں بلکہ دوسرے ہندو قبائل کو اسلام کی دولت سرمدی سے سرفراز کریں- آپؒ کی زندہ کرامت کا ظہور ہوا- آپؒ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق دین محمد نو مسلم جس ہندو کے قلب پر نظر ڈالتے وہ فوراً ہی کلمہ طیبہ پڑھ لیتا- آپؒ نے جھنگی کا نام دین محمد رکھا اور اپنی دائمی توجہ بخش دی- جب میں ان کا پورا ریکارڈ تفصیل سے دیکھ چکا تو مجھے اپنا قدو قامت بھائی دین محمد کے مقابلے میں بہت ہی چھوٹا نظر آیا- دین محمد ان دنوں مالی پریشانیوں میں گھرے ہوئے تھے- صوفی نور محمد شاہ صاحبؒ (ضلع رحیم یار خاں) نے مجھے فرمایا کہ میں دین محمد کو آپؒ کی خدمت عالیہ میں پیش کروں اور آپؒ کی مزید توجہ دلواؤں- تعمیل ارشاد میں اٹھ کھڑا ہوا- آپؒ کی اجازت سے دین محمد کو پیش کیا- آپؒ نے بکمال شفقت بھرپور توجہ عطا فرمائی- خلافت بااجازت عطا فرمائی آپؒ نے صوفی دین محمد شاہ کو پورا لباس طریقت عطا فرمایا اور اپنے سامنے پہنایا- کلاہ مبارک اپنے دست مبارک سے پہناہ کر قلب پر توجہ ڈالی- صوفی دین محمد صاحب کی رگ رگ میں مستی سرایت کر گئی- اجازت ملنے پر جھومتے ہوئے حجرہ نقیب الاولیاءؒ سے باہر نکلے- نگاہ کی کرشمہ سازی عجب کام کر گئی- جونہی صوفی دین محمد شاہ صاحب واپس صوفی نور محمد شاہ صاحبؒ کے حجرہ میں تشریف لائے تو صوفی نور محمد صاحبؒ جو کہ اپنے بستر پر استراحت فرما رہے تھے- ایک دم احتراماً کھڑے ہو گئے اور سر تسلیم خم کر دیا اور فرمایا کہ مجھے ایسا لگا کہ سچ مچ آپؒ میرے حجرہ میں تشریف لائے ہیں-

شاد باد اے عشق خوش سودائے

اے طبیب جملہ علت ہائے ما

**ذکر مرشد:** آپؒ اپنے مرشد عالی مقام حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر کثرت سے فرماتے تھے- آپؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار دوران سفر اپنے پیرو مرشد قبلہ عالم حضرت صوفی محمد حسن شاہؒ کے ساتھ بمبئی شہر پہنچے- پیدل چل رہے تھے ہمراہ بہت سے مریدین تھے جن میں مشہور مزاحیہ فلم سٹار جناب محمد

یعقوب بھی تھے۔ جونہی بھنڈی بازار کی طرف مڑے تو قبلہ عالمؒ نے ارشاد فرمایا آج احمد حسن کے ساتھ عجیب معاملہ پیش آئے گا۔ میں بہت چوکنا ہو گیا۔ جناب صوفی احمد حسن شاہ صاحب ان دنوں بھنڈی بازار میں فٹ پاتھ پر بیٹھ کر ابلے ہوئے چنے مصالے ڈال کر فروخت کیا کرتے تھے۔ دست بوسی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد صوفی احمد حسن شاہ صاحب نے قبلہ عالمؒ کی خدمت میں گزارش کی کہ حضور میں سب پیر بھائیوں کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ قبلہ عالمؒ نے بخوشی اجازت عطا فرمائی۔ صوفی احمد حسن اس وقت تک آدھے چنے فروخت کر چکے تھے۔ باقی چنوں کو انہوں نے پرات کے درمیان میں اکٹھا کیا اوپر مصالحہ جات ڈالے' بعد ازاں ان پر کئی لیموں نچوڑے اور نہایت ادب و احترام سے انہیں قبلہ عالمؒ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا۔ حضور میرے پاس جو کچھ حاضر ہے سب آپؒ کی خدمت اقدس میں نذر ہے۔ قبلہ عالمؒ نے ہم سب کو چنے کھانے کا حکم دیا اور ہم سب نے منٹوں میں پرات صفا چٹ کر دی۔ قبلہ عالمؒ نے صوفی احمد حسن سے فرمایا "مانگ کیا مانگتا ہے" انہوں نے عرض کی "حضور پیسہ پیسہ جوڑ کر شہر بمبئی میں ساڑھے تین مرلہ جگہ خریدی ہے۔ دعا فرمائیں کہ نیچے دکان اور اوپر رہائش تعمیر ہو جائے۔ پیر بھائی آتے رہیں اور میں ان کی خدمت کرتا رہوں" اس پر حضور قبلہ عالمؒ نے ارشاد فرمایا" احمد میاں تم نے کیا مانگا ہے تم بہت جلد بمبئے کے بہت بڑے سیٹھ بننے والے ہو اور تمہارے بڑے بڑے ہوٹل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تم سے بہت کار خیر سرانجام ہوں گے۔ حسب الارشاد قبلہ عالمؒ ایسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ بہت سے عالمگیر ہوٹل بمبئے شہر میں بنے۔ صوفی احمد حسن شاہ صاحبؒ نے آستانہ عالیہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف کی تعمیر و توسیع پر زر کثیر خرچ کیا۔ دوران حج مدینہ منورہ میں وصال مبارک ہوا اور جنت البقیع میں مدفن نصیب ہوا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

**فناو بقاء:** حضرت صوفی نور محمد شاہ صاحبؒ ۱۹۹۰ء میں صوفی رائے طاہر مبارک علی شاہ صاحب (ضلع ملتان) اور صوفی ذوالفقار علی صاحب (وہاڑی) کے ہمرکاب قبلہ عالمؒ کے عرس شریف میں شمولیت کے لیے مرشد نگر بھینسوڑی شریف پہنچے۔ وہاں آستانہ پاک کے صحن مبارک میں ایک لحیم شحیم سکھ سردار صاحب اپنے انداز میں حاضری دیتے دکھائی دیئے۔ جناب نور محمدؒ صاحب نے صوفی رائے طاہر مبارک علی کو فرمایا کہ معلوم کریں کہ سردار صاحب کدھر سے تشریف لائیں ہیں اور ان کو دربار گوہر بار سے عقیدت کیسے حاصل ہوئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سردار صاحب محکمہ ریلوے میں انجینئر ہیں۔ آبائی وطن ہوشیار پور ہے۔ اس وقت بمبئی رہائش رکھتے ہیں اور قبلہ عالمؒ کے خلیفہ مجاز جناب صوفی منصور علی شاہ صاحب کے ارادت مند ہیں گزشتہ انیس برس سے متواتر عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کی سعادت حاصل کئے ہوئے ہیں سردار صاحب کی ۱۹ برس قبل محکمہ ریلوے کی طرف سے ضلع رامپور میں عارضی تعیناتی ہوئی۔ صوفی منصور شاہ صاحب نے سردار صاحب کو آستانہ عالیہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف حاضر ہونے کی تاکید کی۔ سردار صاحب نے بیان کیا کہ مجھے بتایا گیا میں بذریعہ سائیکل رکشا ملک سے آستانہ عالیہ جاؤں اور کرایہ ڈیڑھ روپیہ سے زیادہ بالکل نہ دوں۔ اس دن اچانک بارش ہو گئی۔ راستہ کچا ہونے کی وجہ سے پھسلن تھی کوئی بھی رکشا والا پانچ روپے سے کم پر جانے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ میں اسی شش و پنج میں مبتلا بازار میں کھڑا تھا کہ ایک باریش باوقار بزرگ سائیکل پر ایک لمبا سا پائپ رکھے ہوئے سامنے والے دوکاندار سے مخاطب ہوئے کہ آپ کو میٹر کے فٹ بنانے آتے ہیں۔ دکاندار نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کر دی کہ مہاراج مجھے میٹروں کے فٹ بنانے آتے ہیں۔ بزرگوار نے پائپ کی لمبائی میٹروں میں بیان فرمائی جو میں نے فٹوں میں تبدیل کر کے بتلا دی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ اس علاقے کے معلوم نہیں ہوتے ادھر کیسے آنا ہوا۔ میں نے عرض کی کہ مہاراج مجھے آستانہ عالیہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف جانا ہے۔ دھرم گورو

صوفی منصور شاہ صاحب کے ارشاد عالیہ کے مطابق کوئی رکشا والا اس بارش زدہ موسم میں ڈیڑھ روپے میں وہاں جانے پر تیار نہیں اور میں ارشاد مرشد کے پیش نظر زیادہ رقم دینے سے قاصر ہوں- بزرگوار نے فرمایا کہ ایسا کرو میرے اور آپ کے درمیان دھرم کی قسم آپ میرا یہ سائیکل لے جائیں- آستانہ عالیہ پر حاضری دیں اور واپسی پر سائیکل اسی دکان دار کو دے جائیں- بزرگوار پائپ کندھے پر رکھ تھوڑی دیر میں نظروں سے اوجھل ہو گئے اور میں سائیکل پر سوار ہو کر شاداں و فرحاں آستانہ عالیہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف کی طرف روانہ ہو گیا- کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد آگے دوراہہ آگیا- میں سائیکل سے اتر پڑا اور کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ اب دائیں یا بائیں کس طرف جاؤں- دوراہہ کے درمیان ایک گھاس پھونس کی جھونپڑی بنی ہوئی تھی- اچانک اس میں سے ایک بزرگ نکلے انہوں نے مجھے دور سے ہی دائیں طرف جانے کا اشارہ فرمایا- میں دائیں طرف روانہ ہو گیا- مجھے خیال آیا کہ بزرگوار کی شبیہ مبارک سائیکل عطا فرمانے والے بزرگوار سے بڑی مماثلت رکھتی ہے- تھوڑی دور آگے گیا تو دائیں طرف چری کا کھیت ہے اور اس کی مینڈھ پر ایک بزرگوار آہستہ آہستہ چل رہے ہیں اور ان کی بھی مماثلت ایسی ہی لگی جیسی جھونپڑی والے بزرگوار کی- اپنا سفر جاری رکھا حتیٰ کہ میں آستانہ عالیہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف پہنچ گیا- قبلہ عالمؒ کے مزار پر حاضری کی سعادت حاصل کی- اس کے بعد سجادہ نشین کی خدمت اقدس میں حاضری کی توفیق ملی- جناب بہت شفقت سے پیش آئے میری خاطر مدارات کی گئی- سامنے اوپر دیوار پر ایک شبیہ مبارک پر پردہ پڑا ہوا تھا- میں نے عرض کیا مہاراج مجھے درشن حاصل کرنے کی اجازت دی جائے- جناب سجادہ حضور کے حکم پر پردہ ہٹایا گیا میری تو سٹی گم ہو گئی- مجھے اپنے حواس بحال رکھنے مشکل ہو گئے- شبیہ مبارکہ قبلہ عالمؒ حضرت حاجی صوفی محمد حسن شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی تھی- مجھے سائیکل دینے والے بھی یہی- چری کے کھیت کے پاس خراماں خراماں چلنے والے بھی یہی' اور دوراہے کے درمیان جھونپڑی میں براجمان بھی یہی ہیں- واپسی کی اجازت

طلب کی ملتے ہی میں دیوانہ وار تیز سائیکل چلاتے چری کے کھیت کے پاس آیا- وہاں کچھ نظر نہ آیا- پھر دوراہہ پر پہنچا وہاں نہ جھونپڑی اور نہ اس کا کوئی نشان ملا نہایت تیزی سے واپس قصبہ ملک پہنچا- دوکاندار کو سائیکل دی اور بزرگوار کا پتہ پوچھا اس نے لاعلمی ظاہر کی- انیس برس سے لگاتار حاضری کے لیے آ رہا ہوں پھر بزرگوار کی زیارت نہ ہو سکی- حسرت اور پچھتاوا باقی رہ گیا کہ کاش میں چرن چھو لیتا تو میری نجات یقینی ہو جاتی-

**نادر الوقوع واقعہ:** حضرت نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا قیام مبارک کوئٹہ میں تھا- اس دوران ایک بنگالی فوجی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ وہ کل مرزائی ہو جائیگا- آپؒ نے اس سے دریافت فرمایا اس کی کیا وجہ ہے- بنگالی نے جواب دیا کہ مجھے کوئی مسلمان لڑکی نہیں دیتا اور میری عمر ڈھلتی جا رہی ہے- آپؒ نے ارشاد فرمایا اگر تمہیں کوئی اپنی لڑکی نکاح میں دے دے تو تم پھر مرزائی نہیں بنو گے- اس پر بنگالی نے کہا ہرگز نہیں آپؒ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کتنی ہے- بنگالی نے جواب دیا کہ کل جائداد میری ماہانہ تنخواہ ہے جو ہفتہ عشرہ میں بالکل ختم ہو جاتی ہے اور بقیہ مہینہ میں مقروض ہو کر گزارہ کرتا ہوں- آپؒ نے بنگالی سے فرمایا تم صبح نہا دھو کر میرے پاس آ جاؤ کل تمہاری شادی ہو جائے گی- آپؒ نے جونہی اس امر کا اعلان فرمایا کہ میں اپنی تیسری صاحبزادی کا نکاح رحمت اللہ بنگالی سے کر رہا ہوں آپؒ کے پورے قبیلہ میں ایک ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا- پٹھان معاشرہ میں اس سے قبل ایسی کوئی مثال نہیں تھی- جوش انتقام میں نوجوانوں کا خون کھول اٹھا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ بنگالی کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے آپؒ نے فوراً صورت حال کو اپنے کنٹرول میں کیا اور پورے قبیلہ کو اپنے آستانہ عالیہ پر جمع کیا اور فرمایا: میں ایک امتی کا ایمان بچا رہا ہوں- میری اگر ہزار بیٹیاں ہوتیں اور میں ان کو ناموس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں قربان کر دیتا- مجھے یہ جو مقام مرتبہ بخشا گیا ہے یہ سب حضور نبی کریم خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین پاک کے

صدقے میں ملا ہے۔

دوسرے دن آپؒ نے سپاہی رحمت اللہ بنگالی کا نکاح بہت تھوڑے حق مہر پر اپنی تیسری صاحبزادی کے ساتھ کر دیا۔ بنگالی عمر میں بیس برس بڑا تھا۔ حوالدار کے عہدہ پر ریٹائرڈ ہوا۔ ریٹائرمنٹ پر اعزازی نائب صوبیدار کا عہدہ ملا۔ صوفی رحمت اللہ شاہ بنگالی یکم اپریل ۱۹۸۴ء کو وصال فرما گئے۔ آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف میں سنہری مسجد نقیبیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ تمام عمر آپؒ نے ان کی اور ان کے بال بچوں کی کفالت فرمائی اور رہائش کے لیے آستانہ عالیہ میں جگہ مرحمت فرمائی۔

**واقعہ شق صدر:** ۱۹۶۰ کا واقعہ ہے راقم الحروف پاک فوج میں میجر تھا اور کوئٹہ تعیناتی تھی، حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی ان دنوں کوئٹہ رہائش پذیر تھے۔ گرامی قدر ملک امان صاحب کے گھر روزانہ محفل ذکر و فکر ہوتی تھی۔ جو فجر کی اذان تک جاری رہتی، آپؒ بنفس نفیس محفل میں موجود ہوتے تھے۔ آپؒ کے مرید خاص اور خلیفہ حضرت صوفی ولایت حسینؒ بھی مع احباب موجود ہوتے تھے اس محفل ذکر و فکر میں عجیب روحانی کیف و مستی کا عالم ہوتا تھا جو صفحہ قرطاس پہ منتقل نہیں ہو سکتا۔ اس طرح تقریباً چالیس سال قبل اس سلسلہ عالیہ سے میری وابستگی ہوئی۔

اس وابستگی کے بعد ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت صوفی ولایت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے عرس مبارک میں شمولیت کے لیے فرمایا اور ہم نقیب آباد (قصور) آگئے جہاں حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر عرس مبارک کی تقریبات بڑی شان و شوکت سے ہو رہی تھیں، ملک کے گوشہ گوشہ سے عشاق کے قافلے چلے آرہے تھے، خوب رونق اور بہار تھی ہر طرف کیف و مستی کا عالم تھا، محفل سماع میں تو عجیب کیفیت ہوئی، سماع شروع ہوتے ہی میں پنڈال میں محو رقص ہو گیا لوگوں نے مجھے بڑی مشکل سے قابو کیا اور آپؒ کے قدموں میں ڈال دیا سماع کی آواز میرے کانوں میں پڑی تو میں پھر محو رقص تھا

اور وفور جذب و شوق سے بے خود و بے ہوش ہو گیا اسی کیفیت میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں آپریشن ٹیبل پر لیٹا ہوں اور مرشد عالی مقام حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میرا سینہ چاک کر کے میرے قلب کو باہر نکالتے ہیں اور اسے پانی سے دھو کر صاف کر کے پھر دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیتے ہیں۔ جب میں ہوش میں آیا تو میرے پاس حضرت صوفی ولایت حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہیں مجھے شدید قے آئی جس میں خون بھی آ رہا تھا اور سینے میں درد بھی محسوس ہو رہا تھا جس سے یہ احساس بھی ہو رہا تھا کہ شق صدر کا یہ واقعہ محض خیالی نہیں بلکہ حقیقی ہے' پھر حضرت خواجہ ولایت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا ہوا آپریشن ہو گیا' اب میں ٹھیک تھا' لیکن کیف و مستی کی کیفیت کئی روز طاری رہی۔ محفل سماع کے اختتام پر حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ فقیر کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا اور اس خلافت کا باقاعدہ اعلان فرمایا' حضرت خواجہ ولایت حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس پر خاص طور پر بڑے شاداں و فرحاں تھے' اتنی بڑی نعمت ملنے پر بھی خوشی کی انتہا نہ تھی جس کا اظہار میری آنکھوں سے ہو رہا تھا' آنسوؤں کا ایک سیلاب تھا کہ امنڈا چلا آتا تھا اور رکتا نہیں تھا۔ پھر عرس ختم ہوا اور ہم کامیاب و کامران کوئٹہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

یہ ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے' اس کے تیس سال بعد ۱۹۹۲ء میں مجھے دل کا شدید دورہ پڑا (ہارٹ اٹیک ہوا) سب کی یہی رائے تھی کہ دل کے آپریشن کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اسی دوران مرشدی حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میری عیادت کے لیے غریب خانہ پر تشریف لائے میں نے عرض کی "حضور! دل کا آپریشن کرانا پڑے گا" آپ نے فرمایا آپ کے دل کا آپریشن تو میں نے تیس سال پہلے کر دیا تھا اب اس کی ضرورت نہیں پڑے گی" اللہ کا شکر ہے کہ اس بات کو سات سال گزر گئے ہیں ابھی تک دل کے آپریشن سے محفوظ ہیں' ستر سال سے زیادہ عمر ہو گئی ہے اور بھرپور زندگی گزار رہا ہوں' اس سال رمضان

المبارک میں عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی' قیام مکہ کے دوران ایک عمرہ کی بجائے پانچ عمرے کئے اور خوب طواف کئے' جو ایک عمر رسیدہ اور دل کے مریض کے لیے ممکن نہ تھا' یہ صرف حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت اور روحانی طاقت تھی۔

**پاک بھارت جنگ:** ۱۹۶۵ء میں رن کچھ کی لڑائی کے بعد میری یونٹ ۲۱ بریگیڈ سگنل کمپنی کوئٹہ سے قصور آگئی اور پھر ستمبر میں پاک بھارت جنگ شروع ہوگئی' ہمارا بریگیڈ کھیم کرن کے محاذ پر بھارتی قصبہ کھیم کرن پر قابض ہوگیا' لڑائی اتنی شدید تھی کہ قصور شہر اور اردگرد کے سارے دیہات خالی ہوگئے' آستانہ عالیہ کے سب لوگ بھی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے' صرف حضرت خواجہ محمد محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور چند جاں نثار رہ گئے آپؒ سڑک کے کنارے ایک چارپائی پر بیٹھے ہندوستان کی جانب دن رات دیکھتے رہتے' ہر روز تین چار بار ہندوستان کی طرف سے ہوائی حملے ہوتے مگر آپؒ کے معمولات میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ میں محاذ سے وقت نکال کر چند بار حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ آپؒ بٹل شریف تشریف لے جائیں آپ تیار نہ ہوئے' حضرت صوفی ولایت شاہ صاحبؒ اور نائب صوبیدار شریف صاحب ملٹری پولیس میں تھے انہوں نے بھی بڑی کوشش کی مگر حضرت محمد نقیب اللہ شاہ صاحبؒ آمادہ نہ ہوئے' بار بار ہوائی حملوں کے باوجود آپؒ کا سڑک کے کنارے یوں بیٹھے رہنا لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا ساتھ ہی ایف آئی یو' یونٹ تھی جس نے گولہ باری اور ہوائی حملوں کے دوران آپؒ کے متواتر سڑک کے کنارے بیٹھنے کو غلط رنگ دیا اور سمجھا کہ آپ ہندوستان کے جاسوس ہیں اور ہندوستان کے جنگی جہازوں کو مختلف اطراف میں حملے کرنے کے اشارے دے رہے ہیں' وہ آپ کو للیانی ہائی سکول میں فوج کے تفتیشی مرکز میں لے گئے مجھے اطلاع ہوئی تو میں فوراً وہاں پہنچا' جب سکول میں داخل ہوا تو حضرتؒ عصر کی نماز کی تیاری میں وضو فرما رہے تھے مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا محاذ سے کیوں واپس آئے ہیں ہمارا فکر نہ

کرو' ایسا تو ہوتا رہتا ہے! میں بہت غصہ میں تھا تفتیشی افسر بھی ایک میجر تھا اسے ساری صورت حال بتائی تو اس نے افسوس کا اظہار کیا- اور حضرتؒ کو میرے ساتھ آنے کی اجازت دے دی' میں آپؒ کو آستانہ عالیہ پر لے آیا اور درخواست کی کہ ان حالات میں آپؒ کو یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے آپؒ بٹل شریف تشریف لے جائیں میرے اصرار کے باوجود آپ آستانہ عالیہ سے جانے پر آمادہ نہ ہوئے اور فرمایا کہ ہماری ڈیوٹی ادھر ہی ہے ہمیں یہاں موجود رہنا چاہیے اس کے بعد میں آپؒ سے اجازت لے کر واپس محاذ جنگ پر آگیا' اور میرے دل میں یہ خیال راسخ ہو گیا تھا کہ پاکستان کا بھارت کے اہم قصبہ کھیم کرن پر قبضہ اور اس سیکٹر میں پاک فوج کی کامیابی حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے تصرف کی بدولت ہے۔

**حادثہ قطع سارق:** جولائی ۱۹۸۳ء کا واقعہ ہے کہ سرکار چکوال جاتے ہوئے ویگن کے حادثے میں شدید زخمی ہوگئے اور انہیں فوراً C.M.H راولپنڈی پہنچایا گیا- ایکسیڈنٹ کی خبر سب طول و عرض میں پہنچ گی- میں اس وقت جہلم یونٹ میں تھا صبح سویرے چھٹی لے کر سی - ایم - ایچ راولپنڈی پہنچا- باہر لان میں حضرت صوفی ولایت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور بہت سے پیر بھائی پریشانی کی حالت میں محو گفتگو تھے- میں فوراً اندر وارڈ میں چلا گیا- آپؒ کی بائیں ٹانگ پر پٹی بندھی تھی مگر خون رس رہا تھا- معلوم ہوا کہ ٹانگ کی ہڈی چور چور ہو چکی ہے- ہم سب پریشان حال رو رہے تھے مگر آپؒ ہشاش بشاش تھے- مجھے اپنے پاس ہی چارپائی پر بٹھا لیا- ایک ایک پیر بھائی آتا تھا قدم بوسی کے بعد آنسوؤں کی بارش میں رخصت ہو جاتا- دوسرے دن ڈاکٹر نے کہا کہ آپؒ کی ٹانگ کاٹنی پڑے گی- آپؒ فرمانے لگے- الحمد للہ- کاٹ دیں اپریشن تھیٹر میں آپؒ نے کہا کہ مجھے بے ہوش نہ کریں میں آپریشن اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں- ڈاکٹر کرنل مشتاق نے کہا کہ ہم آپؒ کا آپریشن بغیر بیہوش کئے نہیں کرسکتے- انہوں نے ٹیکہ لگایا مگر آپؒ بے ہوش نہ ہوئے پھر دوسرا ٹیکہ لگایا- مگر اس کا بھی کوئی اثر نہ لگا- اس پر آپؒ نے کہا آپ اپنا کام کریں اور آپؒ کی نظروں

میں ان کی ٹانگ بدن سے الگ کر دی گئی۔ آپریشن سے پہلے اور بعد آپؒ نے کبھی درد کی کیفیت ظاہر نہ کی اور یہ صرف آپکی روحانیت کی بدولت تھا۔ صحت یاب ہونے کے بعد مصنوعی ٹانگ کے ساتھ سرکار آستانہ پر پہنچے تو ہم سب نے کہا کہ اب آپؒ باہر کا دورہ نہ کریں۔ مگر آپؒ نہ مانے اور کہنے لگے ہمیں ابھی بہت کام کرنا ہے چند دنوں میں پالکی بن گئی اور آپؒ اکثر باہر دوروں پر رہتے۔ لوگ حیران تھے کہ ان میں اتنی ہمت اور طاقت کہاں سے آتی ہے۔ آپؒ شہر شہر گاؤں گاؤں محفل ذکر اور قوالی منعقد کراتے اور ہزاروں لوگوں کو سلسلے میں شامل کرتے رہے۔

۱۹۹۰ء کے بعد آپؒ کی صحت گرنے لگی۔ پھیپھڑوں میں پانی بھر جاتا۔ آپؒ C.M.H میں آکر پانی نکلوا کر اسی وقت واپس چلے جاتے اور کوئی آرام نہ فرماتے اس طرح سے صحت گرتی چلی گئی۔ ایک دن میں اپنے کلینک میں تھا کہ صوفی خاکسار احمد صاحب آپؒ کو لے کر میرے گھر آئے میں نے قدم بوسی کی اور دیکھا کہ آپؒ کو سخت بخار ہے چہرہ زرد اور دل کی دھڑکن بے ربط۔ کمپیوٹر پر چیک کرنے پر معلوم ہوا کہ دونوں پھیپھڑے پانی سے بھرے ہوئے ہیں۔ دل میں سخت بوجھ ہے۔ گردے کا فعل بہت زیادہ خراب ہو چکا ہے۔ یہ سب دیکھ کر میں گھبرا گیا پانچ منٹ دوائی دیتا رہا تقریباً چار گھنٹے آپؒ نے میرے گھر قیام کیا۔ طبیعت تھوڑی سنبھل گئی مگر پھیپھڑوں سے پانی کے اخراج کے لیے اور سانس کے لیے Oxygen ضروری تھی اس لیے فیصلہ ہوا کہ آپؒ کو C.M.H میں منتقل کیا جائے۔ C.M.H کافی دن علالت کی حالت میں رہے کوئی دوسرا آدمی ان حالات میں جانبر نہ ہوتا۔ مگر آپ کے معمولات میں فرق نہ آیا۔ جو رپورٹ میں نے مرتب کی تھی وہ اب بھی صوفی خاکسار احمد صاحب کے پاس موجود ہے۔ پھر آپؒ کو SH. ZAD HOSPITAL داخل کرایا گیا وہاں اور سی ایم ایچ میں صوفی سلیم اللہ صاحب اور صوفی صاحبان ان کی خدمت پر مامور رہے۔ شیخ زید ہسپتال میں روز جایا کرتا جون' جولائی کے دن تھے سخت گرمی تھی۔ ہسپتال کے گراونڈ میں پیر بھائیوں کا تانتا لگا رہتا ان کی دیکھ بھال صوفی خلیفہ یوسف

صاحب نے احسن طریقے سے انجام دی- قیام وطعام کا بندوبست کیا- ایک دن میں بعد از دوپہر ہسپتال گیا تو آپؒ اپنے بستر پر نہ تھے صاحبزادہ صاحب جناب کرنل عظمت اللہ صاحب - صوفی سلیم اللہ اور صوفی صاحبان موجود تھے- پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپؒ کو شدید Heart Attack ہوا ہے- اور ان کو ICCU یعنی نہایت ہی نگہداشت کے وارڈ میں رکھا گیا ہے جب میں وہاں گیا تو آپؒ بے ہوش پڑے تھے Moniter پر میں نے دیکھا کہ دل کی دھڑکن بالکل بند ہے- مگر سانس قائم تھا- میں نے ڈیوٹی پر ڈاکٹر سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو وہ کہنے لگے کہ یہاں اب Moniter بھی فیل ہو گیا ہے میرے آنسو بہہ نکلے- چند منٹ کے بعد واپس کمرے میں آ گیا- اگلے دن ہسپتال گیا تو آپؒ واپس اپنے کمرے میں موجود تھے- میں حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے- طبیعت سنبھلی آپؒ آستانہ عالیہ واپس پہنچے ادھر وہی رات دن ہمہ وقت سلسلہ کے کام میں مصروف ہو گئے- باہر کے دورے پھر شروع کر دیئے- آپؒ نے سلسلے کو ملکی حدوں سے نکال کر دنیا کے ہر خطے میں پہنچا دیا- اب ہمارے سلسلے کے مریدین الحمد للہ برطانیہ - امریکہ - کنیڈا - سویڈن - فرانس - ہالینڈ - جرمنی - اٹلی - افریقہ اور مڈل ایسٹ کے ہر ملک میں موجود ہیں- یہ آپؒ کی شب و روز کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے- سلطان العارفین جناب سلطان باہوؒ کے یہ شعر جو انہوں نے قصیدہ روحی میں لکھے ہیں آپؒ کے حق میں صادق آتے ہیں:-

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم

از ابتدا تا انتہا یک دم برم

طالب بیا طالب بیا طالب بیا

تا رسانم روز اول باخدا

ایسے ایسے لوگوں کو سلسلے میں داخل کیا اور پارسا بنایا جن کے متعلق یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ بھی نیکی کے راستے پر چل سکتے ہیں آپؒ کا اعلان تھا کہ میرے پاس برے لوگ چن چن کر لائیں تا کہ ان کو پارسا بنا دوں- پاکستان میں

شاید ہی کوئی گاؤں یا شہر ہو گا جہاں آپؒ کے مرید نہ ہوں ہر جمعرات کو ہر گاؤں، شہر میں سب بھائی اکٹھے ہو کر ذکر کی محفل جماتے ہیں اور پھر سالانہ عرس مبارک میں پوری عقیدت اور اہتمام کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔

**آخری غیر ملکی تبلیغی دورہ:** حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھرپور مجاہدانہ اور صوفیانہ زندگی گزاری، وصال مبارک سے صرف ایک ماہ قبل انہوں نے غیر ملکی تبلیغی دورہ کیا آپؒ کے خادم خاص صوفی سلیم اللہ صاحب جو اس آخری دورہ میں آپؒ کے ہمراہ تھے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت محمد نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخری دورے میں جن ممالک میں تشریف لے گئے ان میں لندن، فرانس اور امریکہ وغیرہ شامل ہیں آپ کا یہ دورہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء سے ۲۱ جنوری ۱۹۹۵ء تک جاری رہا۔ پہلے مرحلے میں آپؒ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء سے ۲۲ اکتوبر تک لندن میں مقیم رہے جہاں آپؒ کی آنکھ کا آپریشن بھی ہوا۔ میزبانی کا شرف صوفی محمد جلیل اور صوفی محمد ادریس صاحب کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد آپؒ فرانس تشریف لے گئے۔ فرانس کا آپؒ کا دورہ ۲۳/ اکتوبر ۹۴ سے ۴ نومبر ۹۴ تک جاری رہا اور اس دوران آپؒ اپنے مریدوں جناب صوفی بشیر صاحب صوفی طارق بھٹی صاحب، صوفی رشید صاحب اور حاجی طالب صاحب کے ہاں قیام پذیر رہے اس کے بعد آپؒ بریڈ فورڈ تشریف لے گئے بریڈ فورڈ میں آپؒ نے اپنے جن مریدوں کو میزبانی کا شرف بخشا ان میں صوفی محمد افسر صاحب، صوفی گلزار، صوفی مجاہد، صوفی اقبال صاحب صوفی جہانگیر اور صوفی خالد صاحب جیسے خوش نصیب شامل تھے۔ آپؒ کا یہ قیام ۱۳ - ۱۴ دنوں پر محیط تھا۔ اس کے بعد آپؒ نیلسن میں اپنے مریدین صوفی سلیم صاحب صوفی محمد عارف صاحب صوفی محمد سرور صاحب صوفی حبیب صاحب اور صوفی منان صاحب کے ہاں قیام پذیر رہے۔ یہاں بھی آپؒ نے ۱۳ دنوں تک اپنے مریدین کو فیضیاب اور روح کی پیاس رکھنے والوں کو سیراب کیا۔ اگلے مرحلے میں آپؒ مانچسٹر میں صوفی محمد عارف اور صوفی عبدالقدوس کے ہاں جلوہ افروز رہ کر باران لطف و کرم

فرماتے رہے- ۱۵ دسمبر سے ۱۹ دسمبر ۹۴ تک آپؒ مانچسٹر سے اسکاٹ لینڈ تشریف لے گئے اور صوفی مشتاق صاحب، صوفی اقبال صاحب اور صوفی ریاست صاحب کے ہاں قیام فرمایا- اپنے اس دورے کے آخری مرحلے میں آپؒ امریکہ کے مختلف شہروں میں قیام پذیر ہوئے- یہ آخری مرحلہ ۲۱ دسمبر ۹۴ سے ۷ جنوری ۹۵ کی تواریخ پر مشتمل تھا- نیو یارک میں آپؒ صوفی اصغر صاحب، صوفی مشتاق صاحب اور صوفی اشفاق صاحب کے ہاں رہے اس کے بعد واشنگٹن تشریف لے گئے اور صوفی محمد اشرف صاحب اور صوفی محمد مسکین صاحب کے ہاں قیام فرمایا- بالٹی مور - میری لینڈ ڈسٹرکٹ میں محمد رؤف صاحب کے ہاں قیام کے بعد آپؒ دوبارہ لندن تشریف لے گئے اور ۸ جنوری سے ۲۱ جنوری تک صوفی محمد ادریس کے دولت کدہ پر اپنے مریدوں کو شرف دیدار بخشا اور ان کی ہدایت و رہنمائی فرمائی-

آپؒ کا یہ دورہ انتہائی روح پرور اور ایمان افروز تھا جس کے دوران بے شمار لوگوں نے مادیت کے اتھاہ سمندر میں غرق بے چین روحوں نے وحدانیت کا جام پی کر اپنی روحوں کا سیراب کیا- اس دورے کے دوران آپؒ کے معمولات میں مریدین سے ملنا اور انہیں اطمینان قلب کی دولت سے سرفراز فرمانا ایک بڑا مقصد تھا- ہندو سکھ اور دیگر مذاہب کے لوگ آتے تھے- آپؒ کی صحبت میں بیٹھتے اور ایمان کی دولت سے نوازے جاتے- آپؒ سب کو دین کی تعلیم فرماتے- بہت سے گورے آپؒ کی صحبت میں آئے اور دین اسلام قبول کرکے واپس گئے- فرانس میں دوران قیام محترم طارق بھٹی صاحب کے گھر میں ایک میاں بیوی اور ان کے بچے آپؒ کے دست مبارک پر ایمان لائے اور بیعت ہوئے-

فرانس میں عام طور پر لوگ ڈیوٹی سے کافی رات گئے فارغ ہوتے ہیں اس لیے یہ لوگ آپؒ کے پاس رات کو ہی حاضر ہوتے تھے- حالانکہ آپؒ کی صحت زیادہ اچھی نہ تھی- اور انہیں زیادہ سے زیادہ آرام کی ضرورت تھی- لیکن آپؒ نے کبھی اپنی صحت کا کسی سے شکوہ نہ کیا رات کو آنے والے مریدین کے ساتھ بہت دیر

تک تشریف فرما رہتے۔ انہیں وقت دیتے ان کی حاجات کے لیے اپنے پروردگار کے حضور دعا فرماتے۔ ۲ نومبر کی رات مجھے ارشاد فرمایا کہ ہمیں جنت کی سیر کے لیے بلاوہ آیا ہے لہٰذا ہمیں غسل کراؤ آپ ؒ کے حکم کی بجا آوری ہوئی۔ غسل کرا کر نئے کپڑے پہنائے گئے۔ دوبارہ تشریف فرما ہوئے تہجد کی نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد نماز فجر ادا کی اور فرمایا کہ "ہمیں جنت میں لے چلو۔ فرشتے تیار کھڑے ہیں۔ اس وقت حضور غوث پاک ؓ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل ؑ اور حضرت عزرائیل ؑ بھی حاضر تھے حضرت غوث پاک ؓ نے حضرت عزرائیل ؑ سے فرمایا کہ ہمارے حکم کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا۔ انہوں نے حکم کی بجا آوری کا وعدہ کیا۔ پھر آپ ؒ نے فرمایا کہ جب ہم جنت میں جائیں تو سلیم اللہ باہر دروازے پر کھڑا رہے۔ میرا اور آپ ؒ کا فاصلہ تقریباً اڑھائی فٹ تھا۔ آپ ؒ نے مجھے فرمایا کہ تم بھی اندر آجاؤ، مگر مجھے رش کی وجہ سے دروازے سے آگے جانے کے لیے راستہ نہیں مل رہا تھا۔ رش اتنا زیادہ تھا کہ میں ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ میں نے کوشش کی کہ دروازے میں داخل ہو جاؤں مگر داخل نہ ہو سکا تو آپ ؒ نے فرمایا کہ تم ٹھہرو! میں ابھی آتا ہوں، رش کی وجہ سے فرشتے آپ ؒ کو پالکی میں سوار کرا کے لوگوں کے اوپر سے اٹھا کر لے گئے میں نے دیکھا کہ پہلے والے جنتی لوگ بھی پالکی کو ہاتھ لگا کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ؒ جنت سے باہر آگئے اور میں بھی خاص کیفیت سے واپس آ گیا اور میرے جسم میں حرارت پیدا ہو گئی۔ یہ واقعہ صوفی رشید کے گھر پر ہی پیش آیا۔ وہ بھی وہیں موجود تھے لیکن انہیں یہ تمام کرامتیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ آپ ؒ نے فرمایا کہ اب ہم اپنے گھر جائیں گے۔ ہم نے مرنے کا منظر جنت کا نظارہ اور اس سے آگے جو کچھ ہونا ہے۔ سب کچھ مشاہدہ کر لیا ہے اس کے بعد آپ ؒ میزبان صوفی رشید کے بھائی صوفی محمود صاحب کے گھر دوپہر کے کھانے پر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی آپ ؒ کی زبان مبارک پر جنت اور جنتی مخلوق کا ہی تذکرہ رہا۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ ؒ صوفی بشیر صاحب کے گھر چلے گئے اور یہاں بھی اسی طرح اسی عالم میں

رہے اگلے دن صبح "ختم خواجگان" پڑھتے وقت آپؒ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے کمرے میں بہت مخلوق آ گئی ہے۔ اس وقت صوفی بشیر صاحب بھی ختم میں شامل تھے۔ آپؒ حضور نے مجھے فرمایا کہ اس "بابا کو بولو یہاں (سرہانے کی طرف) بیٹھ جائے۔ میں نے عرض کیا! سرکار یہ نہیں بیٹھیں گے' یہ دیدار کرنے کے لیے آئے ہیں اور اب واپس جا رہے ہیں' اس بزرگ کی داڑھی سفید اور عمر تقریباً ستر سال کے لگ بھگ تھی۔ آپؒ نے فرمایا کہ ' یہ اس علاقہ کا صاحب ڈیوٹی ہے۔ ختم شریف کے بعد دعا فرمانے پر اس بزرگ سمیت سب لوگ جا چکے تھے۔ وہ غیبی مخلوق تھی۔ جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

نیلسن میں دوران قیام ایک سفید فام ڈاکٹر ٹام جو کانوں کے امراض کا ماہر تھا اس نے آپؒ کے کانوں کا معائنہ کیا معائنہ کرنے کے بعد اس نے کہا کہ یہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ مجھے زندگی میں کسی آدمی کے پاس بیٹھ کر اتنا سکون نہیں ملا۔ جتنا صرف چند لمحوں تک ان صاحب کی صحبت میں بیٹھ کر حاصل ہوا۔ اس نے بتایا کہ میں نے اٹالین پوپ' جارج بش' مارگریٹ تھیچر' جان میجر اور نکسن جیسے مشہور اور اہم لوگوں کے کانوں کی ایڈ لگائی مگر ان میں یہ بات نہیں تھی وہ سب دنیا پرست لوگ تھے۔ آپؒ ایک مقدس انسان ہیں۔ جن کا تعلق براہ راست خدا کے ساتھ ہے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر مجھے حقیقتاً بہت سکون محسوس ہوا ہے۔ پھر وہ دوبارہ حاضر ہونے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ چھ روز بعد آلہ سماعت دینے کے لیے پھر حاضر ہوا اس نے آپؒ کے ساتھ دو گھنٹے اس کیفیت میں گزارے کہ اسے نہ تو اپنا واپس جانا یاد رہا اور نہ ہی اپنی بے پناہ مصروفیات۔ اس دوران اس نے اپنی بہو جو اچھے اطوار کی مالک نہ تھی اور جس کی وجہ سے اس کے گھر میں بے سکونی تھی اس کے بارے میں دعا کے لیے گزارش کی آپؒ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کا کرم تھا کہ دوسرے ہی دن اس عورت نے اپنے خاوند اور سسر (ڈاکٹر) سے معافی مانگی اور اپنی عادات و اطوار تبدیل کرنے اور صاف ستھری نیک زندگی بسر کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد آپؒ کے

ساتھ ڈاکٹر کی عقیدت اور فرقت میں بے چینی کا یہ عالم ہو گیا کہ وہ ہر روز رات کو ایک مرتبہ ضرور آپؒ کو فون کر کے آپؒ کی آواز سے اپنے دل کی پیاس بجھاتا۔ آخری رات ۲۱ جنوری کو جب آپؒ واپس پاکستان آ رہے تھے۔ اس نے آپؒ کو فون کیا اور بہت دیر تک آپؒ سے باتیں کرتا رہا اس کی تصدیق صوفی محمد سلیم صاحب سے بھی کی جا سکتی ہے اور نیلسن میں دوران قیام صوفی محمد سلیم صاحب کی ایک بیٹی جو ذہنی طور پر پسماندہ ہے اور اس کی آنکھوں کی بینائی بھی کمزور ہے۔ آپؒ کے پاس ہر وقت حاضر رہتی۔ گو وہ صحیح طور پر بول نہیں سکتی تھی مگر آپؒ کی خدمت میں باقاعدہ "بابا حضور" کہہ کر انگلش میں گانا پیش کرتی تھی اور عقیدت کے اظہار کے لیے رقص کرتی تھی۔ آپؒ سے بار بار اپنے گھر میں رہنے کے لیے التجا کرتی تھی۔ اب وہ کافی حد تک صحیح ہوتی جا رہی ہے۔

حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی صحت کافی کمزور ہو چکی تھی لیکن اس دورے کے دوران آپؒ کی مصروفیات بہت بھرپور رہیں۔ آپؒ کے معمولات اسی طرح چلتے رہے لیکن آپؒ نے کبھی اپنی صحت کے بارے میں کوئی بات نہ کی۔ نہ کبھی کوئی شکوہ کیا۔ آپؒ کی صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپؒ کی بیٹی اور نواسی نے فیصلہ کیا کہ آپؒ کو پاکستان لے جائیں حالانکہ آپؒ کا ارادہ واپسی پر سعودی عرب سے عمرہ کی ادائیگی کے بعد وطن واپس آنے کا تھا۔ اور اس کے لیے وہ واشنگٹن میں سعودی قونصل خانے سے عمرہ کا ویزہ بھی حاصل کر چکے تھے۔ لیکن آپؒ کی کمزور صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے براہ راست پاکستان لایا گیا پاکستان آنے کے بعد جب تک آپؒ زندہ رہے عمرہ کا شرف حاصل نہ کر سکنے کا ہمیشہ افسوس رہا۔

وطن واپس تشریف آوری پر ۱۲ فروری ۱۹۹۵ء کو احسان ہسپتال میں نماز عصر کے بعد آپؒ نے "ختم خواجگان" مع شجرہ شریف پڑھوا کر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معافی کا خواستگار ہوں ۔۔۔ میں نے آپ

سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضری دوں گا۔ حاضر نہیں ہو سکا ہسپتال میں اگرچہ آپؒ بیماری کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے تھے لیکن نماز کی ادائیگی کبھی نہیں بھولتے تھے اور بیماری کی زیادہ شدت میں نماز اشاروں سے ادا کر لیتے تھے۔ نماز کی ادائیگی کا اس قدر احساس حاوی رہتا تھا کہ اکثر اوقات رات کو بھی نماز کا وقت دریافت فرماتے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے یا نہیں اور پھر عموماً کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اللہ کا ورد ان کی زبان مطہر پر جاری رہتا۔ ۲۵ فروری کو آپؒ کی حالت کافی کمزور ہو چکی تھی میں نے علاج کے سارے کاغذات ملاحظہ کئے اور ڈاکٹروں سے الجھ پڑا کہ آپؒ صرف پھیپھڑوں کے مرض کے علاج کے لیے آئے تھے۔ پھیپھڑے بدستور اسی حالت میں بلکہ پہلے سے زیادہ خراب ہو گئے ہیں۔ اور علاوہ ازیں آپؒ کے دل، گردے اور ہاضمہ کا نظام بھی تشویش ناک حد تک بگڑ چکا تھا۔ دوسرے دن میں صبح ہی ہسپتال پہنچ گیا۔ آپؒ کی حالت بدستور خراب تھی۔ باہر ہسپتال لان میں صوفی نور محمد مرحوم و مغفور اپنے بیٹے ڈاکٹر شاہد علی کے ساتھ واپس رحیم یار خان جانے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ میں نے استفسار کیا کہ کیوں جا رہے ہیں کل واپس کیسے آؤ گے۔ اس پر وہ چونک اٹھے۔ فرمانے لگے آپؒ تو اب ٹھیک دکھائی دیتے ہیں۔ میرے منع کرنے پر وہ رک گئے اور اسی رات آپؒ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

**وصال مبارک:** حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خادم خاص صوفی سلیم اللہ صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ یہ ۲۷ فروری ۹۵ء کی رات کا واقعہ ہے رات تقریباً ایک بجے آپؒ ذکر میں مصروف تھے۔ کلمہ طیبہ کا ورد آپؒ کی زبان پر جاری تھا۔ اس وقت آپؒ کے بہت سے مرید آپؒ کی خدمت میں موجود تھے۔ صوفی محمد عنایت اللہ (ضلع جہلم)، صوفی محمد امیر انجم انسپکٹر انٹیلی جنس، صوفی محمد مطلوب صاحب، اور صوفی بشیر صاحب سب لوگ آپؒ کی خدمت میں حاضر تھے اسی دوران صوفی نیاز علی بھی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت رات کا ڈیڑھ بجا تھا کہ صوفی بشیر احمد شاہ صاحب نے مجھ کو بتایا کہ آپؒ کی ٹانگیں اور پاؤں

ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ میں نے چیک کئے اور عرض کیا کہ وہ نارمل ہیں۔ اس دوران بھی آپؒ ہلکی آواز میں کلمہ طیبہ اور اللہ اللہ کا ورد کر رہے تھے۔ اچانک آپؒ کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی۔ اسی دوران صوفی ماسٹر محمد افضل بھی آپؒ کے کمرے میں آ گئے۔ انہوں نے دیکھ کر کہا کہ آپؒ کو آکسیجن لینے میں تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ اس پر سجادہ نشین محترم صوفی عظمت اللہ شاہ صاحب کو بھی اس کی اطلاع دے دی گئی۔ وہ فوراً حاضر ہوئے۔ ڈاکٹر خالد بھی فوراً وہاں پہنچ گئے اور آپؒ کو ایمرجنسی طبی امداد دینے کی کوشش کی میں فوراً دوائیں لینے چلا گیا۔ مشینیں لگائی گئیں۔ مگر سرکار کے آخری سانس تھے جن کو یہ ڈاکٹر واپس نہ لا سکے۔ اور سرکار تقریباً ۲ بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس موقع پر راقم کے علاوہ سجادہ نشین صوفی کرنل عظمت اللہ شاہ صاحب، صوفی ماسٹر محمد افضل صاحب، صوفی احمد صاحب صوفی محمد یوسف صاحب، صوفی بشیر احمد صاحب صوفی امیر انجم صاحب، صوفی محمد عنایت صاحب، صوفی نیاز علی صاحب، صوفی نور محمدؒ، صوفی مطلوب صاحب اور بہت سے مریدین موجود تھے۔ گو اس وقت اس مرد قلندر، پیر طریقت کے جسد خاکی میں سانس موجود نہ تھا مگر وہ ایسے دکھائی دیتے تھے جیسے وہ محض آرام فرما رہے ہیں چہرہ نورانی اور جسم ایسا نرم تھا کہ کسی کو بھی ان کے وصال کا یقین نہیں ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر خالد صاحب نے آپؒ کا روئے مبارک دیکھنے کے بعد کہا کہ ہمیں یقین نہیں آ رہا کہ آپؒ واقعی رحلت فرما چکے ہیں۔ ہسپتال کی کاروائی سے فارغ ہونے کے بعد ۳ بجے رات لاہور سے قصور کے لیے روانہ ہوئے۔ صبح ۴ بجے آستانہ عالیہ پر پہنچے صوفی عزیز الرحمٰن اور میں نے مل کر آپؒ کے جسد اقدس کو نماز فجر سے پہلے غسل دیا۔ معاونین میں سجادہ نشین محترم صوفی عظمت اللہ شاہ صاحب سلطان خان صاحب اور نعمت اللہ شاہ صاحب شامل تھے۔ مولوی محمد حنیف صاحب نے آپؒ کو کفن پہنایا اور میت کو دیدار کے لیے رکھ دیا گیا۔ نماز فجر کے بعد ہزاروں مرید آستانہ پر جمع ہو چکے تھے اور چہرہ انور کا دیدار شروع ہو چکا تھا۔

آپؒ کی بائیں آنکھ بار بار کھل جاتی تھی۔ کسی نے سلیم اللہ کا نام لے کر آواز دی تو آپؒ کی آنکھ کھل گئی یوں لگتا تھا جیسے وہ اس تمام کاروائی کو دیکھ رہے ہوں۔ تلاوت کلام پاک درود شریف ذکر شریف ہر زبان پر جاری تھا۔ لوگ قطار در قطار کمرے میں آتے تھے اور دیدار سے مشرف ہو کر کمرے سے باہر جاتے تھے۔ سارا دن مریدین عقیدت مندان دیدار کرتے رہے۔ آپؒ کو ان کی قیام گاہ میں لٹایا گیا تھا۔ شام تک تقریباً ڈھائی لاکھ کے قریب مرید اور عقیدت مند جمع ہو چکے تھے۔ نماز جنازہ ۲۸ فروری ۹۵ء کو مولوی محمد عبداللہ صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ حنفیہ قصور نے پڑھائی۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جسد خاکی کو لحد تک لانے کا فاصلہ جو پچاس گز تھا تقریباً اڑھائی گھنٹہ میں طے ہوا۔ مریدین پروانہ وار چارپائی پر جھپٹتے اور دھاڑیں مار مار کر رو کر اپنے یتیم ہونے کا اعلان کر رہے تھے۔ روشنی کا مینار ایک درخشندہ چراغ گل ہو گیا تھا۔

گل چین نے پھول وہ توڑا
جس سے گلشن کی ویرانی ہوئی

اس کے بعد آپؒ کے جسد مبارک کو لحد میں اتار دیا گیا مگر بکس کا منہ کھلا رکھا گیا اور مرقد مبارک کو ڈاٹ نہیں لگائی گئی۔ لحد میں اتارنے کے بعد یکم مارچ ۱۹۹۵ء شام چھ بجے تک اسے کھلا رکھا گیا اور دور و نزدیک سے عشاق آکر پروانہ وار زیارت کرتے رہے پھر اعلان ہوا کہ چہلم مبارک ۱۲ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۳ اپریل ۱۹۹۵ء بروز جمعرات ہو گا۔ آپ کا مزار پر انوار آستانہ عالیہ نقیب آباد (قصور) کے احاطہ میں مرجع خلائق ہے۔ حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فنا فی الشیخ تھے۔ آپ کا مزار مبارک بھی آپ کے مرشد پاک حضرت صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہ کے مزار پاک واقع مرشد آباد، بھینسوڑی شریف ضلع رام پور کے نقشہ کے عین مطابق تعمیر کیا گیا ہے اور ہو بہو ویسا ہی ہے۔

**تعمیر آستانہ عالیہ:** آپؒ کا قیام فوج سے پینشن پانے کے بعد کوئٹہ میں تھا۔ آپؒ نے بارہا اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ آستانہ عالیہ ایسی جگہ بنایا جائے جہاں سے عقیدت مندوں کو آنے جانے کی آسانی رہے۔ جگہ برلب سڑک ہو۔ ذرائع رسل و رسائل بروقت میسر ہوں۔ آپؒ کو سرگودھا میں ایک جگہ دکھائی گئی جو مطلوبہ معیار پر پوری نہیں اتری۔ ۱۹۶۰ء کے اوائل میں جناب صوبیدار میجر صوفی نور محمد صاحب کو فوج کی طرف ایک مربع زمین ملی۔ ۱۱۱ ایکڑ رقبہ لاہور سے قصور جانے والی سڑک پر تھا۔ یہ زمین غیر آباد بنجر قدیم اور بڑے بڑے گہرے گڑھوں پر مشتمل تھی۔ جناب نور محمد صاحب چونکہ جدی پشتی زمیندار تھے اور پیرو مرشد کے مزاج مبارک کو سمجھنے کی فراواں صلاحیت سے مالا مال تھے۔ رقبہ ملتے ہی آپ نے برادر طریقت حضرت صوفی ولایت علی شاہؒ کو رقبہ کا ملاحظہ کروایا جنہوں نے نور بصیرت سے بالکل درست اندازہ لگایا کہ یہ جگہ ہر لحاظ سے آپؒ کو نذر کرنے کے قابل ہے۔ رقبہ کو قابل کاشت کرنا جان جوکھوں کا کام دکھائی دیتا تھا۔ اہل عزم و ہمت ہمیشہ سے ویرانوں کو گلستانوں میں تبدیل کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپؒ کو کوئٹہ سے رقبہ ملاحظہ کرنے کی زحمت دی گئی۔ آپؒ نے اجاڑ و بے آب و گیاہ قطعہ زمین کو فوراً شرف قبولیت بخشا اور فرمایا کہ یہ رقبہ دنوں میں علاقہ بھر کا زرخیز ترین قطعہ زمین بن جائے گا۔ آپؒ دراصل صوفی نور محمدؒ صاحب کے خلوص نیت کو شرف پذیرائی بخش رہے تھے۔ جونہی آپؒ نے سند پسندیدگی مرحمت فرمائی۔ صوفی ولایت علی شاہؒ اور صوبیدار میجر نور محمد صاحبؒ سراپا سپاس بن گئے اور انؒ کی خوشی و مسرت قابل دیدنی تھی۔ آپؒ نے فرمایا مجھے حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے روحانی طور پر اپنے قرب و جوار میں اپنے لیے ہمارے اوپر والے بزرگوں سے مانگ لیا ہے۔ جونہی یہاں رہائش کے لیے مکان بن گئے آپؒ کوئٹہ سے نقل مکانی کرکے علاقہ بھلو تحصیل و ضلع قصور تشریف لے آئیں گے۔ جناب نور محمد صاحبؒ نے اپنے چھوٹے بھائی ماسٹر صوفی حفیظ الدین کو زمین کی آبا کاری اور آستانہ عالیہ کی تعمیر کی ذمہ داریاں تفویض کیں۔ ان کی معاونت کے لیے

کوئٹہ سے صوفی محمد عنایت صاحبؒ (ملوٹ ضلع جہلم) دائمی طور پر رقبہ پر پہنچ گئے۔
صوفی نور محمد صاحبؒ نے سب سے پہلے پانی کا نلکا لگوایا اور اپنے بھائی کو بتایا کہ گاؤں والوں سے بلا قیمت کبھی بھی کوئی شئے نہیں لینی۔ آنے والے وقت میں ایسا نہ ہو کہ گاؤں کے رہائشی طعنہ دیں کہ ہم سے مانگ تانگ کر آستانہ عالیہ آباد کیا۔ پیرو مرشد کی ذات گرامی پر حرف گیری نہ ہو۔ سلسلہ عالیہ نے چہار دانگ عالم میں اپنی دھوم مچائی ہے۔ اس وقت وابستگان عالیہ کی مالی حالت بہت پتلی تھی سب کی بسراوقات تنگدستی سے ہوتی تھی۔ صوفی نور محمد صاحب تعمیر آستانہ عالیہ کے تمام اخراجات اپنی آبائی زمینوں واقع چک نمبر ۱۰۰پی ضلع رحیم یار خان کی آمدن سے پورے کر رہے تھے۔
اس وقت زمینداری کی آمدن بہت محدود تھی۔ ۱۹۶۱ء کے اواخر میں تین کمرے آستانہ عالیہ کی کچی اینٹوں سے تعمیر ہوئے۔ چھتیں بھی مٹی گارے اور بھوسہ ملا کر تیار کی گئیں۔ ۱۹۶۲ء کے اوائل میں آپؒ کوئٹہ سے نقل مکانی فرما کر تھہ بھلو میں جلوہ آراء ہوئے۔ وابستگان سلسلہ عالیہ نے بہت خوشی منائی اور محفل سماع کا انعقاد ہوا۔
صوفی ولایت علی شاہؒ، صوفی نور محمد شاہؒ، صوفی عبدالرحمٰن شاہؒ (سابقہ نام محمد بوٹا) راقم الحروف اور ماسٹر حفیظ الدین کی مشترکہ درخواست پر آپؒ نے آستانہ عالیہ کا نام نقیب آباد شریف رکھا۔ اسی نام پر پوسٹ ماسٹر جناب محمد حنیف صاحب جو آپؒ کے آتے ہی تیر نظر کا شکار ہو کر سلسلہ عالیہ سے وابستہ ہو چکے تھے جی پی او سے نئے ڈاک خانہ کی منظوری حاصل کی اور ڈاک خانہ نقیب آباد شریف کا اجراء ہو گیا۔

آپؒ نے تھہ بھلو گاؤں کو سب سے پہلے اپنے خرچ سے پختہ اینٹوں کی خوبصورت مسجد بنا کر دی حالانکہ آپؒ کچے گھروں میں رہ رہے تھے اور برس ہا برس کچے گھروں ہی میں رہے۔ بعد ازاں آپ نے دوسرا عظیم الشان تحفہ اپنے خرچ سے ایک پختہ پرائمری سکول تعمیر کر کے دیا اور حکومت کے حوالہ کیا اس موقع پر بھی وابستگان سلسلہ عالیہ نے جشن منایا اور ڈپٹی کمشنر قصور کو سکول کی ملکیت کے کاغذات حوالے کئے جملہ اہل کار اور پورے گاؤں کی شاندار ضیافت کی۔ اس سے پہلے گاؤں

کے بچے زیور تعلیم سے محروم تھے- اب ماشاء اللہ اسی سکول کے پڑھے ہوئے کئی ہونہار بچے اعلیٰ انتظامی عہدوں پر فائز ہیں- تھہ بھلو گاؤں نے اکناف عالم میں آپؒ کی نسبت سے بھلو شریف کے نام سے شہرت پائی- آپؒ کے تشریف لانے سے قبل پورا گاؤں کچے گھروندوں پر مشتمل تھا- اب پورا گاؤں پختہ اینٹوں سے بنا ہوا ہے- آپؒ کی کوشش سے علاقہ میں سب سے پہلے اس گاؤں کو بجلی ملی-

آپؒ نے زمین کی آباد کاری کا کام پہلے دن سے شروع کر دیا- گہرے گڑھوں کو پر کرنا شروع کیا- تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ آپؒ نے زمین پر خود کاشتکاری شروع کی- جب فصلیں بار آور ہونی شروع ہوئیں تو علاقہ بھر کے زمیندار اور کاشتکار ورطہ حیرت میں غرق ہو گئے- آپؒ کی زرعی پیداوار دوسرے زمینداروں کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ تھی- علاقے کے لوگوں نے آپؒ کے طریق کار کی نقل کی اور اپنی پیداوار میں اضافہ کیا-

۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد عقیدت مندوں کی سہولت کے لیے آستانہ عالیہ کی توسیع کی اور حجرے بنوائے مسلم کمرشل بنک کی شاخ کھلوائی- صوفی ولایت علی شاہ صاحبؒ نے زرکثیر صرف کرکے اپنے حلقہ کے وابستگان کے لیے نہایت خوبصورت بڑا کمرہ بنوا کر آپؒ کی خدمت میں نذر کیا بعد ازاں اسی کمرہ میں آپؒ کی تادم حیات مسند ارشاد بچھی- بعد ازاں حجرہ کشمیریاں- حجرہ صوفی رحمت اللہ علی' حجرہ صوفی عبدالرحمٰن شاہ حجرہ صوفی دلدار شاہؒ' حجرہ لاہوریاں حجرہ اہالیان ملتان اور حجرہ ھالیان ھزارہ تعمیر ہوئے- وابستگان سلسلہ عالیہ نے دارالشفاء نقیبیہ بھی تعمیر کیا- اماں حضورؒ کا روضہ مبارک آپؒ نے اپنی حیات مبارکہ میں تعمیر کروایا- اس کی تزئین و آرائش صوفی لعل محمد شاہ کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئی-

مرکزی آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف قصور کے علاوہ مندرجہ ذیل آستانہ جات پر نہایت جوش و خروش سے شب و روز تبلیغی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں-

(۱ آستانہ عالیہ نقیبیہ' سیٹھ عبدالجبار کمپاؤنڈ گاندھی گارڈن کراچی

(۲) آستانہ عالیہ نقیبیہ راولاکوٹ، آزاد کشمیر

(۳) آستانہ عالیہ نقیبیہ دربار حضرت میاں محمد بخشؒ کھڑی شریف میرپور آزاد کشمیر

یہ تبلیغی مراکز براہ راست حضرت محمد نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی زیر نگرانی تھے۔ ان کے علاوہ آپؒ کے ہزاروں خلفائے نے اندرون اور بیرون ملک تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں جہاں آپؒ باقاعدگی سے تشریف لے جاتے تھے اور دعوت و تبلیغ اور تزکیہ نفوس و تصفیہ قلوب فرماتے تھے۔ آپؒ کے وصال مبارک کے بعد ان مراکز پر آپ کے روحانی فیض کا سلسلہ جاری ہے۔

**جامع مسجد سنہری نقیبیہ:** ۱۹۶۶ء میں صوفی بشیر احمد صاحب (آزاد کشمیر) اور صوفی خاکسار احمد نے آستانہ عالیہ پر مسجد کی تعمیر کے لیے الگ الگ گزارش آپؒ کی خدمت میں پیش کی۔ صوفی خاکسار احمد ڈھاکہ کے ایک ماہر تعمیرات سے مسجد کا نقشہ بھی بنوا کر لائے اور آپؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؒ نے وہ اٹھا کر الگ رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فرمایا نقشہ ہم خود بنائیں گے۔ ۱۴ جولائی ۱۹۷۸ء بمطابق ۸ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ کی ایک سہانی ابر آلود صبح نماز فجر اور ختم خواجگانؒ کے بعد مسجد کی بنیادوں کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔ صوفیائے کرام کے علاوہ بہت سے وابستگان سلسلہ عالیہ اس تقریب سعید کے موقع پر موجود تھے۔ اس وقت مسجد فنڈ میں صرف ۶۵۰۷۳ روپے کی رقم موجود تھی۔ لاگت کا سرسری تخمینہ ۲ لاکھ کے لگ بھگ تھا۔ بہت چوڑی اور گہری بنیادیں کھو دی گئیں۔ اس وقت وابستگان سلسلہ عالیہ کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ موقع پر موجود عقیدت مندوں کو بہت اچنبہ ہوا کہ اتنی بڑی وسیع و عریض مسجد کب پایہ تکمیل کو پہنچے گی اور اتنے نمازی کہاں سے آئیں گے جو اس میں سما سکیں گے۔ عقیدت مندوں نے مالی نذرانوں کے ڈھیر آپؒ کے قدموں پر نچھاور کر دیئے حالانکہ ان سب کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ یکم جولائی ۱۹۸۰ء سلگتے اور جھلسا دینے والے دن مسجد پر لنٹر ڈالا گیا۔ چھت تک رسائی بذریعہ مینار تھی جس میں صرف ایک آدمی ایک

وقت میں اوپر نیچے آ جا سکتا تھا۔ مسجد کے فنڈ اس امر کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ تعمیراتی سہولت مہیا کرنے والی مشینری فراہم کی جا سکے۔ صوفی خاکسار احمد لاہور سے چھ لکھچر بنانے والے ماہر مزدور لے کر آستانہ عالیہ صبح سویرے ہی پہنچ گئے۔ آپؒ اس وقت آزاد کشمیر کے دور دراز علاقہ جات میں تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ صاحبزادہ حبیب اللہ شاہ کی نگرانی میں صبح سوا آٹھ بجے کام کا آغاز ہوا۔ صوفی محمد صادق (مرحوم)ؒ صوفی نور محمدؒ (رحیم یار خان) صوفی صوبیدار نثار احمد۔ چیئرمین نور سمندر خان (مہاروالی) صوفی شوکت علی (مہار والی) کے علاوہ آٹھ پیر بھائی موجود تھے۔ ماہرین کے اندازہ کے مطابق لنٹر ڈالنے کا کام ۱۲ گھنٹے میں مکمل ہونا تھا۔ "الٰہی خیر گردانی" بحق شاہ جیلانی اور حق نقیب یا نقیب کا نعرہ لگا کر کام کا آغاز کیا گیا۔ صوفی محمد صادق صاحبؒ چونکہ بھاری بھر کم وجود کے مالک تھے وہ درمیانی چھت کی دیوار پر بیٹھ کر حوصلہ افزائی فرماتے رہے سب کے جسم پسینہ سے شرابور ہو گئے ہاتھوں کے پورے چھل گئے۔ پوروں سے خون رسنے لگا۔ آپؒ کی کرامت کا ظہور ہوا سب ہی کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپؒ بہ نفس نفیس موجود ہیں۔ ٹھیک سوا بارہ بجے اتنی بڑی چھت کا لنٹر مکمل ہوا۔ نیچے مسجد کے کچے فرش پر دستر خوان بچھ چکا تھا۔ اماں حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے لنگر شریف تیار کیا اور حلوہ کی خوشبو تو اتنی سوندھی تھی کہ سب کی مشاط جان معطر کر گئی۔ زخمی پوروں کی وجہ سے لقمہ توڑنا محال ہو رہا تھا سب ہی نے گرما گرم حلوہ بسم اللہ پڑھ کے کھانا شروع کیا۔ اماں حضورؒ کی شفقت مادری نے کمال کا کام دکھایا۔ مسیحائی ہو گئی ہاتھ کے پوروں میں جان پڑ گئی۔ چشم زدن میں جسم کی تھکن بھی دور ہو گئی۔ نفل شکرانہ پڑھ کر نماز ظہر با جماعت ادا کی گئی۔

تعمیر مسجد ۳۱ مئی ۱۹۹۰ء کو مرحلہ تکمیل تک پہنچی۔ ۵ جون ۱۹۹۰ء کو جشن جہانگیری کے روح پرور موقع پر آپؒ نے اپنے عظیم المرتبت پیر بھائی حضرت خواجہ صوفی محمد خوشحال شاہ مدظلہ العالی کی معیت میں نقاب کشائی فرمائی۔ حضرت خواجہ صوفی محمد خوشحال شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپؒ کے پیر بھائی ایسی یگانہ روزگار ہستی

ہیں کہ جن کے دست حق پرست پر لاکھوں غیر مسلموں نے حلقہ بگوش اسلام ہو کر سلسلہ عالیہ جہانگیری میں بیعت کر رکھی ہے آپ کا آستانہ پاک چلہ گاہ شریف مورنہ ضلع مظفر نگر (بھارت) میں ہے۔ کروڑوں روپے کی لاگت سے چلہ گاہ شریف میں عقیدت مندوں کے لیے ہر سہولت موجود ہے۔ فری ہسپتال - دارالعلوم اور رفاعی منصوبہ جات پر شب و روز کام ہو رہا ہے آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ چشم زدن میں راہ سلوک کے طالب کو ابتداء سے انتہا تک پہنچا دیتے ہیں۔ جب کبھی آپ پاکستان تشریف لاتے آپؒ ہوائی اڈہ لاہور پر آپ کا استقبال کرتے۔

حضرت صوفی نور محمد صاحبؒ (رحیم یار خان) نے نہایت دل پذیر انداز میں آپؒ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ رسم افتتاح سے پہلے صوفی خاکسار احمد نے مسجد کے حسابات بڑے بورڈ پر لکھ کر پیش کرنے کی سعادت پائی اور نہایت فصاحت و بلاغت سے تعمیراتی مراحل کو ابتداء تا انتہا بیان کیا۔ آپؒ نے دعا فرمائی عقیدت مندوں کا تاحد نظر ٹھاٹھیں مارتا ہجوم موجود تھا۔ اس مسجد شریف کا کوئی نقشہ نہیں بنا۔ ایک ایک اینٹ اور ایک ایک پتھر کا ٹکڑا آپؒ کے ارشاد کے مطابق لگا۔ ہر ہر قدم اور ہر ہر موڑ پر آپؒ نے راہنمائی کا حق ادا فرمایا۔ ۱۲ برس پر محیط اس عظیم الشان مسجد کی تعمیر کے اخراجات ۲۴ لاکھ سے تجاوز کر چکے تھے۔

**خلفاء و مریدین:** پاکستان اور بیرون ممالک سے آپؒ نے خلفائے کرام کو آستانہ عالیہ پر بلایا اور اپنی حیات مبارکہ ہی میں صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد عظمت اللہ شاہ صاحب کو اپنا جانشین مقرر فرمایا جو کہ آپؒ کے وصال کے بعد زیب سجادہ ہوئے اور بطریق احسن اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور آپؒ کی مسند ارشادات سنبھالے ہوئے ہیں۔ آپؒ کے خلفاء گرامی کی تعداد چار ہزار کے قریب ہے۔ ان میں سے بیشتر صاحب سلسلہ ہیں اور آپؒ کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں شب و روز تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور مخلوق خدا کی رہنمائی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ جہانگیری سلسلہ کی ضوپاشیوں کی دھوم چہار دانگ عالم میں مچی ہوئی ہے۔

عالم پہ درخشاں ہیں فیضان جہانگیری

ہر شخص پہ یکساں ہیں فیضان جہانگیری

پاکستان اور بیرون ملک آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ ہے آپؒ کے مریدین کی اکثریت آزاد کشمیر اور راولپنڈی ڈویژن میں ہے۔

**چراغ ابو العلائی:** چراغ ابو العلائی سلطان الاولیاء حضرت حاجی صوفی محمد حسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مستند تذکرہ ہے جو فیض العارفین حضرت مولانا غلام آسی پیا حسنی جہانگیری ابو العلائی قادری دامت برکاتہم کی تالیف ہے اور جسے غلامان حسنی' آسی نگر' ناگ پور (انڈیا) نے رسالہ نما کتاب کی صورت میں ۲۳ سال قبل ۱۳۹۶ھ میں شائع کیا تھا۔ زیر نظر کتاب کی بنیاد چراغ ابو العلائی کا یہی ایڈیشن ہے جو از سرنو مرتب کر کے جدید تقاضوں کے مطابق شائع کیا جا رہا ہے کتاب کا متن وہی ہے جو آسی صاحب کے شائع کردہ نسخہ کا تھا البتہ پرانے ایڈیشن میں ابواب نہیں تھے ابواب اور ان کے عنوانات مرتب نے قائم کئے ہیں اسی طرح بعض جگہ ذیلی عنوان بھی قائم کئے ہیں اور کچھ چیزیں جن کا موضوع سے تعلق نہ تھا قلم زد کر دی ہیں۔

حضرت مولانا آسی پیا حسنی نے چراغ ابو العلائی کے آغاز میں حرف اول کے تحت حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا حضرت سلطان الاولیاء سے بیعت ہونے کا روح پرور واقعہ بھی قلم بند کیا ہے۔ اور آپ کا ذکر خیر "حضرت قبلہ عالم کے بڑے خلیفہ محترم صوفی نقیب اللہ شاہ سرحدی" کے نام سے کیا ہے اسی نسبت سے حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ بطور پیش لفظ چراغ ابو العلائی میں شامل ہے۔ سلطان الاولیاء حضرت صوفی محمد حسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اہم تذکرہ انکے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر بارگاہ حسنی و نقیبی میں بطور نذرانہ عقیدت پیش ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے اولیاء

کرنل (ر) راجہ محمد یوسف قادری جہانگیری

# حرف اول

غالباً ۱۹۷۰ء میں سجادۂ عالم پناہ شہید ملت عزیز اولیاء حضرت صوفی عبدالعزیز میاںؒ وابستگان سلسلہ عالیہ جہانگیریہ کی دعوت پر مرشد نگر بھینوڑی شریف سے دہلی تشریف لائے۔ یہ بندۂ آسی بھی ہمرکاب سفر تھا۔ سجادہ عالم پناہؒ کا قیام پروفیسر حکیم صوفی مظہرالدین عزیزی اجملی کے میڈیکل ہال گلی قاسم جان میں تھا۔ سجادۂ عالم پناہ کے محبوب پسندیدہ قوال جناب نقی رضا خان صاحب بھی اپنی پوری پارٹی کے ساتھ ہمراہ تھے۔ سجادۂ عالم پناہؒ اور مہمانان خصوصی کی دیکھ بھال محترم صوفی سیٹھ چھوٹے میاں دودھ والے کے سپرد تھی۔ محترم کیف صاحب مرحوم، محترم صوفی عبد الحیٔ جوہر عزیزی دہلوی، محترم صوفی شبیر صاحب عزیزی وغیرہ ہم بہت سے اصحاب سلسلہ عالیہ شریک مجلس تھے اور دہلی کے مشہور شاعر محترم بھائی صوفی محمد یٰسین صاحب حسنی صادق دہلوی جو انتہائی مخلص حضرت قبلہ کے چہیتے مرید و خلیفہ ہیں جناب صادق دہلوی بچپن ہی سے یاد الٰہی اور حب رسالت پناہی کے دلدادہ ہیں آپ کے آباؤ اجداد بھی اپنے زمانہ میں اولیاء اللہ کے عقیدت کیش بندوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ جناب صادق دہلوی بڑے مرد مجاہد قوم و ملت کے بڑے ہمدرد ہیں اسی جذبہ صادق نے آپ کو کبھی تو سیاسی جماعت سے منسلک کر دیا اور کبھی شاعری کے سٹیج پر لا بٹھایا شاعری کا یہ جذبہ اور یہ ملکہ حضرت مخمور دہلویؒ کا اور ان کی شاعری کا نکھار مرشد پاک کی نسبت جہانگیری کا ہمیشہ مرہون منت رہے گا۔

اسی لیے جناب صادق حضرت مخمور دہلوی کے ارشد تلامذہ اور مرشد پاک کے بڑے خلفاء میں شمار کیے جاتے ہیں ان کی روحانی ابتدا بھی فضل الٰہی و فضل رسالت پناہی کی طرف نشان دہی کرتی ہے۔ جناب صادق دہلوی کی رسائی سلطان الاولیاء حضرت حاجی صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہ کی بارگاہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف میں عجائب و غرائب ہی سے سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ آپ نے ایک بار خواب دیکھا کہ وہ دہلی میں مہرولی شریف قطب الاقطاب کے دیار میں موٹر سٹینڈ کے قریب حاضر ہیں جہاں ایک بزرگ آپ سے فرما رہے ہیں کہ میاں صادق اب اس طرح کام نہیں چلے گا اب تو تمہیں مرید ہو جانا چاہیے۔ جناب صادق دہلوی نے عرض کیا بے شک مرید ہونا ضروری ہے حضور مگر کس سے ان بزرگ نے اپنی انگشت شہادت سے ایک سمت کی طرف اشارہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ انگلی سے ایک روشنی نکلی جو آگے بڑھ کے پھیلتی چلی گئی (جیسے ٹارچ کا فوکس) اور اس روشنی کے منتہا پر ایک آبادی مرشد نگر بھینسوڑی شریف اور حضرت قبلہ اپنے دولت کدہ کے چبوترہ پر تشریف فرما نظر آ رہے ہیں تو خواب ہی میں وہ بزرگ فرما رہے ہیں دیکھو یہ ہے بھینسوڑی شریف اور وہ صاحب بیٹھے ہوئے حضرت قبلہ صوفی محمد حسن شاہ جہانگیری ہیں اور یہ زمانہ انہیں کا ہے اور اس زمانہ کے یہی مالک ہیں ان سے جا کر مرید ہو جاؤ اور یہاں دہلی میں جب کوئی ضرورت درپیش آئے تو اپنی اسی انگلی سے مع روشنی کے حضرت قطب الاقطاب کے آستانہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہاں آ جایا کرو۔ پھر وہ بزرگ حوض شمسی جہاں حضور غریب نوازؒ کی آمد ہوئی تھی ابھی تک وہاں تین مصلے بھی بنے ہوئے ہیں وہاں وہ بزرگ رخصت ہو کر حوض شمسی میں داخل ہونے لگے تو صادق صاحب کو خیال آیا کہ یہ بزرگ مجھ سے رخصت بھی ہو گئے اور یہ بھی نہ پتہ چلا کہ یہ بزرگ تھے کون تو وہ بزرگ جو آدھے سے زیادہ پانی میں غائب ہو چکے تھے ذرا ذرا ان کا جسم پاک نظر آ رہا تھا یہ خیال آتے ہی پھر وہ بزرگ پانی کے اوپر ابھر آئے اور صادق صاحب کی طرف دیکھ

کر فرمایا میں خواجہ خضر ہوں مجھے حکم ہوا تھا کہ میں تم کو حضرت قبلہ صوفی محمد حسن شاہ کا پتہ بتا دوں اور بھینسوڑی شریف کا راستہ دکھلا دوں کہ تم جا کر ان سے مرید ہو جاؤ اس حیرت انگیز خواب کے بعد صادق صاحب کی جب آنکھ کھلی تو اپنے اندر انہوں نے ایک عظیم انقلاب پایا۔ اب تو ان پر ایک ایسی دیوانگی طاری ہو گئی جو انہیں مرشد نگر بھینسوڑی شریف کی طرف کشاں کشاں پہونچانے کو آمادہ ہے نہ دن کو چین نہ رات کو سکوں اپنا بس چلے تو اڑ کے ابھی بھینسوڑی شریف حاضر دربار ہو جائیں۔ اللہ اکبر جس مرشد پاک کے لیے حضرت خواجہ خضرؑ یہ فرمائیں کہ یہ زمانہ انہیں کا ہے اور یہی اس زمانہ کے مالک ہیں یہ خواب اور وہ پیارے پیارے کلام خضر رہ رہ کے صادق صاحب کے دل میں بجلی کی طرح کرنٹ پیدا کرتے رہے آخر کار ایک روز صادق صاحب بلا کسی دوسری رہنمائی کے مرشد نگر بھینسوڑی شریف حاضر ہو گئے۔ حتیٰ کہ بھینسوڑی شریف بستی میں داخل ہونے کے بعد حضرت قبلہ کے دولت کدہ کا کسی سے پتہ دریافت کئے بغیر دولت کدہ پر حاضر ہو گئے۔ جس وقت صادق صاحب حاضر ہوئے حسن اتفاق سے حضرت قبلہ دولت کدہ ہی پر تشریف فرما تھے اور غالباً" مئی جون کا مہینہ تھا دروازہ پر کنواں کے قریب یہ بندہ آسی اور صوفی سید ابرار حسین صاحب فیروز آبادی گارے کے تگاڑ میں مکان کی مرمت اور چھتوں کی لپائی کے لیے گارہ بنا رہے تھے کہ صادق صاحب نے اس بندہ آسی سے دریافت کیا کہ حضرت صوفی محمد حسن شاہ صاحب قبلہ کہاں ملیں گے تو میں نے اشارہ کیا چلے جایئے سامنے چبوترے پر کمرہ میں۔ صادق صاحب جب حضرت قبلہ کے سامنے حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہاں سے آئے ہو ہم تو بہت دنوں سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ "تم شاعری بھی کرتے ہو؟" ایک اپنی غزل سناؤ۔ تو صادق صاحب اپنی غزل سنانے لگے جب اس شعر پر پہونچے

کیا رہے گا مری دنیائے محبت کا وقار
خانہ دل میں اگر آپ ہی مہمان نہ رہے

صادق صاحب پر سناتے سناتے ایک رقت طاری ہو گئی جس سے یقین کی دنیا روشن ہو گئی اور حضرت قبلہ بھی آبدیدہ ہو گئے اور فوراً" اسی وقت صادق صاحب کو داخل سلسلہ کیا اور اس بندہ آسی کو باہر آواز دی مولانا ادھر آؤ ان سے ملو یہ تمہارے پیر بھائی ہو گئے ان کو اس سامنے والے بڑے کمرہ میں لے جاکر ذکر بتاؤ اور آستانہ پر حاضری کرا دو پھر غالباً" چند روز بعد حضرت قبلہ نے صادق صاحب کو یہ فرماکر کہ اجمیر مقدس عرس غریب نواز میں دوبارہ ملنا دہلی رخصت فرما دیا۔ پھر جب وقت آیا اور صادق صاحب دوبارہ اجمیر مقدس حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں حضرت قبلہ شاہ جی کی حویلی امام بارہ میں قیام پذیر تھے یہ بندہ آسی اور صوفی سید ابرار حسین صاحب وغیرہ ہم بھی ہمراہ تھے۔

صادق صاحب جب قدم بوس ہوئے تو پھر غزل سنانے کی فرمائش ہوئی۔ صادق صاحب غزل پڑھتے پڑھتے رقت کے مارے حضرت قبلہ کے قدموں پر لوٹنے لگے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالقدیر شاہ صاحب دہلوی (جو حضرت صوفی محمد نبی رضا شاہ لکھنؤ والے" کے پیر بھائی تھے) کی شبیہ مبارک میرے سامنے آ گئی۔ ابرار میاں لاؤ ٹوپی صادق سلمہ کی اجازت و خلافت کا اعلان کر دیں۔ اب حضرت قبلہ کے کرم سے صادق صاحب خلیفہ بھی ہو گئے اور صاحب دیوان بھی۔ یہ وہی صادق صاحب دہلوی ہیں جنہوں نے مجلس ختم ہونے کے بعد سجادہ عالم پناہ سے فرمائش کی کہ حضور میں شجرہ عالیہ چھپوا رہا ہوں چاہتا ہوں کہ سیدی و مرشدی سلطان اولیاء الحاج صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہ کی ایک مختصر سوانح حیات بطور تعارف شجرہ عالیہ کے شروع میں تحریر کرا دوں سجادہ عالم پناہ نے یہ سن کر میری طرف اشارہ فرمایا کہ مولانا تم اس کام کو اچھی طرح انجام دے سکو گے بھائی صادق صاحب کی یہ فرمائش تم پوری کر دو ہم دعا کر رہے ہیں۔

مرشد حق سرکار عالم پناہ روحی فداہ اور سجادۂ عالم پناہ قبلہ کا فیض بیکراں شامل حال تھا کہ میں نے قلم برداشتہ اسی وقت سے لکھنا شروع کر دیا جو ایک ہفتہ

کے اندر مختصر سوانح حیات تیار ہو گئی لیکن نظر ثانی کے خیال سے وہ سوانح حیات اس وقت بھائی صادق دہلوی کے حوالہ نہ کر سکا اور دہلی سے واپس چلا آیا جب لکھ کر میں نے ایک ہفتہ کے بعد سجادۂ عالم پناہ قبلہ کو پیش کیا اور سنایا تو سجادۂ عالم پناہ کو بہت حیرت ہوئی اور خوش ہو کر تعجب سے دریافت فرمایا کہ مولانا یہ واقعات اور حالات تم کو کس طرح معلوم ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور جب میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا تو وقتاً" فوقتاً" حضرت قبلہ ہی کبھی کبھی خود اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ سنتے سنتے مجھے ازبر ہو گئے تھے جو اس وقت میں نے قلم بند کر کے پیش کر دیا ہے۔

اسی طرح کا خواب حضرت قبلہ کے بڑے خلیفہ محترم صوفی نقیب اللہ شاہ صاحب سرحدی نے بھی دیکھا تھا جب وہ مرید نہیں ہوئے تھے تو پیر کی تلاش میں حیران و پریشان رہا کرتے تھے ایک روز حسن اتفاق سے رحمت پروردگار کی نورانی بارش نے خواب ہی میں آ کر انہیں سیراب کر دیا۔ وہ سو رہے تھے مگر نصیبا ان کا جاگ رہا تھا۔ خواب ہی میں دیکھتے ہیں کہ ایک بڑے میدان میں ایک شاہی تخت بچھا ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار اور فرش زمردین اور مسند زریں سے وہ تخت سجا ہوا ہے اور اس تخت پر حبیب پروردگار دونوں عالم کے مالک و مختار محمد ﷺ شاہی کروفر کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور اپنی خستہ حال امت کی فریادیں سماعت فرما رہے ہیں اور اولیاء امت کی طرف داری کے لیے ہزاروں کی تعداد میں سامنے میدان میں سر جھکائے مودب اپنے ہاتھوں میں استغاثوں کے فائل لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ صوفی نقیب اللہ شاہ سے خواب ہی میں کوئی کہہ رہا ہے کہ آج حامئی امت نبی رحمت ﷺ کا دربار عام لگا ہوا ہے۔

نقیب اللہ اپنی فریاد لے کر دربار میں جاتے کیوں نہیں۔ جلدی کرو جاتے ہی سارے کام بن جائیں گے۔ خواب میں یہ سنتے ہی نقیب اللہ شاہ رونے لگے ہائے رے ہائے میرے پاس تو کوئی بولنے والا بھی نہیں ہے کسے لے کر جاؤں۔ پھر ارشاد

ہوا جاؤ وہ سب کی سنتے ہیں نقیب اللہ شاہ گرتے پڑتے ہانپتے کانپتے دربار عالی میں حاضر ہو کر قدم بوس ہونا ہی چاہتے تھے کہ سرور کونین ﷺ نے اشارہ فرمایا ادھر جھکو۔ منتہائے اشارہ پر ایک مخصوص شخصیت سر جھکائے سامنے حاضر ہے۔ نقیب اللہ شاہ نے خوب دیکھ لیا اور پہچان لیا آنکھ کھلی تو خواب کا نشہ تو ضرور چڑھا ہوا تھا مگر اب دوسری الجھن لاحق ہو گئی تھی کہ آخر انہیں میں کہاں سے لاؤں جن کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ کہاں ڈھونڈوں اسی الجھن میں صبح ہی سے بریلی شریف کے محلہ بالجتی کے مسجد میں کبھی جاتے ہیں کبھی کسی مزار پر اسی تگ و دو میں بالٹی لے کر محلہ بالجتی کی مسجد میں پانی بھرنے پہنچ گئے بالٹی بھر کے جیسے ہی دروازہ پر آئے رحمت باری نے زیادہ دیر انہیں حیران پریشان نہیں رہنے دیا۔ سامنے سے ایک بزرگ تشریف لاتے ہوئے دکھائی پڑے۔ دیکھتے ہی نقیب اللہ شاہ محو حیرت ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ خواب کا منشا الیہ یہی ذات گرامی ہے بس بالٹی رکھ کر دوڑ کے قدموں سے لپٹ گئے اور خوب روئے۔ حضرت قبلہ نے تسلی دی کہ ہم تو تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ خواب میں ہم بھی تو دربار عالی میں حاضر تھے یہ تو ان کے رحم و کرم کی بات ہے جو انہوں نے منہ لگایا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم چلو مسجد میں وضو کر لو مرید ہو جاؤ۔

ذرا غور فرمائیے یہ ہیں ہمارے محبوب حضرت قبلہ کہاں کہاں ان کی رسائی ہے اس قسم کے ہزارہا بے شمار خواب ہیں جو حضرت قبلہ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

کہاں ہے زمانہ میں ایسا کہاں ہے
میرا شہ مریدوں کی جاں ہے مرادوں کی جاں ہے

فیض العارفین غلام آسی پیا حسنی
پوسٹ ملک ضلع رامپور یوپی

## باب اول

# سوانح حیات

**حضرت قبلہ ☆ کا حلیہ مبارک :** حضرت قبلہ کا قد مبارک جہانگیری قد کا مظہر اتم تھا۔ یعنی درمیانہ قد روئے منور گول جیسے بدر منیر۔ آنکھیں بڑی بڑی نرگسی اور نشیلی اور ان بڑی بڑی آنکھوں کے اندر بے شمار سرخ ڈورے جیسے بجلی کے سرخ تاروں کی وائرنگ۔ ناک سڈول اور اونچی بہت خوبصورت ناک کے اوپر ایک بڑا سیاہ تل جیسے خانہ کعبہ کا حجر اسود۔ رخسار مبارک اس قدر حسین و جمیل کہ بلا شبہ انہیں مظہر نور الہٰی کہئے۔ ہونٹ پتلے پتلے جیسے گل قدس کی پتیاں۔ ریش مبارک خوب بھری ہوئی سفید اور چمکدار۔ سر انور پر زلفوں کا عالم بھی یہی۔ ایک ایک بال ایسے چمکدار جیسے چاند کے گرد ستارے۔ جسم مبارک گداز اور گٹھا ہوا۔ بہت چست۔ پیشانی بہت چوڑی اور روشن اس قدر جیسے آفتاب۔ رنگ گندمی اور ملیح۔ ہاتھ پاؤں اور انگلیاں نرم نرم جیسے روئی کے گالے۔ گوش مبارک یعنی کان نہایت حسین اور خوب بڑے بڑے۔ گوش مبارک کی دونوں لو خوب لٹکی ہوئی۔ خوبصورت اور سرخ جیسے لعل و گہر۔ گردن صراحی دار اونچی گویا پورا جسم پاک حسن سراپا۔

انداز گفتگو قابلانہ اور نہایت دلکش۔ رفتار بڑی مردانہ مگر دلربا۔ حضرت قبلہ کی ذات گرامی مجمع حسن جلال و جمال کبھی اتفاق سے کسی پر جلال آگیا تو پھر اس کا کہیں بھی ٹھکانہ نہیں اور کسی پر جمال آجائے تو مردہ زندہ ہو جائے۔

---

☆ اس کتاب میں جہاں کہیں بھی حضرت قبلہ کا لفظ آئے گا اس سے صاحب تذکرہ کی ذات گرامی مراد ہے۔

قہر سے دیکھ لیں شاداب چمن جل جائے
مسکرا دیں تو مری خاک بھی زندہ ہو جائے

**حضرت قبلہ کے والد گرامی قدس سرہ:** قصبہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف ضلع رام پور میں شاہی دور کا ایک بہت پرانا قصبہ ہے یہاں کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے بھی یہاں اولوالعزم ہستیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ اور یہاں کے لوگ ہمیشہ سے دین محمدی مذہب حنفی کے پیرو رہے ہیں۔ انہیں ہستیوں میں سے سلطان اولیاء زبدۃ الاصفیاء حاجی صوفی محمد حسن شاہ تاجدار سلسلہ عالیہ قادریہ ابو العلائیہ منعمیہ مہدویہ عنائتیہ اسی قصبہ کے وہ قطب دوراں بزرگ ہیں جن کی روشنی برصغیر کے گوشے گوشے میں اس وقت پھیلی ہوئی ہے آپ کے والد ماجد حضرت شیخ محمد رمضانی قدس سرہ اپنے وقت کے زمیندار بڑے رئیس اور بڑے تاجر مخیر فقیر دوست بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے یہاں کپڑے کی بہت بڑی تجارت ہوا کرتی تھی آپ کی سخاوت کی دھوم قرب و جوار اور ضلع کے کونے کونے میں مشہور تھی کوئی غریب آدمی اپنی بیٹی کی شادی کے لیے کپڑا خریدنے آتا اور خوشامد کرتا کہ میں بڑا غریب ہوں میرے لیے کپڑے کی قیمت کم کر دیجئے تو آپ جوش میں آکر فرما دیا کرتے تھے کہ بھیا کپڑا لے جا اور شادی کر اللہ پاک تیرا بھلا کرے اور تیری بیٹی کا نصیب اچھا ہو۔ وہ غریب آدمی ہزاروں دعائیں دیتا ہوا خوشی خوشی اپنے گھر واپس ہو جاتا۔ اور جب کسی کے گھر خدانخواستہ میت ہو جاتی اور وہ نادار ہوتا تو آپ کو خبر ہوتے ہی آپ فوراً" پورے کفن کا کپڑا لے کر اس کے گھر آجاتے اور گھر والے سے فرماتے تم اور کام کرو کفن کا انتظام ہمارے ذمہ چھوڑ دو۔ باہر گاؤں کا آدمی بھی کفن کے واسطے آجاتا تو آپ بلا قیمت پورا کفن مرحمت فرما دیا کرتے تھے۔ اور عام طور سے اپنے قرض داروں سے کبھی سختی کے ساتھ قرض نہیں طلب فرمایا کرتے تھے۔ اتنی دولت کے باوجود آپ بڑے سادہ لوح سادہ مزاج شخصیت کے مالک تھے آپ کے یہاں کھنڈسال بھی چلتی تھی۔ ہر طرح پورا گھر ہرا بھرا رہتا تھا۔ فقراء و مساکین کا

اور مجذوبان کا اور مستانوں کا اکثر و بیشتر آپ کے گھر ہجوم رہا کرتا تھا۔ ایک مشہور بزرگ مستان شاہ میاں اکثر و بیشتر آپ کے دولت کدہ پر ڈیرہ ڈالے رہا کرتے تھے غرض ہر طرح رب قدیر کا فضل ہی فضل تھا۔ لیکن کوئی اولاد نرینہ نہ ہونے کے سبب آپ ہمیشہ مغموم رہا کرتے تھے۔

**حضرت قبلہ کی ولادت باسعادت:** فقراء و درویشان ہمیشہ دعا فرماتے رہے بلکہ بعض بعض درویشوں نے تو آپ کو بشارت بھی دی کہ میاں صاحب گھبرائیے مت اللہ پاک ضرور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل آپ کو اولاد نرینہ عطا فرمائے گا۔ بالاخر درویشان خدا اور اللہ والوں کی دعا قبول ہوئی کہ پردہ غیب سے ابو العلائیت و جہانگیریت کا چمکتا ہوا آفتاب خانوادۂ رمضانی کا دمکتا ہوا روشن چراغ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۹۸ھ کو جمعہ کے دن بصد جاہ جلال دولت کدہ رمضانی میں تشریف فرما ہوا۔

حضرت قبلہ کے تولد سے خاندان کے ایک ایک فرد کو انتہائی مسرت ہوئی پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کیوں کہ حضرت قبلہ ہی رمضانی خانوادہ کے اول و آخر اکلوتا روشن چراغ ہیں۔ حضرت شیخ محمد رمضانیؒ نے بڑی خوشی منائی۔ روپے پیسے کپڑے طرح طرح کی مٹھائیاں قلاقند پیڑے صدقے اتار کر غربا و مساکین اعزا و اقارب کو لٹائے گئے مخصوص لوگوں کی دعوتیں ہوئیں۔ خوشی میں میلاد مبارک کی تقریب ادا کی گئی گیارہویں شریف کا پورا مہینہ اس محبوب یزدانی کے لاڈلے کی آمد پر نچھاور کر دیا گیا۔ پورے مہینہ میں ہر روز محبوب یزدانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ ہوتی رہی۔ غوث اعظم شہنشاہ بغداد کا لاڈلا ہمک ہمک کر کبھی آغوش مادر میں اور کبھی والد گرامی کی گود میں اپنی معنی خیز مسکراہٹ سے اپنے تابناک مستقبل کا پتہ دیتا رہا اور جب کبھی حضرت قبلہ گھر سے باہر لائے جاتے باہر کے درویش اور اولیاء اللہ اپنی گود میں لے کر مبارک بادی کے ترانے گانے لگتے گویا حضرت قبلہ کی اسی ناز و نعم میں پرورش ہوتی رہی۔ اور جملہ اولیاء اللہ جو اس وقت موجود تھے سب نے متفقہ طور پر حضرت قبلہ کا اسم گرامی محمد

حسن رکھا۔

**حضرت قبلہ کی تعلیم و تربیت:** جب عمر شریف چار برس کی ہوئی تو بسم اللہ شریف کی تقریب ادا کی گئی قصبہ کے بہت مشہور بزرگ وہاں کے امام صاحب نے بسم اللہ کرائی پھر حضرت قبلہ کی تعلیم شروع ہوئی ذہین اس قدر تھے کہ ۱۷، ۱۸ برس کی عمر تک آپ نے عربی فارسی اردو کی تعلیم اسی قصبہ کے اساتذہ سے پوری فرمائی۔ (مثل مشہور ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات) ہر وہ کہ جو دیکھتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ سن شعور سے پہلے ہی فقراء و مسکین اور مجذوبان العیہ کی خدمت کا جذبہ بھی بدرجہ اتم آپ میں موجود تھا۔ مستانوں کو باہر سے بلا بلا کر اپنے گھر لاتے اپنے ہاتھ سے نہلاتے کپڑا بدلواتے کھانا کھلواتے اس طرح نہ جانے کتنے مجذوبان کی دعاؤں سے بچپن ہی میں آپ مالا مال ہو چکے تھے۔

کبھی کبھی گھر کی بیل گاڑی پر کپڑوں کی گٹھانیں لاد کر بازار بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور بڑی ہوشمندی کے ساتھ خرید و فروخت کر کے شام کو سالما" غانما" واپس تشریف لاتے تھے۔ بچپن ہی سے خانقاہوں اور بزرگوں کے مزارات پر حاضری کا شوق بھی تھا گھر میں کمی کسی بات کی نہ تھی۔ تجارت بھی تھی زمینداری بھی تھی کھنڈسال بھی چل رہی تھی۔ درویشان و مجذوبان دو چار ہروقت دروازہ پر دھونی رمائے تشریف فرما رہتے ہی تھے۔ گویا بابؒ رمضانی خداوندی رحمتوں کا ایک نشیمن تھا۔ دنیاوی ریاست بھی تھی۔ مولیٰ مشکل کشا کی ولایت کا سرچشمہ بھی یہاں سے جاری رہتا تھا۔ حسینی عزت و جلال کا پرچم بھی ہروقت لہراتا رہتا تھا۔ اہل بیت رسولؐ اور اصحاب رسولؐ کی الفت و محبت کا میخانہ بھی ہروقت کھلا رہتا تھا۔ اولیاء اللہ اور پیران سلاسل کے تذکروں و تبصروں کا نقارہ بھی ہروقت بجتا رہتا تھا۔

حضرت قبلہ جس طرح اولیاء اللہ کے گرویدہ رہتے تھے۔ اہل بیت رسولؐ کے شیدائی بھی تھے اصحاب رسولؐ کے دلدادہ بھی تھے۔ سن شعور ہی سے نماز روزے اعمال خیر کی ادائیگی میں ہروقت رواں دواں رہا کرتے تھے۔ بری صحبت و

افعال قبیحہ سے فطرتاً" آپ ہمیشہ نفو رو دور رہا کرتے تھے۔ بدمذہبوں کی جماعت سے بھی آپ ہمیشہ بیزار رہا کرتے تھے۔ برے کام سے روکا کرتے تھے۔ ناچ گانے کھیل تماشے کی واہیات مجالس سے ہمیشہ احتراز فرمایا کرتے تھے۔ تجارت کا شوق اور دلچسپی بڑھانے کے لیے ایک بار آپ کے والد گرامی حضرت شیخ رمضانیؒ نے آٹھ سو روپے آپ کو دیے کہ بیٹے دہلی فلاں دوکان پر جا کر فلاں فلاں قسم کا کپڑا خرید کر بلٹی کر دو ہم یہاں ملک سٹیشن پر چھڑا لیں گے۔ حضرت قبلہ آٹھ سو کی رقم لے کر دہلی روانہ ہوئے دوسرے روز صبح دہلی پہنچے سٹیشن سے سیدھے سواری کر کے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے دربار میں حاضر ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت محبوب الٰہی کے نگاہ کرم سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہاں کئی روز رہ گئے اور دربار کے فقیروں ملنگوں اور بزرگوں میں ایسے ہل مل گئے کہ بیان سے باہر ہے۔ نہ گھر یاد رہا نہ اپنا کام یاد رہا تمام رقم ملنگوں کو کھلانے پلانے اوڑھانے اور مجلس سماع میں قوالوں کو دینے میں ختم کر ڈالی جو کپڑا خریدنے کو لائے تھے وہاں سے فقیروں کی دعائیں اور حضرت محبوب پاک کی نگاہ کرم کا سہارا لے کر واپس ہوئے۔ والد گرامی نے دریافت کیا کہ بیٹے کتنا مال خریدا بلٹی کہاں ہے؟ والد کو کچھ جواب نہ دیا بس سر جھکائے آبدیدہ ہو کر اتنا عرض کیا کہ بابا میں نے بلٹی کر دی ہے یہ کہہ کر کوٹھے پر چلے گئے اور وہاں لیٹے لیٹے روتے رہے۔ والدہ صاحبہ نے دیکھا کہ ہمارا بیٹا دہلی سے واپس آیا ہے تو کوٹھے پر کیوں چلا گیا اور رو کیوں رہا ہے فوراً" آئیں اور دریافت کیا تو حضرت قبلہ نے اپنی والدہ سے سارا ماجرہ کہہ سنایا والدہ نے فرمایا کہ بیٹے رونے کی کیا بات ہے۔ بزرگوں ہی کی راہ میں تو روپے صرف ہوئے ہیں ہم تمہارے والد صاحب کو سمجھا دیں گے۔ تم کچھ فکر نہ کرو۔ وہ تم کو کچھ نہیں بولیں گے۔

**حضرت قبلہ کا ذوق خدا پرستی:** حضرت قبلہ کو بچپن ہی سے خدا پرستی کا شوق مخلوق کی ہمدردی کا ذوق کوٹ کوٹ کر قدرت نے دل میں بھر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے

کہ مستان شاہ میاں جو قلندری سلسلہ کے بڑے زبردست صاحب نسبت بزرگ تھے آپ کے خلیفہ رنگیلے شاہ میاں ہمیشہ ان کے ہمراہ رہا کرتے تھے حضرت مستان شاہ میاں بڑے صاف ستھرے اعلیٰ درجہ کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور سواری کے لیے بیلوں کی ایک اعلیٰ درجہ کی جوڑی اور شاندار تانگہ ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے رئیسانہ و قلندرانہ مزاج کے فقیر تھے کیمری ضلع رام پور کے رہنے والے تھے حضرت قبلہ کو بہت چاہتے تھے اکثر و بیشتر حضرت قبلہ کے دولت کدہ پر تشریف لایا کرتے تھے اور کبھی واپسی کے وقت حضرت قبلہ کو دو چار روز کے لیے اپنے ہمراہ بھی لے جایا کرتے تھے۔ سن بلوغ ہی میں مستان شاہ میاں نے اپنی نسبت قلندری حضرت قبلہ کے دل میں منتقل فرمادی تھی۔ حضرت مستان شاہ میاں کی نسبت منتقلہ سے حضرت قبلہ نہایت متاثر ہو چکے تھے اٹھتے بیٹھتے انہیں کا چرچہ کیا کرتے تھے اور مستان شاہ میاں کی خدمت میں دل و جان سے کرنے لگے تھے۔ اکثر ان کی عدم موجودگی میں ان کی تلاش کے لیے کیمری وغیرہ مقامات کی طرف بھی حضرت قبلہ گھر سے نکل جایا کرتے تھے جو کبھی گھر والوں کو ناگوار بھی ہوتا تھا۔ جب یہ بڑھتا ہوا ربط و ضبط حضرت قبلہ کے والد گرامی نے دیکھا تو بڑی فکر ہوئی کہ ایک ہی تو بیٹا ہے وہ بھی قلندران ملت اسلامیہ کی آماجگاہ میں گما جارہا ہے۔

ابھی ہم نے بیٹے کی شادی خانہ آبادی کی تقریب دلنواز کی خوشی بھی نہیں دیکھی مبادا یہ کہیں اسی طرح راہ حق میں فقیروں کے ساتھ گم ہو گئے تو ہماری امیدوں کا چراغ ہمیشہ کے لیے دنیاوی نقطہ نگاہ سے گل ہو کر رہ جائے گا۔ پھر اس وقت ہمارے بنائے کچھ نہ بن سکے گا۔ ابھی موقع ہے جو بات کہنی ہو ابھی کہہ لو۔ لہٰذا اب جو حضرت مستان شاہ میاں حضرت قبلہ کے دولت کدہ پر تشریف لائے تو حضرت قبلہ کے والد گرامی نے دستور کے مطابق خاطر تواضع کے بعد دست بستہ حضرت مستان شاہ میاں سے عرض کیا کہ حضور یہی (محمد حسن) تو ہمارا اکلوتا بیٹا ہے ابھی سے اس قدر اس پر توجہ نہ فرمایئے کہ یہ بھی آپ جیسا قلندر بن جائے اور ہم

دنیا داری کی راہ سے محروم ہو جائیں۔ حضرت مستان شاہ میاں بہت چست و چالاک قلندر فقیر تھے سوچنے لگے۔ کس طرح (صوفی محمد حسن سلمہ) کو اپنی نسبت قلندری سے ہٹائیں۔ نسبت تو بھرپور دل میں اتر چکی ہے۔

حضرت قبلہ کے والد گرامی کی درخواست قبول بھی فرمالی تھی ایک روز حضرت قبلہ کو اپنے خلیفہ رنگیلے شاہ میاں کے ذریعہ کیمری کے قریب ایک گاؤں میں بلوایا۔ حضرت قبلہ جب وہاں حاضر ہوئے تو حضرت مستان شاہ میاں نے اپنے خلیفہ سے متوجہ ہو کر کچھ ایسی باتیں فرمائیں جو حضرت قبلہ نے کبھی نہیں سنی تھیں۔ حضرت قبلہ کو خیال آیا کہ آج کل مستان شاہ میاں نے اول تو ہمارے یہاں آنا جانا کم کر دیا ہے۔ پھر آج ایسی خلاف شرع گفتگو فرما رہے ہیں جس سے حضرت قبلہ کا دل حضرت مستان شاہ میاں کی طرف سے ہٹ گیا۔ اور اسی روز حضرت قبلہ وہاں سے بھینسوڑی شریف آگئے۔ راستہ میں رہ رہ کران باتوں کا خیال آتا رہا۔ چہرہ بھی کچھ اتر گیا تھا ادھر شہنشاہ اولیاء مرشد کامل حضرت نبی رضا شاہؒ جو قادری ابو العلائی جہانگیری سلسلہ کے بھرپور قلندر بھی تھے ولی بھی تھے۔ مرشد کامل نبی بھی تھے۔ بھینسوڑی شریف مسجد میں دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے حضرت قبلہ کے انتظار میں مراقب بیٹھے ہوئے تھے گویا یہ سب تصرفات حضرت مرشد کامل ہی کے تھے جو حضرت قبلہ کے والد گرامی نے مستان شاہ میاں سے گزارش کی تھی حالانکہ حضرت مستان شاہ میاں کی دلی خواہش تھی کہ ہم اپنی نسبت قلندری کا شاہکار صوفی محمد حسن صاحب ہی کو بنائیں گے اور ادھر مرشد کامل حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ نے بھی اپنے کشفی قلبیات اور مستقبل کے آنے والے حالات کے پیش نظریہ طے فرمالیا تھا کہ ہماری نسبت ابو العلائی جہانگیری کا شاہکار صوفی محمد حسنؒ ہی کو بننا ہے۔

عالم روحانیت کے اس تصادم میں آخر کار حضرت مرشد کامل نبی رضا شاہ قدس سرہ کی نسبت ابو العلائی تمام نسبتوں پر غالب آگئی اور انہوں نے اپنی آغوش رحمت میں حضرت قبلہ کو لے کر اپنی نسبت کا شاہکار بنا ہی دیا۔

حضرت مستان شاہ میاں نے حضرت قبلہ کے والد کی گزارش قبول فرما کر حضرت قبلہ کو اپنی نسبت سے پھیرنے کے لیے بظاہر ایسی خلاف شرع گفتگو فرمائی کہ حضرت قبلہ اس روز ان کی خلاف شرع گفتگو سن کر پژمردہ ہو کر بھینسوڑی شریف واپس آ گئے اور آتے ہی پہلے مسجد میں حاضر ہوئے جہاں قلندروں کے شہنشاہ بیٹھے ہوئے حضرت قبلہ کی آمد کا انتظار فرما رہے تھے۔ جیسے ہی حضرت قبلہ مسجد میں داخل ہوئے حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ نے آنکھ کھول کر حضرت قبلہ کو دیکھا اور فرمایا کیوں میاں صوفی محمد حسن صاحب کہاں سے آ رہے ہو تمہارا چہرہ کیوں اس وقت اترا ہوا ہے۔ حضرت قبلہ نے عرض کیا کہ حضور کیا عرض کروں حضرت مستان شاہ میاں کی خدمت میں گیا تھا تو آج انہوں نے اپنے خلیفہ رنگیلے شاہ میاں سے کچھ ایسی خلاف شرع گفتگو فرمائی کہ میرا دل ان کی طرف سے بالکل پھیکا پڑ گیا ہے۔ حضرت مرشد کامل یہ جواب سن کر مسکرائے اور زور سے آواز دے کر فرمایا سن رہے ہو شاہ جی میاں (شاہ جی میاں بھی ایک بزرگ گزرے ہیں جو ہردوئی ضلع کے رہنے والے تھے ایک مدت سے بھینسوڑی شریف کی مسجد میں مقیم تھے اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے خلیفہ تھے قصبہ کے سبھی لوگ شاہ جی میاں کو مانتے تھے مسجد میں قیام رہتا تھا کھانا دونوں وقت حضرت قبلہ کے گھر کھایا کرتے تھے) انہیں شاہ جی میاں پکار کر فرمایا کہ صوفی محمد حسن سلمہ کیا کہہ رہے ہیں کہ مستان شاہ میاں خلاف شرع ہو گئے۔ یہ کہہ کے فرمایا کہ میاں صوفی محمد حسن ادھر آؤ تمہارا حصہ میرے پاس ہے تم ادھر ادھر کہاں پھر رہے ہو۔ اپنے سینے سے لگایا اور وضو کرا کے اسی وقت مرید کیا اور نسبت جہانگیری ابوالعلائی سے مالا مال کر دیا۔

حضرت قبلہ مسجد سے باہر تشریف لائے اور یہ سارا واقعہ والدین کو کہہ سنایا، حضرت قبلہ کے والد گرامی یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہ حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ نے میرے لاڈلے بیٹے کو اپنی غلامی میں قبول فرما لیا ہے۔ گھر میں بڑی خوشی منائی گئی۔ حضرت نبی رضا شاہ صاحب ؒ کی دعوت ہوئی شیرنی تقسیم کی گئی۔ اب

اطمینان سے حضرت قبلہ اپنے پیرو مرشد حضرت نبی رضا شاہ کی خدمت میں رہنے لگے۔

جس روز مسجد میں آپ مرید ہوئے ہیں اسی روز رات میں حضرت قبلہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے پیرو مرشد حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ ہرے رنگ کی ایک کتاب جس میں ہری روشنائی سے عربی لکھی ہوئی ہے میرے ہاتھ میں دی اور فرمایا کہ میاں صوفی محمد حسن صاحب اس کتاب کو پڑھ لیجئے۔ یہی علم لدنی ہے اور بے شمار تسبیحات۔ حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ نے میرے سینے سے نکال نکال کر لوگوں کو تقسیم فرمائی اور میں خواب ہی میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے مجھ پر گلاب کے پھولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اس خواب سے اور قلبی کیفیات سے حضرت قبلہ کو بڑا سکون ملا۔ اور حضرت قبلہ نے اپنی تمام توجہات جو ادھر ادھر پھیلی ہوئی تھیں۔ ان سب کو سمیٹ کر حضرت نبی رضا شاہ صاحب قدس سرہ العزیز لکھنؤ شریف سے اپنے وطن بھینسوڑی شریف تشریف لائے اور وہاں سے حضرت قبلہ کو اپنے ہمراہ لے کر کلیر شریف مخدوم صابر پاک کے عرس میں حاضر ہوئے۔ مخدوم پاک کے آستانہ پر حضرت مستان شاہ میاں بھی حاضر تھے۔ دونوں بزرگوں کا وہاں جب آمنا سامنا ہوا تو حضرت قبلہ نے مستان شاہ میاں کو سلام نیازمندانہ پیش کیا۔ حضرت مستان شاہ میاں نے خوش ہو کر سلام کا جواب دیا اور بہت دعائیں دیں اور دریافت فرمایا کس کے ساتھ آئے ہو۔ حضرت قبلہ نے جواب دیا اپنے میاں کے ساتھ آیا ہوں۔

پھر حضرت مستان شاہ میاں نے خوش ہو کر حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ قدس سرہ سے دریافت کیا۔ کیا یہ ہونہار صاحبزادے آپ کے ساتھ آئے ہیں؟ حضرت نبی رضا شاہ صاحب قدس سرہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ ہمارے ساتھ آئے ہیں اور ہم نے ابوالعلائی سلسلہ کی نسبت ان کے سپرد کر دی ہے اور ان کو اپنے بزرگوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ حضرت مستان شاہ میاں نے یہ جواب سن کر مسکرا کر

فرمایا بہت اچھا ہوا کہ یہ آپ جیسے آفتاب وقت کے حوالے ہو گئے۔ خدا کی ذات
سے امید ہے کہ یہ صاحبزادے آپ کی تربیت و خدمت میں رہ کر اپنے وقت کے
آفتاب بن جائیں گے۔ کیوں کہ اس وقت حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ قدس
سرہ کے حسن و جمال و فضل و کمال اور آپ کی روحانیت کا ایسا عالم تھا کہ جس
بارگاہ میں جاتے جس عرس میں شریک ہوتے وہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ اور
قلندران ملت اسلامیہ کے درمیان آفتاب کی طرح چمکتے تھے اور تمام سلسلہ کے
بزرگ آپ کو اپنی مجلس میں صدر مجلس کی طرح احترام فرمایا کرتے تھے اور آپ
سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ گویا آپ ہر اجتماع میں صدر بزم اولیاء نظر
آیا کرتے تھے۔ اس لیے حضرت مستان شاہ میاں بھی مجبور تھے ان کے لیے سوائے
اس کے اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔ حضرت مستان شاہ میاں کی یہ مجبوری حضرت
مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ صاحب کے ہی سامنے تھی ورنہ حضرت مستان شاہ میاں
بھی نسبت قلندری کے بادشاہ وقت تھے۔ حضرت قبلہ حضرت مستان شاہ میاں کی
آخری عمر تک تعریف فرمایا کرتے تھے کہ ایسا فقیر و قلندر کہ جب چاہے اپنی نسبت
سے مالا مال کردے اور جب چاہے ذرا دیر میں اپنی نسبت واپس لے لے۔

یہ حضرت مستان شاہ میاں کی بڑی خصوصیت تھی۔ حضرت مستان شاہ
میاں نے ۱۳۲۵ء میں شہر رام پور میں پردہ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور
آپ کا مزار مبارک حضرت شاہ بغدادی صاحبؒ کی درگا کے مشرق کی جانب دیوار
سے متصل بنا ہوا ہے۔ جو آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے پھر حضرت قبلہ اپنے مرشد
کامل کے فیض سے مخدوم صابر پاک کی بارگاہ میں بھی مقبولیت و محبوبیت اور نسبت
صابری کے فیضان سے مالا مال ہو کر اپنے مرشد پاک کے ہمراہ مرشد نگر بھینسوڑی
شریف واپس ہوئے۔ حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ قدس سرہ نے مرشد نگر
بھینسوڑی شریف میں حضرت قبلہ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد رمضانی کو اپنے
ہونہار اکلوتے صاحبزادے کی بارگاہ صابری میں اس مقبولیت و محبوبیت پر مبارکبادی

پیش فرمائی اور ان کے سپرد فرما کر آپ لکھنؤ شریف واپس آ گئے اور لکھنؤ شریف میں اپنے کام اشاعت سلسلہ میں مصروف ہو گئے۔ حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ قدس سرہ کے مفصل حالات رسالہ اعجاز جہانگیر' آئینہ جہانگیری' سیرت فخر العارفین وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ ناظرین کرام ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔ اس کتاب سلطان اولیاء چراغ ابوالعلائی میں حضرت قبلہ کے مختصر حالات سپرد قلم کیے جا رہے ہیں۔

**حضرت قبلہ کی دو بہنیں :** حضرت قبلہ کی دو بہنیں تھیں ایک کا نام محترمہ حسینی خاتون جو قصبہ کیمری ضلع رام پور میں بیاہی تھیں۔ اور کچھ دنوں بعد کیمری سے حضرت قبلہ ہی کے گھر آ گئی تھیں اور یہیں رہتی تھیں۔ حضرت قبلہ کے مریدوں کی اور مہمانوں کی دل و جان سے خدمت کیا کرتی تھیں۔ صوفی منصور صاحب فرید پوری جو ہر جگہ لنگر کرنے میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے وہ ہر وقت حضرت قبلہ کے دروازے پر پڑے رہتے تھے اور جو بات ہو پھوپھی جان محترمہ حسینی خاتون سے عرض کر دیا کرتے تھے۔ وہ اپنے بھائی حضرت قبلہ کو منا لیا کرتی تھیں کیوں کہ حضرت قبلہ محترمہ حسینی خاتون کی خدمات کی وجہ سے ان سے بہت خوش رہا کرتے تھے۔ ان کے دو صاحبزادے صوفی عطاء اللہ مرحوم' صوفی عبدالعزیز مرحوم جو یکے بعد دیگرے دونوں حضرت قبلہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ صوفی عطاء اللہ مرحوم کے پانچ صاحبزادے صوفی حشمت حسین صاحب' صوفی رحمت حسین صاحب' صوفی محبوب حسین صاحب' صوفی فیاض حسین صاحب' صوفی ابرار حسین صاحب اور دو صاحبزادیاں نور جہاں سلمہا' بنو سلمہا اور صوفی عبدالعزیز صاحب کے بھی پانچ صاحبزادے تھے۔ صوفی لیاقت حسین عرف منے میاں صاحب جو اس وقت سجادہ نشین ہیں' صوفی صدیق حسین صاحب' صوفی ریاست حسین صاحب صوفی شرافت حسین صاحب' صوفی محمد شاہ نواز صاحب۔ ایک صاحبزادی زیتون سلمہا۔ دوسری بہن محترمہ زلیخا خاتون جن کی شادی موضع کوکھرنی میں ہوئی تھی آپ کے ایک

صاحبزادے ہیں صوفی مقصود حسن صاحب جو موضع دھندری میں خانقاہ کی تعمیر کرا رہے ہیں اور وہیں پیری مریدی کرتے ہیں۔

**مرشد کامل محمد نبی رضا شاہؒ کا وصال اور بعد کے حالات:** ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۹ء کو جب لکھنؤ والے حضرت محمد نبی رضا شاہؒ نے پردہ فرمایا تو پورے سلسلہ میں ایک کہرام سا برپا ہو گیا پورا مرشد نگر بھینسوڑی شریف ماتم کدہ بن گیا جسے دیکھئے بلک بلک کر کلیجہ پھاڑے ڈال رہا ہے کہ ہائے وہ آفتاب وقت اور وہ خدا نما چہرہ ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا۔ اب کہاں انہیں دیکھ پائیں گے۔ خصوصاً" حضرت محمد نبی رضا شاہ قدس سرہ کے جائے نشین برادر خورد حضرت حاجی صوفی محمد عنایت حسین شاہ اور حضرت قبلہ (صوفی محمد حسن شاہ) کا غم و اضطراب نہ پوچھئے بیان سے باہر ہے۔ اچانک یہ جدائی ان دونوں حضرات کے لیے کوہ گراں بن گئی جو کسی طرح اٹھائے نہیں اٹھ رہی تھی مگر مرضی مولیٰ میں کسی کو کیا چارہ لکھنؤ شریف میں چونکہ وابستگان سلسلہ کو پہلے ہی سے سرکار نبی رضا شاہؒ کے بتانے سے جائے مدفن معلوم تھا۔ اس وجہ سے مزار پاک صدر بازار اسلامیہ قبرستان میں جو خواص و عوام' ہندو مسلم' سکھ عیسائی خصوصاً" تمام جہانگیریوں کا مرکز و زیارت گاہ ہے۔ نور اللہ مرقدہ الی یوم القیامہ۔

آپ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت قبلہ کی بے چینی و اضطراب کا عالم نہ پوچھئے رات دن گریہ زاری' بے چینی و بے قراری میں گزرنے لگی نہ گھر اچھا لگے نہ باہر سکون ملے۔ حضرت قبلہ کے لیے عجیب پریشانی کا یہ دور تھا

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

ہائے رے یہ ایام فراق ہمارے حضرت قبلہ کے لیے کس قدر حسرت ناک ایام اور بے چینی کا عالم سوائے حضرت قبلہ کے اور کون جانے۔ بیچ منجدھار میں ناخدائے سفینہ رخصت ہو گیا۔ گویا پوری دنیا حضرت قبلہ کے لیے تاریک ہو گئی کچھ

سوجھائی نہیں دیتا کہاں جائیں کس کو اپنی بے چینی کی داستان سنائیں کون ہے جو اس درد کا مداوا کرے۔ اس بے چینی اور دیوانگی کے عالم میں حضرت قبلہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ہندوستان کے تمام آستانوں اور خانقاہوں کی خاک چھان ڈالی۔ یوپی' بہار' پنجاب' سندھ' ممالک متوسطہ بلاد ہند کے تمام صوفیاء علماء مشائخ سجادگان سے ملاقات کی۔ بریلی شریف میں مشہور وقت پیر جناب بشیر میاں صاحبؒ کے پاس بھی گئے اور ایک روز سوداگری محلّہ' اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحبؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر وہاں سے واپس بھینسوڑی شریف تشریف لائے۔ اتنی سیرو سیاحت اور زیارت سے بھی قلبی سکون نہ ملا۔ آخر کار گھبرا کر اپنے دادا پیر فخرالعارفین حضرت مولانا عبد الحیٔ چاٹگامیؒ جو اس وقت حیات تھے ----- مرزا کھیل شریف چاٹگام کے سفر کا مصمم ارادہ کر کے چاٹگام کے لیے روانہ ہو گئے۔ حضرت فخرالعارفین چاٹگام میں اپنے خلیفہ اعظم حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ کے وصال کی خبر سے بہت زیادہ مغموم رہا کرتے تھے۔ لیکن بڑوں کی بات بڑی ہوتی ہے وہ اس جدائی کو برداشت کرتے رہے اور اس بات سے مطمئن بھی تھے کہ راہ حق میں جان دی ہے اور اپنے فیضان جہانگیری کی بھرپور روشنی جو انہیں عطا ہوئی تھی اسے وہ پھیلا کر اس کی سنگ بنیاد رکھ کر رخصت ہوئے ہیں۔ اب تا قیام قیامت ان کی روشنی اور ان کی شاخ پھیلتی رہے گی۔ حضرت قبلہ جب چاٹگام شریف فخرالعارفین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فخرالعارفین آپ کی حاضری سے بہت خوش ہوئے اور چند روز تک اپنی خدمت میں قیام فرمانے کا حکم فرمایا۔ حضرت قبلہ کو خیال آیا کہ شاید حضرت فخرالعارفین اب ہم کو اپنی طرف رجوع فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں گے۔

حضرت قبلہ کا یہ محض خیال ہی تھا زبان سے کچھ نہیں عرض کیا تھا لیکن چاٹگام شریف حاضر ہونے کے بعد یک گو نہ سکون ہو گیا تھا۔ ایک روز حضرت فخر العارفین نے حضرت قبلہ کو فرمایا میاں صوفی محمد حسن صاحب آپ گھبرایئے نہیں

آپ کا ایک اچھا وقت آنے والا ہے آپ سے سلسلہ کا بہت بڑا کام لیا جانے والا ہے۔ اس وقت ہم آپ کے معاملہ میں مجبور ہیں۔ اوپر والے بزرگان دین کی مرضی و منشاء کے مطابق ہی چلنا پڑے گا۔ آپ اطمینان سے یہاں خانقاہ جہانگیری میں جب تک آب و دانہ ہے قیام فرمایئے۔ خانقاہ جہانگیری کی خدمت کرتے رہیے۔ ایک روز حضرت فخر العارفین عصر کی نماز کے بعد حلقہ مریدین میں جلوہ گر تھے۔ مختلف دیار کے اصحاب سلسلہ وہاں حاضر تھے۔ حضرت فخر العارفین الگ الگ ہر ایک فرد کو ذکر و فکر اور اوراد و وظائف کی تلقین فرما رہے تھے۔ کسی کو تلاوت قرآن کریم' کسی کو تلاوت دلائل الخیرات' کسی کو حزب البحر شریف کسی کو کچھ کسی کو دعائیں تلقین فرما رہے تھے۔ حضرت قبلہ بھی اسی مجلس کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے سنتے رہے اور اپنے دل میں سوچتے رہے کہ جن چکیوں سے میں گریز کرتا رہا ہوں یعنی اوراد وظائف والی دور کی منزل سے گھبراتا رہا ہوں ہماری منشاء اور ہماری جستجو چٹ منگنی پٹ بیاہ دید صنم یا د صنم کی منزل ہے مجھے تو ہر وقت دیدار حق نصیب ہونا چاہیے۔ اسی جستجو میں ہندوستان کی خاک چھانتا ہوا چاٹگام شریف حاضر ہوا ہوں۔ مگر یہاں بھی اوراد و وظائف پڑھنے پڑھانے کی چکی چل رہی ہے۔ اگر حضرت نے مجھ کو پڑھنے پڑھانے کی تلقین فرمائی تو میں حضرت کے قدموں پر مچل جاؤں گا۔ اور یہیں مر مٹوں گا۔ حضرت فخر العارفین فردا" فردا" جب سب کو تلقین فرما چکے اور جب حضرت قبلہ کا نمبر آیا تو حضرت قبلہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میاں محمد حسن صاحب آپ کو کیا کرنا ہے آپ تو پیروں کے جانثاروں میں ہو۔ آپ کو اوراد و وظائف پڑھنے پڑھانے کی چنداں ضرورت نہیں ہاں اگر ہو سکے تو دیوان تراب اپنے ساتھ رکھا کیجئے اور اس کی غزلیں پڑھتے رہا کیجئے۔ دیوان تراب جانثاری کے کے بارے میں بھرپور دیوان ہے۔ آپ کی نسبت مستقلہ اور آپ کو جو منشا ہے فی الحال ہم آپ کے معاملہ میں مجبور ہیں عنقریب آپ کے چمکنے کا وقت آ رہا ہے اسی وقت آپ کا یہ منشا دید صنم۔ یا د۔ صنم آپ کو حاصل ہو جائے گا۔ حضرت قبلہ کا منشا

اس شعر سے خوب واضح ہوتا ہے۔

اس جہاں میں ہو گیا دیدار حق جس کو نصیب
اس سے جا کے پوچھے کوئی کیا ہے صورت پیر کی

اب آپ ہندوستان رخصت ہو جایئے۔ پہلے لکھنؤ اپنے پیرو مرشد حضرت محمد نبی رضا شاہ کے آستانہ پر حاضری دیجئے وہیں سے آپ کا راستہ کھلے گا۔ ان کلمات طیبات سے اور روحانی فیوض و برکات سے مطمئن ہو کر چند روز کے بعد حضرت قبلہ چاٹگام شریف سے ہندوستان واپس آئے۔ لکھنؤ شریف میں آستانہ پر حاضری دی یہاں سرکار مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ کے خلفاء کبار حضرت مولانا صوفی عبدالشکور صاحب نظیر آبادی حضرت صوفی عبدالحمید شاہ صاحب لکھنوی حضرت صوفی سید احمد علی شاہ صاحب گھسیاری منڈی والے موجود تھے ان حضرات نے حضرت قبلہ کی بڑی تعظیم و توقیر اور محبت فرمائی کیونکہ آپ دربار عالی چاٹگام شریف سے آ رہے تھے۔ خصوصا" حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب" حضرت قبلہ کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آئے اور اپنے مستقر نصیر آباد جو دربار اجمیر میں ہے حضرت قبلہ کو وہاں آنے کی دعوت دی۔ حضرت قبلہ نے بھی احتراما" اپنے محترم حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب کی دعوت نصیر آباد قبول فرمائی اور وہاں سے بھینسوڑی شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ بھینسوڑی شریف میں سرکار نبی رضا شاہ صاحب" کے گھر والوں کے دل سے ابھی ان کی جدائی کا غم گیا نہیں تھا۔ حضرت قبلہ کو چاٹگام سے واپسی پر دیکھ کر غم اور تازہ ہو گیا۔ حضرت سرکار نبی رضا شاہ صاحب" کے برادر خورد حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ" جو اپنے بڑے بھائی لکھنؤ والے حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہو چکے تھے لیکن ملازمت کی وجہ سے رام پور کے وقت محکمہ انصرام میں تحصیلدار تھے اس ملازمت کی وجہ سے آپ وہاں مصروف رہا کرتے تھے مگر اپنے بڑے بھائی جو ان کے پیرو مرشد بھی تھے ان کی جدائی کے غم میں بہت ہی نڈھال اور غم زدہ رہا کرتے تھے مجبورا" ملازمت کی ڈیوٹی

ادا کرتے تھے حضرت صوفی عنایت حسین شاہ پیدائشی نیک صالح، متقی پرہیزگار باشرع بزرگ تھے۔ آپ کی اس نیک بختی کی وجہ سے خاندان کے لوگ آپ کو بچپن ہی سے ملاجی ملاجی کہا کرتے تھے۔ اور اپنے پیرو مرشد برادر کلاں لکھنؤ والے حضرت کی طرح آپ بھی نہایت حسین و جمیل افغانی نسل کے فتحان یعنی فاتحین اسلام کے خاندان سے تھے آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے خاندان کے لوگ آپ کو چندا میاں کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ آپ اپنے پیرو مرشد لکھنؤ والے حضرت کے پردہ فرمانے کے دوسرے یا تیسرے دن لکھنؤ شریف تشریف لائے اور آستانہ کی خدمت، عرس تیجہ، عرس دسواں، عرس چالیسواں آپ نے انجام دیا۔ اور آپ ہی نے آستانہ کی تعمیر کا اہتمام بھی فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد بنگال والے حضرت فخر العارفین مولانا عبدالحیٔ شاہ صاحب کی خدمت پاک میں جب حضرت صوفی حاجی محمد عنایت شاہ صاحب حاضر ہوئے تو دربار عالی میں آپ سجادگان کے حجرہ میں ٹھہرائے گئے اس بات سے پورے سلسلہ عالیہ میں ظاہر ہوگیا کہ بے شک حضرت عنایت حسین صاحب ہی سجادہ نشین ہیں۔ لہٰذا جملہ مریدین و خلفاء سلسلہ رضائیہ نے خصوصاً حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب نے بغیر اعلان کے آپ کو سجادہ نشین مان لیا اور احترام فرمانے لگے۔ اس میں شبہ نہیں بقول حضرت قبلہ کے کہ حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب نے لکھنؤ والے حضرت کے پردہ فرمانے کے بعد سلسلہ عالیہ کی بڑی دیکھ بھال فرمائی۔ حضرت قبلہ اکثر و بیشتر حضرت مولانا عبدالشکور صاحب قدس سرہ کی فقیری کی تعریف و توصیف فرمایا کرتے تھے اور حضرت قبلہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب نے سلسلہ عالیہ کو منتشر نہیں ہونے دیا۔ اگرچہ یہ سب تعمیرو ترتیب اور سلسلہ کا نظم و نسق تاجدار سلسلہ حضرت فخرالعارفین مولانا عبدالحیٔ شاہ صاحب کے فیضان کرم اور آپ ہی کے ایماء سے ظہور پذیر ہوتا رہا۔ حضرت حاجی صوفی محمد عنایت حسین شاہ صاحب کی سجادہ نشینی اور حضرت قبلہ کی اجازت و خلافت حضرت صوفی محمد عنایت حسین شاہ صاحب کی

طرف سے بنگال والے حضرت ہی کی منظوری سے وجود و ظہور میں آئی۔ کیونکہ اسی وقت بنگال والے حضرت ہی سلسلہ ابوالعلائی جہانگیری کے مالک و مختار تھے انہوں نے اپنے حکم اور اوپر والے پیران سلاسل کی منشاء کے مطابق یہ نقشہ مرتب فرمایا اس میں کسی کا دخل نہیں ہاں اس نقشہ کے مرتب فرمانے میں مولانا حضرت عبدالشکور صاحب قبلہ نے جدوجہد بہت فرمائی ہے جس کا اجرانہیں تا قیام قیامت ملتا رہے گا۔

○

## باب دوم

# اجازت و خلافت

**حضرت قبلہ کی اجازت و خلافت کی شروعات :** جب حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہؒ کی سجادہ نشینی بنگال والے حضرت کی منشا و ایما کے مطابق بغیر اعلان کے تمام سلسلہ میں مان لی گئی تو پورے سلسلہ عالیہ جہانگیریہ رضائیہ میں ایک نئی روشنی اور لہر پیدا ہو گئی۔ سلسلہ عالیہ رضائیہ کے تمام مریدین و خلفاء کرام پھر ایک مرکز پر جمع ہو گئے۔ سجادہ نشین حضرت حاجی صوفی محمد عنایت حسین شاہؒ کو اپنے مرشد پاک کا جائے نشین سمجھ کر سبھی مریدین و خلفاء رضائیہ اپنے پیر و مرشد کی طرح حضرت سجادہ نشین کو ماننے جاننے لگے۔ خلفاء میں سب سے زیادہ حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ سجادہ نشین صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہؒ سے محبت فرمایا کرتے تھے اور سب سے زیادہ تعظیم و توقیر بھی فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحبؒ اپنے پیر و مرشد کے بڑے جاںنثار بزرگ تھے۔ اسی وجہ سے ان کے سلسلہ عالیہ شکوریہ کے مریدین و متعلقین حضرات میں بھی جاںنثاری کی ایک امتیازی جھلک پائی جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے ہمارے حضرت قبلہ بھی اپنے دور میں سلسلہ شکوریہ کے تمام افراد سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لیے ان کے خلفاء کرام کو ابھارا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت قبلہ نے مردہ دلوں کو زندہ دلی عطا فرما کر پیر بنا دیا اور وہ لوگ سعادت مند ہوئے جنھوں نے حضرت قبلہ کی ہمدردی کی قدر کی اور ان کا فیضان کرم مانا۔ حضرت مولانا عبدالشکور

شاہ صاحبؒ کے غالباً" بڑے صاحبزادے حضرت مولانا صوفی عبدالستار شاہ صاحبؒ جو اجمیر مقدس میں ہمارے بہنوئی حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحبؒ (مصنف بہار شریعت) کی خدمت میں برسوں رہ کر درس نظامیہ عربیہ کی دستار فضیلت حاصل فرمائی اور بڑے جید عالم ہوئے۔ اپنے والد ماجد کی خدمت میں رہ کر جہانگیری سلسلہ کے جید صوفی ہوئے۔ مگر آپ کی عمر شریف نے وفا نہیں کی عین عالم جوانی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ کا مزار پاک بڑا سونا پور ناریل باڑی بمبئی میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ اسی رشتہ سے علماء بریلی قصبہ نصیر آباد میں جلسہائے شکوریہ رضائیہ جہانگیریہ میں وقتاً فوقتاً" تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک بار نصیر آباد میں حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحبؒ نے تقریب فاتحہ و عرس رضائیہ جلسہ عید میلاد النبی منعقد فرمایا۔ جلسہ گاہ کے دروازہ پر یہ رباعی آویزاں تھی

یہ بزم تجلی ہے کس دلربا کی
کہ ہے پیکر نور ہر جسم خاکی
ولی خدا اور صفی خدا کی
شہ بُوالعلاء اور شاہ رضا کی

جب جلسہ میں حضرت صدر الشریعہ اور حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب تشریف لائے تو سمجھا کہ یہ رباعی ہمارے ہی خاطر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحبؒ کی شان میں لکھی گئی ہے۔ پھر حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحبؒ نے بتایا کہ۔یہ رباعی ہمارے سرکار مرشد کامل حضرت خواجہ محمد نبی رضا شاہ لکھنویؒ کی شان پاک میں تحریر ہے۔

اس جلسہ میں حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ صاحبؒ بھی جلوہ گر تھے اور غالباً" اس سے پہلے ہی آپ کی سجادہ نشینی کو تمام وابستگان و خلفاء کرام بالاتفاق مان چکے تھے۔ اسی وجہ سے نصیر آباد کی مجلس میں بھی سبھی لوگ آپ کو بالاتفاق سجادہ نشین مان رہے تھے۔

اعلان کی ضرورت بھی نہ پڑی کیونکہ آپ کا زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت، عادات و اطوار، گفتار و کردار، حسن و جمال، فضل و کمال، مسائل شریعت و طریقت میں اوقات کی پابندی، اخلاق محمدی، علمی معلومات اور اوراد و وظائف کی مداومت، غرض جملہ اوصاف حمیدہ میں اس وقت آپ ہی پورے سلسلہ میں بے مثل و یکتا تھے۔

اور اس وجہ سے بھی اعلان کی ضرورت نہ پڑی کہ جب آپ بنگال شریف دربار عالی میں حاضر ہوئے تو ہمارے حضرت قبلہ بھی ہمرکاب سفر تھے۔ حضرت فخر العارفینؒ نے حضرت حاجی عنایت حسین شاہؒ کو حجرہ سجادگان میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور بلاشبہ حضرت فخر العارفینؒ کا یہ عمل اس امر کی طرف مشیر تھا کہ گویا حضرت فخر العارفین ہی حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسن شاہؒ کی سجادگی کا اعلان فرما رہے ہیں۔

اس مجلس کے بعد جہانگیری ولیوں کا یہ قافلہ نصیر آباد سے اجمیر مقدس دربار غریب نواز میں حاضری دینے کے لیے حاضر ہوا تو یہاں کوشش ہونے لگی۔ خصوصاً حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحبؒ نے بڑا زور دیا کہ حضرت صوفی محمد عنایت حسین شاہ صاحبؒ سجادہ نشین قبلہ اپنی جانب سے حضرت قبلہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب کی اجازت و خلافت کا اعلان فرما دیں۔ جب حضرت قبلہ سے اس کا مشورہ لیا گیا تو حضرت قبلہ نے ازراہ انکساری جواب دیا کہ ہمیں اجازت و خلافت کی ضرورت نہیں۔ بس اس در کی غلامی ہی کافی ہے۔ مگر آپ کی بے پناہ صلاحیتوں کا ذخیرہ آپ کی نسبت روحانی کا حال آپ کی بھرپور فقیری کا فیضان اور مستقبل میں آپ کے ذریعہ سلسلہ جہانگیری کی اشاعت اور دن رات اس کی ہماہمی یہ حضرات اپنی بصیرت نواز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اسی لیے حضرت قبلہ کے انکار سے کسی طرح متاثر نہ ہوئے بلکہ بار بار اصرار کیا گیا کہ آپ کو اجازت و خلافت قبول کرنی ہی پڑے گی۔ گویا آج حضرت قبلہ کے اجازت و خلافت کی بنیاد پڑ رہی ہے۔

**حضرت فخر العارفین کی پیشین گوئی کا ظہور:** غالباً" ۱۹۱۲ء کو آج اجمیر مقدس دربار غریب نواز میں حضرت فخر العارفین جاٹگامی قدس سرہ کی پیشین گوئی (میاں صوفی محمد حسن صاحب آپ گھبرایئے مت آپ کا ایک وقت آنے والا ہے اس وقت ہم آپ کے معاملہ میں مجبور ہیں) کا ظہور ہونے والا ہے۔

**حضرت فخر العارفین کی پیشین گوئی کا مطلب:** حضرت فخر العارفین جیسا قطب زماں عارف دوراں ادراک و بصیرت کا شہنشاہ یہ فرما کر حضرت قبلہ کو ٹال دے۔ (اس وقت ہم آپ کے معاملہ میں مجبور ہیں۔) "اس کے گھر میں کیا کمی تھی اس گدا کے واسطے" مگر قربان جایئے آپ کی بصیرت و ادراک کہ آج ہی حضرت قبلہ کے مستقبل کو دیکھ رہے تھے۔ کہ حضرت قبلہ اپنے وقت میں شاہکار سلسلہ بننے والے ہیں اور قدرت کی جانب سے شاہکاری تقدیر لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ میرے دامن میں جسے شاہکاری ملنے والی تھی وہ تو شہنشاہ رضا تھے جو میرے گھر کی فقیری دل کی جھولی میں بھر کے لے گئے۔ طریقت و عرفان کی ہر ایک سطح پر یوں تو ہزاروں لاکھوں ستارے چمکتے ہیں مگر بدر منیر ایک ہی ہوتا ہے۔ اور ہر دور میں سلسلہ کا شاہکار بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا فخر العار فینی دور کا شاہکار و بدر منیر تو ایک ہو چکا۔ اب کہاں دوسرے کی گنجائش ہے۔ اس لیے ارشاد ہوا "میاں صوفی محمد حسن صاحب آپ گھبرایئے مت" یعنی آپ جس دور کے شاہکار ہونے والے ہیں میری آنکھیں اسے دیکھ رہی ہیں۔ وہ میدان آپ کے لیے خالی ہے۔

کہاں ہے زمانہ میں ایسا کہاں ہے
مرا پیر و مرشد مریدوں کی جاں ہے

اللہ اللہ حضرت قبلہ کی ذات پاک مرید بھی اور مراد بھی۔ برادران طریقت ذرا غور فرمایئے وہ ذات پاک جس نے اپنے پیر کی خدمت کی اور مدتوں اپنے دادا پیر کے قدموں میں گزار دی اور چند ماہ اپنے پردادا پیر کو بھی دیکھا۔ ان کے سنگ آستاں پر حاضر رہ کر ان کی پیشین گوئی کی ابدی سعادت بھی حاصل کی۔

ان باتوں سے یقین کا دروازہ کھل جاتا ہے کہ بے شبہ حضرت قبلہ اپنے دور میں تاجدار سلسلہ تھے اور حضرت حاجی صوفی محمد عنایت شاہؒ بے شبہ رضا شاہی دور کے تاجدار سلسلہ تھے۔

ایک زمانہ چاٹگام شریف کی سرزمین پر ایک شہنشاہ نے پیشین گوئی فرمائی تھی سو آج سلطان الہند کے بھرے دربار میں حرف بہ حرف وہ پیشین گوئی صادق آنے والی ہے۔ دربار غریب نواز کے سینکڑوں مجذوبان و قلندران اور جماعت سالکین حضرت قبلہ کو دیکھ دیکھ کر اپنی زبان حال و قال سے دعائیں دے رہے ہیں جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ سرکار غریب نواز سلطان الہند کی جانب سے بھی اشارہ ہو چکا ہے کہ رکھ دیا جائے تاج خلافت ان کے سر پر حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا میاں صوفی محمد حسن صاحب اب سب کی مان لیجئے سلسلہ جہانگیری چمکانے کے لیے ایمان کی روشنی پھیلانے کے لیے مخلوق خدا کی خدمت کرنے کے لیے کمربستہ ہو کر میدان تبلیغ کے شہسوار بن کے نکلئے آپ کے ذریعہ مملکت الہیہ کا بھلا ہونے والا ہے حضرت قبلہ اپنے پیر و مرشد کا حکم پا کر خاموش ہو گئے۔ عرض کیا حضور مجھے ایسی ویسی خلافت نہیں چاہئے مجھے تو سلطان الہند کے دربار میں شاہانہ فقیری مرحمت فرمائیے۔ یہ سن کر دادا میاں و جملہ حاضرین سلسلہ جہانگیریہ نے فرمایا کہ صوفی صاحب آپ جو کچھ چاہتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہی ہو گا۔ آپ اپنے وقت کے راجہ بنیں گے۔ ہر مقام پر کامرانی آپ کا خیر مقدم کرے گی۔ دین و دنیا کی شہنشاہیت آپ پر نچھاور ہو گی حضرت قبلہ دربار غریب نواز کا یہ مخیرانہ تیور دیکھ کر اپنے پیر و مرشد کے قدم ناز پر گر پڑے اور زار و قطار رونے لگے دادا میاں اور جملہ حاضرین نے حضرت قبلہ کے سر پر دستار خلافت رکھی اور دادا میاںؒ نے حضرت قبلہ کو قدموں سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور اسی وقت شاہی خلافت و اجازت سے مالا مال فرما دیا۔ چند روز کے بعد یہ قافلہ اجمیر شریف سے آگرہ شریف دربار سیدنا شاہ ابوالعلاء قدس سرہ میں حاضر ہوا۔ پھر یہاں سے

لکھنؤ شریف دربار رضا میں حاضری دیتے ہوئے یہ دونوں بزرگ بھینسوڑی شریف واپس تشریف لائے اور یہاں حضرت قبلہ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد رمضانی قدس سرہ کو ہونہار بیٹے کی شہنشاہی خلافت و اجازت پر مبارک باد دی گئی۔

حضرت شیخ محمد رمضانی میاں قدس سرہ نے یہ خوش خبری سن کر سجدۂ شکر ادا کیا کہ ہمارے دروازے پر ایک زمانہ سے تشریف لانے والے اولیاء اللہ کی دعائیں پروان چڑھیں۔ ہمارا ناز و نعمت سے پالا ہوا اکلوتا بیٹا تاجدار اولیاء بنا دیا گیا۔ خداوند کریم اکلوتے بیٹے کی تاجدارانہ فقیری کے ثمرات سے ہمیں بھی مالا مال فرمادے۔ اس ہونہار بیٹے کے ذریعہ اب ہمیں معنوی پوتوں کی بہار دکھلا دے اپنے پیارے حبیب اکرم ﷺ کے صدقے ہمیشہ کے لیے ہر قسم کے آفات روزگار سے ہمارے لخت جگر کو بچادے رات دن خوش ہو کر حضرت قبلہ کے والد گرامی دربار الٰہی میں یہی دعا مانگتے رہے جو ہمیشہ قبول ہوتی رہی۔ حضرت قبلہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف میں پروانہ وار اپنے پیر و مرشد سرکار عنایت حسین شاہ پر رات دن نچھاور ہونے لگے اپنے ہی وطن کا رہنے والا پیر و مرشد اور وہ بھی چند روز پہلے کے پیر بھائی جنہیں اب پیر و مرشد بنا لیا گیا ہے حضرت قبلہ نے پیر و مرشد پر جانثاری کی نہ مٹنے والی ایک ایسی مثال قائم فرمادی ہے کہ رہتی دنیا تک دنیا یاد کرتی رہے گی۔ اس دور میں کون ہے ایسی بے مثال قربانی پیش کرنے والا یہ حضرت قبلہ ہی کا کلیجہ تھا یہ انہیں کا حصہ تھا۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید۔ قرعہ فال بنام من دیوانہ زوند کا مضمون ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ تا نخشد خدائے بخشندہ۔ نخوت و پندار کا تار تار فنائیت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا۔ نفسانیت کا صنم کدہ آتش کدۂ عشق میں جھونک کر خاکستر کر ڈالا اب کیا رہ گیا تھا اس کے سوا کہ من تن شدم تو جاں شدی۔ من جاں شدم تو تن شدی تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔ حضرت قبلہ کے مزید اطمینان کے لیے قدرت کی طرف سے ایک ایسا ایمان افروز خواب دکھایا

گیا جس سے روز روشن کی طرح ایمان و یقین کا چہرہ نکھر گیا۔ یہ واضح رہے کہ اولیاء اللہ کا خواب خواب نہیں ہوتا بلکہ الہام الٰہی ہوتا ہے۔

**عالم غیب کا خواب:** حضرت قبلہ کو غیب سے یہ خواب دکھلایا جا رہا ہے کہ آسمان سے ایک گہوارہ (جس میں شیر خوار بچے سوتے ہیں) حضرت قبلہ کے سامنے اتار کر رکھ دیا گیا اور غیب سے آواز آ رہی ہے۔ "میاں صوفی محمد حسن صاحب گہوارہ کا پردہ اٹھا کر تو دیکھئے" حضرت قبلہ نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو اس گہوارہ میں نہایت حسین و جمیل دو شیر خوار نورانی بچے آرام فرما رہے ہیں اور دونوں کی شکل و صورت اور وجاہت و شباہت قد و قامت بالکل ہو بہو ایک ہے۔ شمہ برابر دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ حضرت قبلہ حیرت سے زیارت فرمانے لگے پھر غیب سے ندا آئی کہ "دیکھتے کیا ہیں ان میں سے ایک حضرت محمد نبی رضا شاہ ہیں اور دوسرے حضرت محمد عنایت حسین شاہ ہیں اور جو حضرت محمد عنایت حسین شاہ ہیں وہی حضرت محمد نبی رضا شاہ ہیں اب تو ہمیشہ کے لیے فرق مراتب کے دروازے بند ہو گئے۔" صبح ہوئی تو قبلہ کیف و سرور کے عالم میں جھوم جھوم کر تحفے تحائف اور نذرانہ عقیدت لیے ہوئے اپنے پیر و مرشد سرکار عنایت حسین شاہ کی دہلیز پر حاضر ہوئے تو سرکار عنایت اپنے حرم سرا سے مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ حضرت قبلہ کے عرض کرنے سے پہلے ہی انکسارانہ انداز میں فرمانے لگے کہ صوفی جی میں تو اس قابل نہیں تھا یہ ان کی نوازش کی بات ہے جو مجھے ہو بہو اپنا جیسا بنا لیا گویا حضرت قبلہ کا رات والا مشاہدہ جو بصورت خواب ہوا اس کی خبر حضرت سرکار محمد عنایت حسین صاحب کو پہلے ہی سے تھی۔ سرکار عنایت اسے ظاہر فرما رہے ہیں۔ اب تو دونوں پیر و مرشد کی خوشی کی کوئی تھاہ نہیں۔ دونوں گلے مل کر اس کرم نوازی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حضرت قبلہ اپنے مرشد پاک کے قدموں پر مچلے جا رہے ہیں۔ حضرت سرکار محمد عنایت حسین شاہ نے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور خوشی کے مارے فرمایا صوفی جی اب آپ باہر سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لیے روانہ ہو جائیے۔ غالباً" حضرت قبلہ کو

آنے والے اس سفر سے پہلے ہی حضرت قبلہ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد رمضانی قدس سرہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت قبلہ کی شادی خانہ آبادی اپنی رشتہ داری موضع ٹٹولی ضلع بریلی میں منعقد فرما چکے تھے۔ حضرت قبلہ کی اہلیہ صاحبہ (والدہ حضور) حضرت قبلہ کے حرم سرا میں رہنے سہنے لگی تھیں۔ اور حضرت قبلہ کا دولت کدہ اب ہر طرح پرنور ہو رہا تھا۔ حضرت قبلہ نے اپنے پیرو مرشد کے حکم کے مطابق عرض کیا حضور تبلیغ کے سلسلہ کے لیے پہلی بار کدھر جاؤں حکم ہوا پیران کلیر شریف میں حاضری دے کر جوالا پور ضلع سہارنپور چلے جایئے۔ حضرت قبلہ گھر سے رخصت ہو کر صاحب پاک میں حاضر ہوئے اور وہاں سے جوالا پور تشریف لائے۔ وہاں پہنچ کر حضرت قبلہ نے مسجد میں قیام فرمایا اور نماز مغرب کے بعد ہی مسجد ہی میں حلقہ ذکر کے لیے نمازیوں کو روکا۔ چند آدمی حلقہ ذکر میں شریک ہوئے اور ایک صاحب عبداللہ نامی اسی وقت داخل سلسلہ ہوئے اور حضرت قبلہ کو اپنے گھر لے گئے اور دل و جان سے اپنے پیرو مرشد کی خدمت کرنے لگے۔ دو تین روز کے بعد کچھ اور لوگ بھی داخل سلسلہ ہوئے اور حضرت قبلہ کو اپنے اپنے گھر لے جانے لگے۔ حضرت قبلہ جب اور مریدوں کے گھر بھی تشریف لے جانے لگے تو جناب عبداللہ صاحب کو یہ ناگوار ہوا کہ حضرت قبلہ ہمارے گھر سے دوسروں کے گھر کیوں جاتے ہیں۔ دوسروں کو مرید کیوں کرتے ہیں۔ جناب عبداللہ صاحب کو اپنے ہر پیر بھائی سے رقابت بڑھنے لگی حضرت قبلہ سے کہنے لگے کہ حضور ہم تو جانتے تھے کہ صرف ہم آپ کے مرید رہیں گے اور آپ صرف ہمارے پیر رہیں گے۔ جیسے ہم صرف آپ کے ہو کر رہیں گے ویسے ہی آپ بھی خالی ہمارے ہی پیر بن کے رہیں گے۔ آپ تو دنیا بھر گاؤں گاؤں میں گھر گھر مرید بنانے لگے ہیں۔ لیجئے یہ آپ کی ٹوپی رکھی ہے اور یہ آپ کا شجرہ ہے۔ حضرت قبلہ نے اس کے اس سیدھے پن پر مسکرا کر فرمایا اچھا بیٹے خفا نہ ہو اب ہم تمہارے سوا اور کسی کو اس گاؤں میں مرید نہیں کریں گے۔ پھر وہاں سے حضرت قبلہ قصبہ منگلور تشریف لائے۔ وہاں سے

رڑکی ہوتے ہوئے پیران کلیر شریف میں حاضری دے کر مرشد نگر بھینسوڑی شریف واپس آ گئے۔ پھر چند روز کے بعد جب فرید پور ضلع بریلی کے لیے حکم ہوا۔ لہٰذا حضرت قبلہ پا پیادہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف سے فرید پور تشریف لائے اور تحصیل والی مسجد میں قیام فرمایا۔

**قصبہ فرید پور ضلع بریلی :** غالباً" ۱۹۳۲ء میں حضرت قبلہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف سے پا پیادہ فرید پور تشریف لائے اور تحصیل والی مسجد میں قیام پذیر ہوئے یہاں کے لوگ بھی حضرت قبلہ کی زیارت کرتے ہی پروانہ وار حضرت قبلہ کی خدمت میں آکر مرید ہونے لگے۔

جناب صوفی محمد یعقوب علی صاحب آنولوی اس وقت جو یہاں گورنمنٹ ملازم تھے حضرت قبلہ کے مرید ہوئے۔ مولانا حبیب احمد صاحب مرحوم' جناب حافظ چھدو' صوفی عزیز احمد صاحب (مجذوب) صوفی منصور شاہ صاحب وغیرہ ہم مرید ہوئے پھر اس تحصیل والی مسجد سے حضرت قبلہ محلّہ گڑھی کی مسجد میں قیام پذیر ہوئے تو یہاں بھی لوگ مرید ہونے لگے۔ حاجی مسیح اللہ' حاجی عبداللہ صاحب' حاجی عزیز اللہ صاحب' حاجی عبدالرشید صاحب جب مرید ہو گئے تو حضرت روزانہ نماز مغرب کے بعد اسی مسجد میں حلقہ ذکر کیا کرتے تھے ایک ہجوم حضرت قبلہ کے اردگرد جمع ہونے لگا اور حضرت قبلہ ہر وقت پرکیف انداز میں گفت و شنید فرماتے۔ جو آتا پیری مریدی کی گفتگو شروع کر دیتے۔ فرید پور کا بچہ بچہ دیوانہ وار حضرت قبلہ کی ذات گرامی پر نچھاور ہوتا جا رہا تھا۔ جناب صوفی محمد عوض صاحب. مرحوم جب مرید ہوئے تو حضرت قبلہ کی دعاؤں سے آپ کے گھر صاحبزادہ تولد ہوا جو اس وقت صوفی غلام محمد صاحب کے نام سے مشہور ہیں اور سلسلہ عالیہ کی تبلیغ میں منہمک ہیں۔ جناب صوفی عبد العزیز صاحب' جناب حاجی عبداللہ صاحب' جناب صوفی عزیز اللہ صاحب جناب سیٹھ عبدالکریم صاحب' جناب صوفی سیٹھ محبوب صاحب' جناب سیٹھ میاں جان صاحب' جناب سیٹھ محمد رفیق صاحب' جناب سیٹھ جمیل صاحب و سیٹھ

جلیل صاحب، جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب، جناب صوفی سیٹھ سکندر صاحب، جناب صوفی عبداللطیف صاحب، اور محلہ سرائے کے بابو سیٹھ پھلیز والے اور محمد بخش وغیرہ ہم پر حضرت قبلہ کا بڑا انعام و اکرام ہوا۔ یہ لوگ حضرت قبلہ کے جانثاروں میں سے ہیں۔ ان جانثاروں کے لیے حضرت قبلہ نے بڑے بڑے مجاہدے اور چلہ کشی فرمائی ہے ایک مدت تک گھر گھر دروازہ پر تشریف لے جاکر لوگوں کو نماز کے لیے جمع فرمایا کرتے اور حلقہ ذکر میں بلا بلا کر شریک فرمایا کرتے۔ حضرت قبلہ کے حکم کے مطابق سیٹھ حاجی عزیز اللہ صاحب نے بھینسوڑی شریف جاکر حضرت قبلہ کو اور دادا حضور عنایت حسین شاہ صاحب کو گیارہویں شریف کی دعوت دی۔ دادا حضور سرکار عنایت حسین شاہ اور حضرت قبلہ نے دعوت قبول فرمالی۔ اور وقت مقررہ پر دونوں حضرت قبلہ نے فرید پور میں حضرت فخر العارفین مولانا عبد الحیٔ شاہ چاٹگامیؒ کی فاتحہ کی بنیاد رکھی۔ جناب صادق علی صاحب کے گھر فاتحہ مقرر ہوئی پھر دو سال کے بعد صوفی عبد العزیز صاحب کے گھر فاتحہ و عرس مبارک ہونے لگی۔ حضرت قبلہ کے جذبات صادقہ کا عالم وہاں نہ پوچھئے۔

**فرید پور میں ایک کانسٹیبل کا حال:** ہر حلقہ ذکر کے بعد حضرت قبلہ اور متوسلین سلسلہ اپنی طرف سے فاتحہ کے لیے شیرنی لایا کرتے تھے پھر فاتحہ ہوا کرتی تھی۔ ایک بار ایک تھانہ کے کانسٹیبل نے ازراہ مذاق ایک پیسے کی شیرنی لاکر فاتحہ میں شریک کیا اور کھڑے کھڑے ہنستا رہا۔ حلقہ ذکر و فاتحہ کی مذاق بناتا رہا۔ حضرت قبلہ نے جو نظر بھر کے اس کانسٹیبل کو دیکھا تو اب اس کا حال نہ پوچھئے، وہیں کھڑے کھڑے پچھاڑیں کھانے لگا اور اپنے تمام کپڑے پھاڑ کے گھنٹوں بے ہوش پڑا رہا۔ جب ہوش آیا تو اسی دیوانگی کے عالم میں سڑکوں اور گلی کوچوں میں پاگلوں کی طرح کئی روز پھرتا رہا پورے قصبہ میں اس کی شہرت ہوگئی کہ اس نے میاں حضور کی مجلس میں بے ادبی کی ہے تو یہ حال ہوگیا۔ اسی بدحالی میں کئی روز ہوئے مگر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ حضرت قبلہ سے سفارش کرتا۔

حضرت قبلہ کے ایک بڑے عقیدت مند مولانا ضیاء الدین صاحب نے ہمت کر کے خوشامدانہ انداز میں عرض کیا کہ حضور اب اس کانسٹیبل کی خطا معاف فرما دیجئے۔ اس کو ٹھیک کر دیجئے ورنہ اس کا گھر تباہ برباد ہو جائے گا۔ چونکہ حضرت قبلہ نہایت ہی رحیم و کریم بھی تھے۔ اس کے حال زار پر رحم آگیا فرمایا اب سزا پوری ہو گئی جاؤ اسے ہمارے پاس نہلا کر لاؤ۔ جب کانسٹیبل لایا گیا تو حضرت قبلہ نے جیسے ہی اس پر دست شفقت رکھا اس کا حال درست ہو گیا اسے مرید کیا اس کی خطائیں معاف فرما کر چند ہی دنوں میں اسے اپنا ہم شبیہ صوفی باصفا سچا پکا مومن بنا دیا۔

جس نے مومن بنا لیا ہم کو
وہ تمہارا ہی مصحف رو ہے

فرید پور میں جب صوفی عبدالعزیز میاں کے گھر فاتحہ شروع ہوئی تو حضرت قبلہ اس قدر اہتمام فرماتے کہ اپنے وطن بھینسوڑی شریف سے دو دو بیل گاڑیوں پر سامان لنگر آٹا دال چاول مصالحہ نمک تیل لکڑی برتن اور کام کرنے والے آدمی اپنے ہمراہ لا کر فاتحہ کرتے اور قل شریف کے بعد فرید پور والوں کو لنگر تقسیم فرمایا کرتے تھے اس فاتحہ میں دادا سرکار محمد عنایت حسین شاہ بھی چند بار فرید پور شریف لائے۔ حضرت قبلہ اپنے پیر و مرشد کے استقبال کے لیے قصبہ کے تمام مریدین کو لے کر سٹیشن جایا کرتے تھے اور نعرہ لگاتے ہوئے قیام گاہ پر لایا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر فرید پور کے لوگوں نے چاہا کہ ہم لوگ بھی اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ کا استقبال کریں۔ مگر حضرت قبلہ کبھی ان دنوں میں وقت مقررہ پر تشریف نہ لائے۔ کبھی وقت سے پہلے ہی آ گئے یا کبھی وقت مقررہ کے بعد تاکہ لوگ ہمارا خیر مقدم نہ کر پائیں۔ ہمارے پیر و مرشد کے استقبال کی برابری نہ ہونے پائے۔ پھر بعد میں دادا میاں کے پردہ فرمانے کے بعد بندہ آسی جو پہلے ہی سے فرید پور عرس کے انتظام کے سلسلہ میں فرید پور پہنچ جایا کرتا تھا۔ اس وقت حضرت قبلہ کا شاندار پیمانہ پر استقبال ہونے لگا تھا۔ فرید پور کے عرس پاک میں دور دور اور قرب و جوار کے

ہزار ہا وابستگان و عقیدت مندان حاضر ہوا کرتے تھے۔ جیسے ایک میلہ لگا ہوا ہے۔ لکھنؤ شریف سے چچا صوفی بشیر اللہ چچا صوفی محمد شفیع صاحب دادا میاں دیگر مریدان بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور اب بھی تشریف لاتے ہیں۔ بھینسوڑی شریف سے بھی حضرت چھیلا ددا' سرکار راحت میاں قبلہ شہزادہ دادا حضور وغیرہ ہم حضرات تشریف لایا کرتے تھے۔ اور یہ بندہ آسی بھی مدام حضرت قبلہ کے ہمراہ عرس میں حاضر رہتا تھا اور حضرت قبلہ کے چہیتے خلیفہ محترم صوفی سید ابرار حسین صاحب فیروز آبادی بڑے اہتمام سے اس عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

جب حاجی سیٹھ عزیز اللہ صاحب حسنی کا سامنے والا قلعہ نما مکان بن کے تیار ہو گیا تو حاجی صاحب نے عرض کیا حضور یہ فاتحہ شریف اجازت ہو تو میرے غریب خانے پر ہو جایا کرے اور اس کی کفالت مجھے بخش دی جائے۔ حضرت قبلہ کے حکم کے مطابق اس وقت سے اب تک بحمدہ تعالیٰ حاجی صاحب اپنے گھر ہی اس فاتحہ کے کفیل ہیں اور نہایت شاندار طریقہ پر دل کھول کر لنگر میلاد شریف' محفل سماع' قل شریف' مہمانوں کی میزبانی سجاوٹ جوڑا کھانا پینا جملہ انتظام عرس حاجی صاحب نے اپنے سر اٹھا لیا ہے۔ حضرت قبلہ کبھی کبھی تفریحاً" فرما دیا کرتے تھے کہ یہی حاجی عزیز اللہ ہیں کہ اس عرس کے لیے دو دو روپے مجھے نذر دے کر الگ ہو جایا کرتے تھے اور سرکاروں کے کرم سے پورا عرس اپنے سر پر اٹھائے ہوئے ہے۔

ایک بار حاجی احمد بخش صاحب بمبئی سے سینکڑوں تحفے تحائف اور شاندار پگڑی لیے ہوئے حضرت قبلہ کی خدمت میں فرید پور عرس میں حاضر ہوئے۔ تحفے تحائف تو حضرت قبلہ نے عرس میں شامل کر دیے اور پگڑی حاجی عزیز اللہ صاحب کو بلا کر ان کے سر پر باندھ دیا گویا حضرت قبلہ نے یہاں پر ہمیشہ عرس کرنے کے لیے حاجی عزیز اللہ صاحب ہی کو اپنا جانشین بنا دیا کہ یہ عرس ہمیشہ تم اپنے خاندان میں جاری رکھو۔ جسے ہم نے اس قدر جدوجہد سے قائم کیا ہے۔ اب تم لوگ اس کی حفاظت کرنا اور اسے قائم رکھنا۔ اسی دوران میں حضرت قبلہ اپنے پیرو مرشد کے

ہمراہ پھر دوبارہ بنگال شریف اپنے پردادا پیر حضرت فخر العارفین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے تو روانگی سے پہلے دادا میاں کے حکم کے مطابق اس سال فرید پور میں حضرت قبلہ کے پہلے والے بھانجے صاحب جو پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے تھے۔ وہ اور شہید ملت صوفی عبد العزیز میاں قبلہ عرس کے موقع پر گدی پر رونق افروز ہوئے تھے۔

**فرید پور میں چلہ کشی:** غالباً" ۱۹۳۸ء میں حضرت قبلہ نے فرید پور میں کھرے پیر جو قدیم زمانہ کے اولیاء کبار سے ہیں اور بڑے صاحب فیض بزرگ شمار کیے جاتے ہیں۔ اس وقت ان کے آستانہ پر جنگل ہی جنگل تھا۔ دور دور وہاں ایک میل کے اندر کوئی آبادی نہیں تھی لوگ دن کو بھی وہاں جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ حضرت کھرے پیرؒ کے آستانہ کے قریب پرانی ہی زمانہ کی ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے اسی مسجد کے جنوبی در کو ٹٹیا سے گھیر کر حضرت قبلہ ۲۰ شعبان المعظم کو عصر کے بعد چلہ گاہ میں تشریف فرما ہو گئے۔ اور چالیس ۴۰ روز کے لیے سوا سیر کشمش اپنے پاس رکھوا لی تھی۔ چالیس روز کن کن جلوؤں میں حضرت قبلہ کی وہاں گزری اسے تو وہی جانیں یا ان کے پیرو مرشد حضرت عنایت حسین شاہ جنھوں نے انہیں چلہ میں بٹھایا تھا۔ اور خود ہی حج و زیارت کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ صوفی محمد بخش سرائے والے جو حضرت قبلہ کے بڑے شیدائی مرید ہیں چلہ میں خدمت کے لیے مقرر ہوئے تھے۔

چالیس روز کے بعد صبح ہی عید والے دن کو ہزاروں عقیدت مندان سلسلہ عالیہ اپنی سواری لے کر کھرے پیر چلہ گاہ پر حاضر ہو گئے۔ حضرت قبلہ کو وہاں سے بذریعہ سواری قصبہ میں صوفی عبدالعزیز صاحب کے گھر جو پہلے آستانہ تھا وہاں لائے۔ حضرت قبلہ کمزور بہت ہو گئے تھے۔ چالیس روز سوا سیر کشمش بھی غذا نہ بنا تو یقیناً" جسمانی کمزوری ہو ہی جانی چاہیے تھی۔ نماز عید کے بعد دوسرے دن حضرت قبلہ صوفی عبدالعزیز میاں و دیگر احباب کے ہمراہ بھینسوڑی شریف روانہ ہو گئے۔

غالباً" اسی چلہ کے بعد جب صوفی انتظار بیگ صاحب عرف للو بھائی فرید پور اپنی ہوٹل میں کسی وجہ سے ان پر جنون طاری ہو گیا تھا ان کے علاج کے لیے ان کے عزیز اقارب جگہ جگہ بزرگان دین اور آستانوں پر حاضری ہو چکی لیکن جب کہیں سے کام نہ بنا تو خود ہی للو بھائی نے اپنے عزیزوں سے کہا کہ مجھے بھینسوڑی شریف میاں (حضرت قبلہ) کے پاس لے چلو۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچ کر اچھا ہو جاؤں گا۔ جب للو بھائی کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اپنے ہمراہ لے کر بھینسوڑی شریف حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے اپنے دولت کدہ کے سامنے والے کنویں کا پانی مشک سے ان کے سر پر ڈلوایا۔ اور انہیں خوب نہلوا کر پھر مرید کیا اور اسی وقت سے ان کی تمام خطائیں معاف فرما کر ان کے خالص جنون کو جذب الٰہی سے بدل دیا اور اس قدر نواز کہ للو بھائی قطب وقت ہو گئے۔

عجب درگاہ تری غوث جلی ہے
جو آتا چور بن جاتا ولی ہے

محترم صوفی باصفا صوفی محمد یعقوب علی شاہؒ کے سگے رشتہ دار محترم صوفی قربان علی صاحب جو اس زمانہ میں وہ کسی سٹیشن پر سٹیشن ماسٹر تھے ملازمت کے سلسلہ میں نہ پاکستان نے انہیں لیا نہ ہندوستان نے اور پاکستان کے بھروسہ پر استعفیٰ دے چکے تھے۔ اب ادھر کے رہے نہ ادھر کے۔ تو پریشان ہو کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر حضرت قبلہ نے ادھر ادھر کی ملازمت تو نہیں بخشی بلکہ انہیں مرید کر کے اپنی ملازمت ایسی بخش دی کہ ماشاء اللہ چشم بد دور آج تک ڈبیائی ضلع علی گڑھ میں سرکاری ڈیوٹی پر تعینات ہیں۔ فرید پور کے بعد فوراً" ہی اس کے متصل موضع مجھوا بھگونشا پور ٹسوا تلہر وغیرہ مقامات پر فرید پور کی طرف یہاں کی فاتحائیں بھی مشہور زمانہ ہو گئیں تلہر میں اچھے میاں کے گھر حضرت قبلہ کا قیام رہتا تھا اور جناب صوفی حافظ محمد شبیر عطر والے بھی صوفیائے متقدمین کے دور

میں مرید و خلیفہ ہو گئے تھے جو ابھی ماشاء اللہ حیات ہیں۔ اور سلسلہ کا کام کر رہے ہیں۔

**بریلی شریف میں حضرت قبلہ کی آمد:** غالباً ۱۹۴۰ء میں بریلی شریف میں حضرت قبلہ شروع شروع پرانے بال جتی محلہ میں حضرت پیر بال جتیؒ کے مزار اقدس کے چبوترہ پر قیام فرما ہوئے تھے۔ مدتوں یہاں حضرت قبلہ نے مجاہدہ فرمایا ہے وہاں چبوترہ پر پڑے پڑے حضرت قبلہ کے پشت مبارک پر کمر کی جانب سیاہ نشانات پڑ گئے تھے۔ جو حضرت قبلہ بعد میں اپنے مریدین کو دکھلایا کرتے تھے۔ بال جتی محلہ میں حضرت قبلہ کے مریدین کی ایک جماعت تیار ہو گئی تھی۔ ایک روز اس محلہ میں حضرت قبلہ مسجد سے باہر نکل رہے تھے کہ جناب صوفی نقیب اللہ شاہ جو ابھی تک مرید نہیں ہوئے تھے۔ صوفی نقیب اللہ شاہ سرحد سے بریلی کنٹونمنٹ میں فوجی وردی کی سلائی کے ٹھیکیداری کے سلسلہ میں قیام پذیر تھے۔

حضرت قبلہ نے انہیں وہیں مرید کیا اور بعد میں انہیں خلافت بھی عنایت فرمائی تھی۔ جب تک صوفی نقیب اللہ شاہ بریلی میں مقیم رہے حضرت قبلہ پر دل و جان سے قربان رہتے تھے۔ جب اپنی فوج کے ساتھ اپنے ملک واپس ہوئے تو وہاں انہوں نے پیری مریدی شروع کر دی اور حضرت قبلہ کے کرم سے وہ اتنے بڑے پیر ہوئے کہ پورے ملک میں ان کی پیری شہرہ آفاق ہو گئی اور ان کے خلفاء غیر ممالک روس' انگلینڈ' کویت وغیرہ میں بڑے زور شور سے پیری مریدی کر رہے ہیں۔ حضرت قبلہ ہمیشہ ان کی تعریف ہی فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار صوفی نقیب اللہ شاہ کا حضرت قبلہ کے پاس ایک لفافہ آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ کچھ بزرگان دین مجھے فرما رہے ہیں کہ "تمہارا پیر اس وقت کا سلطان اولیاء ہے لہٰذا تم لوگ ان کو سلطان الاولیاء لکھا کرو۔" گویا یہ خطاب غیبی ہے جو اسی وقت سے حضرت قبلہ کے نام پاک کے ساتھ لکھا جانے لگا۔ اس کی تائید حضرت قبلہ کے بیان سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ ایک بار حضرت قبلہ نے اپنی بیٹھک تین

دری میں ارشاد فرمایا کہ "میں کیا کہوں جناب میں تو اپنے بزرگوں کی طرف سے تاجدار اولیاء تھا۔" مگر یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

ایک بار لکھنؤ شریف مجلس سماع منعقد تھی قوال نے پڑھا "دل کند سجدہ باین طراز خرامیدان تو" اس پر دادا میاں کو سوزش وکیفیت طاری ہو گئی اور جب قوال نے اگلا مصرعہ پڑھا "دیدہ صد شکر بجا آور۔ داز دیدن تو" صوفی نقیب اللہ شاہ بھی حاضر تھے وہ بار بار حضرت قبلہ کو دیکھ رہے تھے کہ ادھر حضرت قبلہ کو بھی دوسرے مصرعہ پر سوزش وکیفیت طاری ہو گئی۔ دادا میاں تو قوال سے یہ کہیں اور حضرت قبلہ وہ کہیں اس کے بعد دادا میاں نے فرمایا صوفی جی تمہارا یہ مرید خوب ہے جو تمہیں کو دیکھے جاتا ہے۔

پرانے شہر بریلی بال جتی پیر کے محلہ ہی میں سلسلہ عالیہ کو ترقی ہوئی مگر پھر بھی حضرت قبلہ جس قدر بریلی میں چاہتے تھے۔ نہ جانے کیوں رکاوٹ ہوئی جس کا تذکرہ حضرت قبلہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ بال جتی پیر کے بعد حضرت قبلہ پرانے شہر میں کبھی حاجی جمیل صاحب کے مکان پر قیام پذیر رہے کبھی جناب انوار بھائی ڈرائیور۔ یہ دونوں میاں بیوی بڑے شیدائی تھے۔ انوار بھائی اگرچہ صاحب لباس نہیں تھے مگر تھے بڑے شیدائی۔ کبھی سلطان بھائی کے گھر بھی قیام فرماتے تھے اور کبھی صوفی بنے بھائی صوفی ٹولہ والے کے گھر قیام پذیر رہتے تھے اور زیادہ تر نئے شہر میں جناب سیٹھ صوفی محمد فاروق صاحب بساط خانہ والے گلے منہاران میں حضرت قبلہ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی جناب فاروق صاحب اور فاروقن آپا پورے سلسلہ عالیہ کے شیدائیوں میں شمار کیے جاتے ہیں اور آج بھی عشق و محبت اور خاطر و تواضع میں پیر بھائیوں کے لیے ہروقت انکا دروازہ کھلا رہتا ہے اور امسال تو فرید پور عرس کے بعد ہمارے سجادہ نشین جناب صوفی لیاقت حسین منے میاں قبلہ نے لکھنؤ والے حضرت کی سالانہ فاتحہ بھی مقرر فرما دی ہے خدا قائم رکھے۔ حضرت قبلہ اپنے دستور کے مطابق جہاں کہیں بھی قیام فرماتے دس بیس پیر

بھائی صاحبان کا ان کے گھر میں ہجوم لگا ہی رہتا تھا۔ گھر والے صاحبان بھی ایسے شیدائی ہوتے کہ انہیں یہ ہجوم ذرا بھی ناگوار خاطر نہ ہوتا۔

گویا جہاں کہیں بھی حضرت قبلہ تشریف فرما ہوتے لنگر جاری رہتا تھا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ میلاد شریف حلقہ ذکر مجلس سماع ہو حق کی مجلس ہمیشہ گرم رہا کرتی تھی۔ حضرت قبلہ اپنے اوقات کے بڑے پابند تھے کبھی بے کار وقت نہیں ضائع ہونے دیتے تھے۔ چند بار بریلی میں گلاب نگر سردار منزل میں بھی قیام فرمایا ہے۔ جب کہ سید مظاہر علی صاحب سردار منزل والے نے ایک بار اجمیر مقدس خواجہ غریب نواز کے عرس میں حاضری دی تو انہوں نے وہیں خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا لق و دق جنگل ہے اس میں مظاہر صاحب بیمار و بے کسی کے عالم میں پریشان ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور وہ ہماری تیمار داری فرما رہے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو یہ بھی ان بزرگ کی تلاش میں نکلے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑے بزرگ آج ہی صبح کو ریل گاڑی سے سٹیشن پر اترے ہیں اور بذریعہ کھٹولی مریدوں کے کندھوں پر تشریف لائے ہیں اور سینکڑوں صوفی لوگ ان کے ارد گرد ہیں اور شاہ جی کی حویلی میں قیام پذیر ہیں۔ جب مظاہر علی صاحب حاضر ہوئے تو دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں تیمار داری کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر کیا تھا فوراً" اسی وقت مرید ہو گئے اور بریلی شریف اپنے گھر تشریف لانے کی دعوت بھی دے دی۔ پھر حضرت قبلہ عرس غریب نواز سے فارغ ہو کر بریلی تشریف لائے اور مظاہر علی صاحب کے تمام گھر والوں اور بچوں کو بھی مرید فرمایا۔ اس طرح ان کے گھر بھی چند بار حضرت قبلہ کا قیام رہا۔ حلقہ ذکر مجلس سماع خوب ہوئی۔ بریلی میں رسوا صاحب مرحوم کے گھر بھی قیام فرما چکے ہیں اور بابو خان صاحب اور جناب ننھے خاں صاحب کے محلّہ ذخیرہ میں بھی حضرت قبلہ کا قیام رہا وہاں بھی حلقہ ذکر و مجلس سماع کا بڑا زور رہا۔ بریلی شریف میں جب کبھی حضرت قبلہ بیمار پڑتے تھے تو بس جناب مولانا حکیم اعجاز صاحب ہی کو یاد فرماتے تھے یا وہیں جا کر

قیام فرما ہو جایا کرتے تھے۔ حکیم صاحب بھی بہت محبت فرمایا کرتے تھے ایک بار بھینسوڑی شریف میں بھی میرے اور حاجی احمد صاحب کے ذریعہ حضرت قبلہ نے حکیم اعجاز صاحب کو اپنے علاج کے لیے بلوایا تھا۔ علاج کا بہانہ تھا مقصود حکیم صاحب کو بلوانا تھا۔ بریلی شریف کے اسی دوران میں جناب صوفی بنارسی صاحب کو نکٹیا کی جناتی مسجد میں چلہ کشی کے لیے حضرت قبلہ نے بٹھایا تھا۔

**بارہ بنکی :** بارہ بنکی میں بھی حضرت قبلہ نے ایک شاندار خانقاہ تعمیر فرمائی جہاں سینکڑوں افراد ہندو مسلمان داخل سلسلہ ہوئے۔ جناب صوفی عبدالعزیز بابا وہاں کے مالک ہیں اور اب انہیں کے ذریعہ وہاں سلسلہ عالیہ کا کام بھی جاری ہے اور سالانہ فاتحہ بھی قائم ہے۔ پولیس والے بہت سے احباب جناب نعیم صاحب (کوٹ) جنہوں نے مل جل کر لکھنؤ شریف میں حضرت قبلہ کے لیے کمرہ تعمیر کرایا۔ شری واستو! (چمیلی شاہ) مسٹر انڈو شیکر (گلاب شاہ) رائے صاحب بلیادی وغیرہ جو اب بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں نعیم صاحب مرحوم انتقال سے پہلے مجذوب ہو گئے تھے پھر بھی کوٹ یعنی ملازم تھے برسوں انہیں باقاعدہ تنخواہ ملتی رہی اور افسران میں سے جس کے لیے جو کہہ دیا وہ کام ہو جاتا تھا۔

یہ حضرت قبلہ کا فیضان تھا اور اس طرح کوٹ صاحب مرحوم کی مجذوبیت کے عالم میں بھی ان کو ملازمت پر قائم رکھنا تھا۔ گویا حضرت قبلہ کے کرم سے یہ ولی ہو گئے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو صوفی عزیز بابا نے ان کو خانقاہ کے قریب ہی دفن کیا۔ اب ان کا عرس بھی ہوتا ہے۔

**پیلی بھیت :** پیلی بھیت میں حضرت قبلہ نے سلسلہ کی بڑی دھوم مچائی محلہ کھکھرا پر ایک شاندار خانقاہ قائم کی۔ جہاں سالانہ فاتحہ مقرر فرمائی اور قرب و جوار میں بہاری پور، پورنپور گھلوٹیا کرا پلیا وغیرہ بیسیوں مواضع میں جہاں حضرت نے فاتحائیں مقرر فرمائی اور ہر جگہ گرد و غبار دھوپ و تپش میں اپنے مریدوں کا جم گھٹ لیے ہوئے پھرتے رہے پورے علاقہ کو کھنگال دیا۔ اپنے دور میں ہر خانقاہ کے

ہر سلسلہ کے پیروں کو اپنا شاندار کارنامہ پیش فرما کر پیری بخش دی۔

اگر حضرت قبلہ کو پیروں کا اور پیری مریدی کا مجدد کہا جائے تو یقیناً" درست اور بجا ہو گا۔ جس ذات نے اپنے مجاہدات سے پیران متقدمین کی یاد زندہ فرمادی۔ فقیری کسے کہتے ہیں اس کو اپنے قول و فعل سے از سرنو زندہ فرمادیا۔ پیلی بھیت ہی سے قادر گنج بھی تشریف لے گئے۔ جہاں دریا ہر سال اپنے سیلاب سے آبادی کی آبادی بہا لے جاتا تھا۔ جب حضرت قبلہ وہاں تشریف لے گئے' وہاں کے لوگوں سے کہا کہ دریا کی طرف منہ کر کے کہہ دو کہ اب مخلوق خدا کو نہ ستایا کرے اسی وقت سے اس کا رخ مڑگیا اور اب تک مڑا ہوا ہے۔ پیلی بھیت میں بھی خانقاہ کے قریب کھکراندی بہہ رہی ہے۔ بارش کے زمانہ میں جب یہ تیز ہوئی تو ندی نے خانقاہ کی طرف رخ کیا۔ کٹاؤ شروع ہو گیا کچھ ہی دور خانقاہ شریف رہ گئی تھی تو اتفاق سے حضرت قبلہ خانقاہ پیلی بھیت تشریف لائے اور ندی کا یہ حال دیکھا تو اپنے چند خلفاء سے ارشاد فرمایا جاؤ ندی کے کنارے کھڑے ہو کر ہمارا شجرہ پڑھ کر کہہ دو خبردار ندی ہماری خانقاہ کی طرف نہ آ۔ بس اس کے بعد سے قدرتی طور پر اس کا رخ دوسری جانب کو مڑگیا اور بحمدہ تعالیٰ آج تک وہ اسی دوسرے رخ پر بہہ رہی ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

کئی بار پیلی بھیت کی فاتحہ میں حضرت قبلہ نے حضرت شیر بیشہ سنت مولانا حشمت علی خان صاحب کو بھی یاد فرمایا بلکہ قوالی بند کرا کے مولانا سے میلاد شریف اور قل شریف پڑھوایا ہے۔ مولانا صاحبؒ سے بھی حضرت قبلہ بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور حضرت مولانا بھی حضرت قبلہ کا بہت ادب و احترام فرمایا کرتے تھے اور حضرت قبلہ سے انہیں بڑی عقیدت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بار جب ان کے چھوٹے بھائی مولانا محبوب علی خان صاحب وہابیوں کے ساتھ فساد ہو جانے کے

باعث گرفتار ہو گئے تھے۔ وہابی پارٹی چونکہ دنیاوی اعتبار سے پیسے والی تھی اس لیے مولانا کی ضمانت و رہائی میں بڑی دشواری پیش ہو گئی تھی۔ حضرت مولانا حشمت علی خان" سیدھے اجمیر مقدس حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت قبلہ سے بڑی منت و سماجت سے عرض کیا کہ حضور میرا بھائی مولانا محبوب علی خان گرفتار ہو گیا ہے اسے رہا فرما دیجئے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا میں دعا کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ رہا ہو جائے گا۔

مگر مولانا تو یہ عرض کر رہے تھے کہ حضور اپنی زبان سے یہ کہہ دیں کہ میں نے تمہارے بھائی محبوب علی خان کو رہا کر دیا۔ تو جب حضرت قبلہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ جملہ فرما دیا تو مولانا نے عرض کیا کہ حضور اب میرا بھائی رہا ہو جائے گا کیوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے دوستوں کی خاطر حقائق اشیاء کو چاہے تو بدل دے مگر دوست کی بات نہیں بدلا کرتا ہے۔

پیلی بھیت اور اس کے علاقہ کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ نے سب سے زیادہ انعام و اکرام اسی علاقہ پر فرمایا ہے۔ کوئی قصبہ کوئی دیہات ایسا نہیں جہاں حضرت قبلہ نے قدم رنجہ نہ فرمایا ہو۔ جس گاؤں کو دیکھئے غلامان حسنی منڈلاتے پھر رہے ہیں۔ پیلی بھیت پورنپور رائے پور شیر پور گھلویا گورا دھندری سرسا سری کھمریا نواب گنج وغیرہ قصبہ بیل پور کی آبادی میں جب قدم رکھا تو یہاں کے لوگوں میں ایک ممتاز شخصیت کا انسان حضرت قبلہ کو ایسا ملا جو ایک ہی وقت میں مولانا بھی صوفی بھی مقرر بھی بہادر بھی مخلص بھی متوکل بھی شاعر بھی حکیم بھی مجاہد بھی حسین و جمیل بھی بہترین صاحب ترنم بھی بس دیکھتے ہی حضرت قبلہ نے اس ذات ستودہ صفات کو اپنا منظور نظر بنا لیا جو ماشاء اللہ ابھی تک منظور نظر بنا ہوا ہے اور پورے سلسلہ میں شیرازی صاحب کے نام سے مشہور ہے وہ ذات ہے برادر محترم جناب صوفی عبدالرزاق شاہ صاحب جو اپنی جگہ اپنی مثال نہیں رکھتے جن کے بارے میں خود حضرت قبلہ نے عارف باللہ کے لقب سے ملقب فرما دیا ہے۔ خدا رکھے پورے

سلسلہ کو ان کی شخصیت پر ناز ہے۔

**بمبئی :** حضرت قبلہ نے اس شہر پر بھی جو انعام و اکرام فرمایا ہے وہاں پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے زیادہ کسی اور شہر پر فیضان کرم کی بارش ہی نہیں ہوئی۔ جدھر دیکھئے غلامان حسنی کی نورانی صورتیں چمک رہی ہیں۔ حسن اتفاق سے جناب مولانا صوفی محمد خوشحال صاحب سرحدی کچھ عجیب و غریب خواب (تفصیل نہ معلوم ہونے کی وجہ سے تحریر میں نہ آسکا) دیکھنے کے بعد مظفر گڑھ کے علاقہ سے مرشد کی تلاش میں بمبئی حاضر ہوئے۔ یہاں غلامان حسنی کی صورت و شکل چال ڈھال دیکھ کر حضرت قبلہ سے غائبانہ عشق ہو گیا۔ پھر حضرت قبلہ کی جستجو میں بمبئی سے غالباً" صوفی علاؤ الدین شاہ صاحب کے ہمراہ بھینسوڑی شریف حاضر ہو گئے مگر اس سفر میں چونکہ حضرت قبلہ حج و زیارت کے لیے روانہ ہو چکے تھے ملاقات نہ ہو سکی اور مجبوراً" مولانا خوش حال صاحب واپس مظفر نگر کے علاقہ میں واپس ہو گئے۔ جب حضرت قبلہ حرمین طیبین سے واپس آئے تو اس وقت پھر مولانا خوشحال صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے داخل سلسلہ ہوئے اور چند روز کے بعد حضرت قبلہ کے لاڈلے خلیفوں میں سے شمار کیے جانے لگے۔ سلسلہ عالیہ کی اشاعت آپ کے ذریعے سے ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی جاری ہے اور اشاعت سلسلہ کے لیے اس وقت بھی وہ امریکہ کے دورے پر ہیں۔ حضرت قبلہ کا وہ خواب جو کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے لکھنؤ والے حضرت شہنشاہ رضا کو فوجی وردی میں دیکھا کہ ہاتھ میں رائفل لیے ہوئے دھائیں دھائیں فائرنگ کر رہے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ صوفی جی کیا تم ترکستان (غیر ممالک) جاؤ گے۔ سو اس زمانہ کے خواب کی یہ تعبیر نظروں کے سامنے آرہی ہے کہ غلامان حسنی غیر ممالک میں پہنچ کر اشاعت سلسلہ کا کام کر رہے ہیں۔ مولانا محمد خوشحال صاحب کا اخلاص اور آپ کا مجاہدہ آپ کی چلہ کشی کا بھی پورے سلسلہ میں جواب نہیں اور آئندہ ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں آپ کا زہد و اتقا بھی قابل رشک ہے۔

اس بندہ آسی نحیف و تواں پر انتہائی کرم فرماتے ہیں اپنے وقت کا انہیں شیر ببر کہئے تو درست ہو گا۔

برادر محترم جناب صوفی منصور الحسن شاہ آپ بڑے ستم رسیدۂ عشق بزرگ ہیں۔ حضرت قبلہ سے آپ کا عشق امتیازی شان رکھتا ہے۔ سرور کونین سرکار محمد ﷺ پر دل و جاں سے فدا رہتے ہیں۔ آپ بھی حضرت قبلہ کے صاحب خانقاہ اور صاحب مجاز خلیفہ ہیں۔ آپ کے مریدوں میں بھی عشق و محبت کی خصوصی جھلک پائی جاتی ہے۔ برادرم جناب صوفی عبدالمجید شاہ صاحب بمبئی شیخ مصری میں آپ نے شاندار خانقاہ حسنی تعمیر کرائی ہے۔ تبلیغ سلسلہ آپ کا بمبئی میں اور دوسرے مقامات پر بڑے زور شور سے جاری ہے۔ آپ کے مریدوں میں بھی جانثاری کی جھلک خوب نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔ بمبئی سے آپ بغداد شریف کربلائے معلیٰ مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور ایک چلہ غوث اعظم محبوب سبحانی کی بارگاہ میں مقیم رہے۔ لکھنؤ شریف میں آستانہ کی تعمیر بھی آپ ہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔

بمبئی میں جناب صوفی علی حسن شاہ صاحب اور سید نواب علی شاہ صاحب بھی قابل فخر بزرگ ہیں۔ سلسلہ کا کام ان حضرات کے ذریعہ بھی کافی پھیل رہا ہے۔ جناب صوفی علی حسین شاہ حیدر آباد دکن کے علاقہ میں خوب چھائے ہوئے ہیں۔

○

## باب سوم

# احوال و مقامات

**حضرت قبلہ کی آنکھ کا آپریشن بمبئی میں :** غالباً ۱۹۵۷ء میں جب حضرت قبلہ بمبئی میں تشریف لائے تو آتے ہی شور مچانا شروع کر دیا کہ ہماری بینائی میں کچھ فرق آگیا ہے ایک ہی ہفتہ میں موتیا بن کر آنکھ میں پیدا ہوا اور ایک ہفتہ میں آپریشن کے قابل بھی ہو گیا یہ راز بھی کسی کے سمجھ میں آج تک نہیں آیا۔ پھر حضرت قبلہ کو صوفی علی حسین شاہ صاحب اور دوسرے خلفاء ڈاکٹر دستور پارسی کے پاس لائے جو موتیا بن اور آنکھ کا سپیشلسٹ ڈاکٹر تھا۔ اس کا پرائیویٹ ہسپتال بھی تھا۔ ڈاکٹر دستور نے دیکھتے ہی کہا کہ موتیا دونوں آنکھ میں بالکل آپریشن کے قابل تیار ہے۔ پھر اس سے معلوم ہوا کہ ۴۸۰ روپے وہ آپریشن کی فیس لے گا۔ حضرت قبلہ نے ڈاکٹر دستور سے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ہم فقیر لوگ ہیں ہماری کچھ رعایت کر دو۔ اس پر ڈاکٹر ہنس کے کہنے لگا صوفی صاحب یہ پرائیویٹ ہسپتال ہے یہاں مول بھاؤ نہیں ہوتا ہے۔ ایک ہی بات ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر وہاں سے دوسرے کمرے میں تاریخ مقرر کر کے چلا گیا۔

اس کے بعد حضرت قبلہ نے ہم لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اچھا میں نے بھی چوگنا نہ تم سے وصول کر لیا تو ہماری فقیری بھی کیا۔ تاریخ مقررہ پر حضرت قبلہ ڈاکٹر دستور کے ہسپتال میں تشریف لائے۔ آپریشن کے انتظام میں ایک دن لگا۔ دوسرے دن آپریشن روم میں تشریف لائے۔ یہ بندہ آسی آپریشن روم میں حاضر

تھا۔ الحمدللہ بخیر و عافیت ڈاکٹر نے آپریشن کر کے دونوں موتیا نکال کر میرے حوالے کر دیا۔ میں نے جیب میں رکھ لیا۔ آنکھ پر پٹی باندھ کر ڈاکٹر صاحب نے حضرت قبلہ کو اپنے کمرہ میں پہونچا دیا۔

باہر آتے ہی تیمارداروں کا ہجوم لگ گیا۔ غالباً" دوسرے تیسرے دن پٹی کھول دی گئی۔ ہسپتال میں ہر وقت ہجوم رہنے لگا اور یہ خبر بھی پھیل گئی کہ اس ہسپتال میں کوئی بہت بڑے بزرگ آنکھ کا آپریشن کرانے کو تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہ خبر ڈاکٹر دستور کی بیوی کو بھی مل گئی تو وہ خاموشی سے دوپہر میں حضرت قبلہ کو دیکھنے کو آئی۔ پہلے تو دور سے دیکھا پھر کمرہ میں آئی اور کہنے لگی کہ آپ تو یسوع مسیح ہو بیماری کا بہانہ ہے۔ دراصل آپ ہماری بگڑی بنانے کے لیے آئے ہو۔ اب ہماری بگڑی بنا کر جانا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا تیرا کیا بگڑ گیا ہے۔ بولی حضور میں ڈاکٹر دستور کی بیوی ہوں۔ میرا شوہر دوسرے سے محبت کرتا ہے مجھے نہیں چاہتا۔ آپ دعا کر دیجئے کہ وہ ہماری مان جان کرنے لگے۔

حضرت قبلہ نے اس کو الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی پڑھنے کو بتا دیا۔ اور ایک گجراتی میں شجرہ عنایت فرمایا کہ اسے پڑھا کرنا سب کام ٹھیک ہو جائے گا اور اسے مرید کر کے واپس کر دیا۔ اب جو گھر گئی تو وہاں جا کر نقشہ ہی بدلا ہوا پایا وہی ڈاکٹر جو اسے دیکھ کر چڑھ جاتا تھا آج وہ اسے دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ اپنی زندگی کی اسے ملکہ بنائے ہوئے ہے۔ پھر کیا تھا اب تو ڈاکٹرنی خوشی میں پھولے نہیں سماتی تھی۔ دوسرے دن محلہ کی عورتوں سے کہنے لگی کہ ہمارے ہسپتال میں یسوع مسیح آ گیا ہے۔ چلو چل کر دیکھ لو۔ دوسرے دن بہت سی عورتوں کو لے کر آئی اور حضرت قبلہ سے کہنے لگی کہ حضور کی دعا سے ہمارا کام تو بن گیا ہے۔ اب ان عورتوں پر کرم فرما دیجئے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا تو ہی کیوں نہیں دعا کر دیتی ہے۔ تجھے تو میں نے بہت کچھ دے دیا ہے۔ اس پر اس نے عرض کیا کہ حضور میرے پاس اپنا روپیہ پندرہ لاکھ بینک میں جمع ہے۔ جہاں فرماؤ میں خرچ کر دوں۔ اور آپ کو

کتنا نذر کر دوں۔ اور اس بندہ آسی کی طرف دیکھ کر بولی یہ کون ہے؟ حضرت قبلہ نے فرمایا یہی میرا اصلی خلیفہ ہے۔ اس کا گھر دھنباد ہے۔ اس کو دو سو روپے دے دو۔ لہٰذا اس نے دو سو روپے مجھے دیے اور ۱۲۰۰ سو روپے حضرت قبلہ کو نذر کر کے اپنے گھر روانہ ہو گئی۔

ڈاکٹرنی نے حضرت قبلہ کے قیام گاہ محترم حاجی احمد صاحب کے مکان کا پتہ کسی سے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا۔ دوسرے دن پھر آئی اور کہنے لگی کہ حضور میں اپنا پندرہ لاکھ روپے کہاں خرچ کروں؟ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہم فقیر لوگ ہیں ہمیں اس قدر روپے کی کیا ضرورت ہے تو اپنا روپیہ اپنے پاس رکھ اور اب میرے پاس نہ آنا۔ میں نے تمہارا نام گمنام شدہ رکھ دیا ہے تو اب اللہ کی راہ میں گم ہو جا۔ پھر اسی دن رات کو حضرت قبلہ نے اپنے تمام غلامان حسنی سے جو اس وقت موجود تھے فرمایا فقیری میں اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو چاہئے کہ وہ رات پچھلے پہر ۴۰ روز متواتر یہ دعا پڑھ لے۔ کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی۔ المستغاث بک یا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ

جس دن حضرت قبلہ ہسپتال سے واپس جانے لگے تو موتیا بن جو ڈاکٹر نے ہم کو دے دیا تھا اور میں نے وہاں تو لے کر جیب میں رکھ لیا تھا اور باہر آکر اسے کھا لیا تھا اب جو آج اس کی تلاش شروع ہوئی تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بھائی بھینسوڑی شریف جاؤں گا تو لوگوں کو کیا دکھلاؤں گا۔ میں حضرت قبلہ کے قدموں پر گر پڑا اس وقت حضرت قبلہ نے سب سے اشارہ کیا کہ ہمارا موتیا یہ کھا گیا ہے جانے دو اسے معاف کر دو۔

پھر حضرت قبلہ وہاں سے نویں دن واپس حاجی احمد صاحب کے دولت کدہ پر تشریف لائے جہاں اسی ڈاکٹرنی کا بھیجا ہوا ایک جہاز کی شکل کا بنا ہوا میٹھا کیک رکھا ہوا تھا۔ روزانہ اس میں سے ایک پرزہ غائب ہو جایا کرتا تھا۔ پھر جب حضرت قبلہ حاجی احمد صاحب کے چار صاحبزادے صوفی سلطان احمد صاحب' صوفی مختار احمد

صاحب، صوفی مشتاق احمد صاحب، صوفی عرفان احمد صاحب سلمہم کو بلا کر پوچھتے کہ بھائی یہ کیک کون کھا جاتا ہے۔ سب یہی کہہ دیتے کہ میاں ہم نہیں ہم نہیں۔ پھر حضرت قبلہ نے فرمایا معلوم نہیں اس کا مزہ کیا ہے شاید کڑوا ہو گا۔ اس پر جناب مشتاق جو اس وقت بہت چھوٹے تھے کہنے لگے کہ نہیں حضور میٹھا ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ میٹھا ہے۔ جواب دیا حضور ایک روز اس میں سے ایک پرزہ زمین پر گر گیا تھا میں نے اسے اٹھا کر کھا لیا تو پتہ چلا کہ یہ میٹھا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا بس معلوم ہو گیا کہ تم ہی میرا جہاز کھا رہے ہو۔ بطور تفریح حضرت قبلہ بچوں سے یہ گفتگو فرمایا کرتے تھے ورنہ جہاز تو کھانے ہی کے لیے آیا تھا۔ پھر دو چار روز کے بعد وہ ڈاکٹرنی حاجی احمد صاحب کے گھر منی بیگ لیے آ گئی حضرت قبلہ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا تو یہاں کیوں آئی ہے؟ کہنے لگی حضور یہ روپے لے کر آئی ہوں۔ فرمایا میں تیرے روپوں کا کیا کروں گا۔ جا بھاگ جا یہاں نہ آنا۔ اپنے گھر ہی میں ہم کو دیکھتی رہنا۔ واقعی وہ حضرت قبلہ کو اپنے گھر میں ہر وقت دیکھا کرتی تھی اور حضرت قبلہ کا کلمہ پڑھنے لگی تھی۔ ڈاکٹر دستور بھی پریشان ہو گیا تھا کہ ہماری بیوی کو صوفی صاحب نے مسلمان بنا دیا ہے۔ وہ انہیں کا کلمہ پڑھتی رہتی ہے۔ اور کہتا تھا کہ ہم نے تو بہت اچھی طرح سے آپریشن کیا ہے مگر صوفی صاحب نے ہمارا گھر بگاڑ دیا۔ ڈاکٹر کچھ کر تو نہیں سکا مگر سی آئی ڈی رپورٹ ضرور دے دی۔ سی آئی ڈی نے تفتیش کر کے رپورٹ دی کہ یہ لوگ بہت سچے لوگ ہیں۔ پورے ہندوستان میں ان کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ جو ان سے مرید ہوتا ہے وہ پھلنے پھولنے لگتا ہے۔ پھر حضرت قبلہ ایک ہفتہ بعد ہسپتال گئے اور آپریشن کا ٹانکا کٹوا کر واپس آ گئے۔ ڈاکٹر نے حضرت قبلہ سے کچھ نہیں کہا اس کی عورت جو اس دن حاجی احمد صاحب کے گھر آئی تھی اور منی بیگ میں ہزاروں روپے لیے ہوئے تھی حضرت قبلہ نے اسے نکلوایا تو اس نے سیڑھیوں پر اس بندہ آسی کو وہ منی بیگ دینا چاہا کہ اسے تم قوالی میں خرچ کر دینا۔ میں نے کہا ہرگز نہیں جب حضرت قبلہ

نے قبول نہیں کیا تو ہم بھی مجبور ہیں تم بس جلدی سے یہاں سے چلی جاؤ۔ وہ چودہ سو روپے تو حضرت قبلہ نے یہ دکھلانے کو لیا تھا اگر چوگنا وصول نہ کر لیا تو ہماری فقیری بھی کیا۔

**دادا میاں حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ قدس سرہ کی نگاہ عنایت حضرت قبلہ پر:** حضرت قبلہ کے مجاہدات و ریاضات اور دن رات اشاعت سلسلہ کی دھوم دھام اور حضرت قبلہ کی محبت و جانثاری اور اپنے پیر و مرشد کی فرمانبرداری جب حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسن شاہ نے دیکھ لیا تو حضرت قبلہ سے بہت خوش رہنے لگے۔ اور خوشی میں بسا اوقات فرمایا کرتے تھے کہ اکیلے ہمارا صوفی ہمارے لیے بس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب دادا میاں مرض استسقاء میں مبتلا ہوئے تو سب سے زیادہ حضرت قبلہ ہی پریشان رہنے لگے تھے اور جان و دل سے اپنے پیر و مرشد کی تیمارداری کرنے لگے۔

قصبہ ملک جانا اور دوا لانا اور ان کی دیکھ بھال کرنا کہ کسی طرح ہمارے پیر و مرشد اچھے ہو جائیں اپنے پیر و مرشد کا قارورہ قصبہ ملک حکیم صاحب کو دکھلانے کے لیے بارہا گئے اور دکھلا کر بجائے پھینکنے کے شراب محبت کی طرح نوش فرما گئے۔ جسے حضرت قبلہ نے بعد میں اپنے وابستگان سلسلہ سے بتایا بہت علاج ہوتا رہا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا تو حضرت قبلہ بہت زیادہ پریشان تھے ایک روز اسی پریشانی میں حضرت قبلہ کسی کونے میں کھڑے رو رہے تھے۔ رونے کی آواز دادا میاں نے سن لی۔ فرمایا صوفی جی روتے کیوں ہو ادھر آؤ۔ حضرت قبلہ کو دادا میاں نے اپنے پاس سینہ کے سامنے چارپائی پر بٹھا لیا اور فرمایا صوفی جی تمہارے رونے کی کیا وجہ ہے۔ حضرت قبلہ نے عرض کیا۔ حضور کی جدائی سے دل رو رہا ہے۔ اور ادھر یہ حال ہے کہ ابھی میں نے کچھ بھی نہیں سمجھا۔ اس پر دادا میاں نے حضرت قبلہ کو تسلی دی اور فرمایا کہ میں تم سے جدا نہیں رہوں گا۔ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔ تم دنیا میں کسی سے ہرگز ہرگز مت ڈرنا بس سوائے خدا کے اور کسی سے نہ ڈرنا اور

قوالی خوب سننا جس قدر معاملات ہیں وہ سب خود ہی کھل جائیں گے اور دادا میاں نے شاہ جی میاں کو آواز دے کر فرمایا شاہ جی تم گواہ رہنا یہی ہمارا ولی عہد ہے۔ یعنی صوفی محمد حسن ہی میرا ولی عہد ہے اور اپنے صاحبزادہ مخدوم الاولیاء حضرت صوفی راحت حسین شاہ قبلہ جو اس وقت کم سن تھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا صوفی جی یہ ہمارا بیٹا نہیں ہے بلکہ ہمارا یہ معشوق ہے۔ اس پر جان و دل سے قربان رہنا اور ہمیشہ اس کا خیال رکھنا اس کے بعد غالباً" دوسرے دن اتوار ۱۳۶۰ھ کو پردہ فرمالیا اور دادا میاں کی وصیت کے مطابق حضرت قبلہ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی اور تجہیز و تکفین کی۔

حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہؒ کی وصیت اپنے لاڈلے بیٹے مخدوم الاولیاء حضرت صوفی محمد راحت حسین صاحب قبلہ کے بارے میں دادا میاں کی وصیت کے مطابق حضرت قبلہ نے حضرت راحت میاں کو ہمیشہ دل و جان سے پیار فرمایا اور اکثر و بیشتر اپنے ہمراہ لیے لیے پھرے۔ پھر جب حضرت راحت میاں قبلہ بڑے ہو گئے تو آپ کو جذب کا عالم طاری رہنے لگا چونکہ بچپن ہی میں دادا میاں نے حضرت راحت میاں قبلہ کو مرید کر کے اجازت و خلافت دے دی تھی۔ اس لیے آپ باوجود جذب کے بھی خلق خدا کی خدمت کرتے رہے۔ لوگوں کو مرید فرماتے رہے حضرت راحت میاں قبلہ کی شخصیت ہمارے سلسلہ عالیہ جہانگیریہ میں ایک مخدومانہ اور ممتاز حیثیت ہے۔ آپ کے پورے حالات و اوصاف لکھنے کے لیے ایک مستقل دفتر کی ضرورت ہے۔ پوری زندگی جس نے دنیا سے الگ تھلگ رہ کے گزار دی اور اس کے باوجود بھی زمانہ کی دستگیری فرمائی۔ ہزاروں انسانوں کو راہ راست پر لگا دیا آپ یقیناً" مجذوب بھی تھے سالک بھی آپ کے اوصاف بیان سے باہر ہیں آپ بالکل اپنے والد گرامی سرکار عنایت حسین شاہؒ کی شبیہ تھے اور آپ کو فنائیت بھی دادا میاں ہی کی حاصل تھی۔ بیمار ہونے سے پہلے ہی آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت فصاحت میاں قبلہ کو لکھنؤ شریف میں جوڑا پہنا کر سجادہ نشین

بنا دیا تھا پھر اس کے بعد بیمار پڑے اور بیماری وہی جو دادا میاں کو ہوئی تھی۔ مرض استسقا اور اسی مرض میں آپ اسی تاریخ کو جو دادا میاں کی تھی یعنی ۴' اور دن بھی وہی اتوار اور وقت بھی وہی ۹ بجے دن میں تحصیل ملک ہسپتال سے جب لائے جا رہے تھے تو گاڑی ہی میں جناب نورالحسن خان صاحب امام مسجد مرشد نگر بھینسوڑی شریف کی گود میں واصل بحق ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور وصال کے بعد آپ نے جو اپنی کھلی ہوئی کرامات کا اظہار فرمایا ہے وہ ساری دنیا کے سامنے ہے۔ بھینسوڑی شریف میں خانقاہ حسنی کی یہ قلعہ نما تعمیر کسی کے بس کی بات نہیں تھی یہ انہیں کی کرامات ہیں جو آج ہم لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ماشاء اللہ ان کے صاحبزادے حضرت قبلہ فصاحت حسین میاں بھی بالکل اپنے آباؤ اجداد کے قدم بہ قدم چل رہے ہیں انہیں دیکھ کر سلسلہ کا ہر فرد خوش ہو جاتا ہے اور دل سے دعائیں دیتا ہے کہ یا اللہ انہیں ہر نظر بد سے بچانا ان سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

**حضرت قبلہ کا طریقہ تبلیغ و اشاعت:** حضرت قبلہ ابتدائی دور میں اکثر و بیشتر تن تنہا پا پیادہ سفر فرمایا کرتے تھے اور ایک ایک مرید کے لیے سینکڑوں میل کی مسافت طے فرما کر اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور ذکر و فکر اور حلقہ ذکر کے ذریعہ بھولا ہوا سبق اسے یاد دلا کر دوسرے مرید کے گھر بھی یونہی تشریف لے جاتے تھے۔ اس طرح جدوجہد سے آخر کار اسے انسانیت کی راہ پر لگا ہی دیتے تھے۔ روپے پیسے کھانے کپڑے نذر نذرانے سے قطعی بے نیاز رہتے تھے۔ ذرا غور فرمائیے کہ اتنا بڑا پیر جس کے لاکھوں بڑے بڑے مالدار مرید ہوں اپنی زندگی میں اس کا گھر کچا مٹی کا اور جب وصال ہوا تو جیب مبارک میں کل انتالیس روپے نکلے۔ یہ للہی مجاہدہ نہیں تو اور کیا ہے۔

لوگوں کو انسان بنانے کے لیے دن رات سفر فرماتے رہے۔ نہ دنیا کا خوف نہ رات کی تاریکی میں کوئی ہراس بس اپنا تن من دھن نذر مولیٰ کر کے امت

مصطفویؐ کی خدمت و اصلاح اپنا شیوہ بنا لیا۔ پچھلے واقعات لوگوں نے کہاں دیکھے ان کے جان لیوا مجاہدات کو کس نے دیکھا ہے۔ لوگوں نے تو حضرت قبلہ کو اس وقت دیکھا ہے جب حضرت قبلہ مسند صدارت پر جلوہ افروز ہو گئے۔ اسی لیے تو حضرت قبلہ بھی اپنی صدارت کے دور میں فرمایا کرتے تھے کہ اب ہمارا کام پیری مریدی کرنا نہیں ہے بیٹے۔ جگہ جگہ میخ گاڑنے کی ہماری ڈیوٹی لگ گئی ہے۔ ابھی تک لوگ بڑے بڑے آستانوں میں کہا کرتے ہیں کہ میاں ہم نے تمہارے پیر صاحب (حضرت قبلہ) کا وہ دور بھی دیکھا ہے کہ تن تنہا ایک پوٹلیا بغل میں دابے آ کر کسی گوشہ میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور اب یہ فضل مولیٰ ہے کہ ہزاروں جانثاروں کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں اور ہر طرف ان کی تاجداری کی ہاہاکار مچی ہوئی ہے۔ حضرت قبلہ مرید فرمانے سے پہلے یہ چند جملے ضرور فرما لیتے تھے کہ بھائی ہمارے یہاں تو مرید نفی اثبات سے اٹھایا جاتا ہے کہ غیراللہ کی نفی اللہ کے نام کا اثبات اغیار کی نفی یار کا اثبات۔ یعنی قلب میں صورت شیخ کا اثبات اور اسی میں جلوہ دیدار حق اسی کو یاد صنم دید صنم سے بھی تعبیر فرمایا کرتے تھے۔

**صوم صلوۃ کی پابندی اور اس کی تاکید:** حضرت قبلہ صوم و صلوۃ کی پابندی کی سختی سے تاکید فرمایا کرتے تھے۔ بغیر نماز ادا کیے مریدوں کو کھانا نہیں کھانے دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے پہلے ظاہری طہارت و عبادت تو کوئی ادا کر لے تو پھر مرشد کے کرم سے طریقت حقیقت معرفت کی راہ خود ہی سامنے آ جائے گی۔ مرشد کی غلامی شرط اول ہے جیسا کہ مولانا رومؒ نے ارشاد فرمایا ہے

گر تو کردی ذات مرشد را قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

**سماع کے بارے میں حضرت قبلہ کا ارشاد گرامی:** کھیل تماشہ کے طور پر گانا بجانا یا خلاف شرع اشعار سننا صوفیاء کرام کا شیوہ نہیں ہے کیونکہ اس سے نفسانی اور شیطانی جذبات ابھرتے ہیں اور جس گانے بجانے سے یا جن اشعار سے

شرعی اور رحمانی جذبات اور عشق رسول کی آگ بھڑکتی ہو بے شبہ وہ محمود و مسعود ہیں۔ اور غالباً" حدیث شریف میں جہاں مزا میر و نغمات کی ممانعت آئی ہے وہاں مزا امیر الشیاطین کا لفظ آیا ہے۔ یعنی شیطنیت پیدا کرنے والے مزا میر سو وہ یقیناً" حق پرستوں کے نزدیک درست نہیں اور جس مجلس میں گانے بجانے اور اشعار مدحیہ سراپائے حسن و جمال مرشد برحق کی وجہ سے عشق الٰہی میں اضافہ ہو وہ عبادت و ریاضت سے کم نہیں۔ انما الاعمال بالنیات کی جانب ہمیشہ نظر رکھنی چاہیے۔ کیا نہیں معلوم کہ بسا اوقات کار خیر بھی بہ نیت شر شر ہو جاتا ہے اور بسا اوقات بری بات بھی بہ نیت خیر خیر ہو جاتی ہے۔ اسی طرف تو حضرت سعدیؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔ کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ یعنی وہ جھوٹ جس سے دین کی مصلحت اور دین کا فائدہ ہو بہتر ہے اس سچائی سے جس سے دین میں فتنہ برپا ہوتا ہو۔ لہٰذا ہمارے یہاں جو قوالی ہوتی ہے وہ اول تو ہمارے پیران عظام کی پیروی میں ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ ہماری نیت بخیر ہے۔ ہم خدا پرستی کے لیے قوالی سنتے ہیں بلکہ ہمارے یہاں تو قوالی پلائی جاتی ہے۔ سنائی نہیں جاتی اور فقہاء کی تصریحات لا ھلہ حلال و بغیرہ حرام کا منشاء بھی غالباً" یہی ہے اور قوالی کے بارے میں ہم بحث کرتے نہیں جسے بحث کرنا ہو وہ علماء کچھوچھہ شریف سے بحث کرے جو قوالی بھی سنتے ہیں اور وعظ بھی کہتے ہیں۔ اس قوالی کی وجہ سے اس قدر خلیج پیدا کر لینا علماء کا شیوہ نہیں ہماری قوالی نے تو وہابیت کا ہر دروازہ بند کر دیا ہے۔ سوئی کے نوک کے برابر بھی یہاں بدعقیدگی کی گنجائش نہیں ہے پھر بھی ہم سے بوجہ قوالی اس قدر خلیج دور سے دیکھنے والے ذرا قریب سے آکر ہماری مجلس سماع دیکھیں ہمارا حلقہ ذکر ملاحظہ فرمائیں۔

**وجد و کیف:** فرمایا کہ ذرا کوہ طور سے پوچھا جائے کہ تجلیات ربانی کے پڑتے ہی اس قدر وجد میں آیا کہ چور چور ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ سے بھی پوچھا جائے کہ وہ تجلیات ربانی کے پرتو دیکھ کر چور چور تو نہیں ہوئے مگر بے ہوش ضرور

ہو گئے دیکھ لیجئے قرآن کریم میں صاف صاف لکھا ہوا ہے اور جبل احد سے پوچھ لیجئے کہ جب وہ حضور سرور کونین ﷺ کے قدم ناز سے لپٹا تو اس پر بھی ایک کیفیت طاری ہو گئی جسے سرور کونین ﷺ نے روکا ورنہ شاید وہ بھی چور چور ہو جاتا اور اگر وہ چور چور ہو جاتا تو اندیشہ تھا سرور کونین ﷺ کو تکلیف پہنچ جاتی۔ کیونکہ حضورؐ اس وقت اس کی پشت پر سوار تھے اسی وجہ سے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اثبت یا احد فان علیک نبی و صدیق و شہیدان ٹھہر جا اے احد کیونکہ اس وقت تیری پشت پر نبی مکرمؐ جلوہ گر ہیں اور ان کے صدیق اور دو شہید حضرت عمرؓ حضرت عثمان غنیؓ اور جب دیار حبیب ﷺ مدینہ شریف قریب آتا ہے تو آپ نے نہیں سنا ہے کہ اونٹ جھوم جھوم کر چلنے لگتے ہیں۔ ان پر بھی وجد و کیف طاری ہو جاتا اور جو عاشقان سرور کونین ﷺ ہوتے ہیں وہ بھی تو جھومنے لگتے ہیں اور زار و قطار بے اختیار رونے لگتے ہیں آپ پر وجد و کیف نہیں طاری ہوتا تو آپ دوسروں پر کیوں اعتراض کرتے ہیں۔

جھوم جاتا ہے آسی حشر میں
عاشقان سرور عالم کے ساتھ
ساقی تیری آنکھیں ہیں کہ میخانہ کھلا ہے
جو دیکھ رہا ہے تجھے وہ جھوم رہا ہے

وابستگان دامن مرشد برحق جو مجلس مرشد میں حاضر ہیں ان پر تجلیات الہیہ کا درد ہونا چاہئے اور انہیں وجد و کیف میں آ ہی جانا چاہئے۔ خصوصا" جس وقت مجلس سماع جاری ہوتی ہے ہزاروں اسی مجلس میں جاں بحق ہو گئے اور آپ کو ابھی اعتراض ہی سے فرصت نہیں اسی طرح مجلس عرس ہے۔

**عرس بزرگان دین :** یہ لفظ عرس عربی لفظ ہے جس کے معنی دولہا دلہن کے ہیں جن بندگان مخصوص کو روز وصال اپنے مولیٰ کی جانب سے یہ خطاب ملا ہے ان کے متعلقین اس دن ہی کو بطور یادگار عرس کہنے لگے۔ اور عرس منانے لگے۔ کیونکہ

قبل میں مولیٰ کی طرف سے حکم ہوا تھا نم کنومتہ العروس سو جا میرے مخصوص بندے دلہا دلہن کی طرح سے جن بندگان مخصوص کی یہ خطاب عطا ہوا وہ عرس مناتے ہیں اور جو نہیں مناتے معلوم ہوتا ہے انہیں یہ خطاب نہیں ملا ہے۔ اگر ملا ہے تو اس میں ہمارا قصور کیا ہے وہ لوگ ہم سے کیوں لڑائی لڑتے ہیں۔

## شہید ملت عزیز الاولیاء صوفی عبدالعزیز میاں سجادہ نشین درگاہ حسنی:

حضرت قبلہ نے چونکہ اپنی زندگی ہی میں اپنے بھانجے حضرت عزیز اولیاء صوفی عبدالعزیز میاںؒ کو اپنا سجادہ نشین مقرر فرما دیا تھا۔ اس لیے حضرت قبلہ کے وصال کے بعد آپ نے پورے ۱۲ سال جانشینی کا پورا پورا حق ادا فرمایا۔ حضرت قبلہ کے وابستگان میں جا کر ان کی دیکھ بھال کرنا اور جہاں جہاں حضرت قبلہ نے اپنے بزرگوں کی فاتحائیں مقرر فرمائیں تھیں ان کو باقاعدہ وقت مقررہ پر ادا کرنا اور مزید لوگوں کو داخل سلسلہ کرنا حلقہ ذکر و مجلس سماع منعقد کرنا اور نئی جگہ بھی جا کر سلسلہ کی اشاعت کرنا آپ کی ذات گرامی بھی اخلاق محمدی کا مجسمہ تھی جو آپ سے ملتا تھا آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ کی چشم مبارک میں آپ کی گفتگو میں بڑی کشش تھی۔ ۱۲ سال کے اندر آپ نے بھی ہزاروں ہندو مسلم سکھ مرید کر ڈالے جیسے آپ اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ کے شیدائی اور جاں نثار تھے ویسے ہی آپ کے مریدوں میں بھی عشق و محبت اور آداب مرشد کی امتیازی جھلک پائی جاتی ہے یوں تو ہمارے حسنی سلسلہ میں ہر ایک خلیفہ کے مریدوں میں چال ڈھال اور شکل و صورت میں پیر کی نمایاں حیثیت نظر آتی ہے مگر سجادہ نشین صاحب کے مریدوں میں یہ بات زیادہ نمایاں تھی۔ اسی ۱۲ برس کے اندر آپ نے حضرت قبلہ کا دولت کدہ جو خام تھا بالکل اسی نقشہ پر اسے شاندار طریقہ پر پختہ بنوا دیا۔ غرض ہر ایک کام جلدی جلدی کر کے شوال المکرم کی ۶ تاریخ کو اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ کے قل سے فارغ ہو کر دولت کدہ پر مہمانوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور رخصت فرما رہے تھے کہ ایک مرید کی پستول کی دیکھ بھال کرتے ہوئے غلطی سے فائرنگ ہو گئی اور گولی آپ کے

سینہ میں پیوست ہو گئی۔ علاج کی بڑی بڑی تدبیر کی گئی مگر ایک بھی کارگر نہ ہوئی آخر کار دوسرے دن صبح کو رام پور سے بریلی برائے علاج ایمبولینس گاڑی پر جاتے ہوئے میر گنج پھاٹک پر اپنے پیر و مرشد کے حسن و جمال پر اپنی روح نچھاور کر دی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اور ہمیشہ کے لیے شہید ملت ہو گئے۔ آپ کا مزار پاک اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ کے قریب خانقاہ حسنی میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کا عرس پاک ۷ شوال المکرم کو ہوتا ہے۔ آپ کے شہید ہو جانے کے بعد دوسرے دن تمام خلفاء حسنی و خلفاء عنایتی نے آپ کے بڑے صاحبزادے صوفی لیاقت حسین عرف منے میاں کی سجادہ نشینی کا اعلان کر دیا۔ ماشاء اللہ صوفی لیاقت حسین واقعی اسم بامسمی صاحب لیاقت بزرگ ہیں۔ اسی دن سے آپ نے اشاعت سلسلہ کا کام شروع کر دیا ہے۔ کم سنی کے باوجود آپ دن رات گھر سے باہر ہی رہتے ہیں اور شہر در شہر قریہ در قریہ گشت کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کی یہ ابتدائی منزل دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ آئندہ ان سے سلسلہ کا بڑا کام لیا جائے گا۔ خدائے کریم آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے اور عمر دراز فرمائے۔ (آمین)۔

**حضرت قبلہ کا سفرحج و زیارت مکہ مدینہ منورہ:** غالباً" یکم اگست ۱۹۵۱ء میں حضرت قبلہ بھینسوڑی شریف سے مع اپنی اہلیہ صاحبہ کے فیروز آباد تشریف لائے۔ پاسپورٹ ویزا وہیں سے بنوا کر لائے تھے۔ مغل لائن کے خطوط کے انتظار میں ۱۸ دن فیروز آباد قیام کرنا پڑا پھر جواب آنے پر حضرت قبلہ فیروز آباد سے بمبئی تشریف لائے جہاں بوری بندر سٹیشن پر ہزارہا وابستگان سلسلہ عالیہ جہانگیریہ استقبال کے لیے ہار پھول لیے ہوئے حاضر تھے۔ حضرت قبلہ کے چہیتے خلیفہ جناب صوفی عبدالمجید شاہ صاحب اور لاڈلے صوفی حاجی احمد بخش صاحب (جو ابھی تک مرید نہیں ہوئے تھے) اپنی گاڑی یعنی سجی ہوئی کار لے کر آئے تھے۔ اور ادھر شکوری سلسلہ کے حضرات بھی اپنی کار سجا کر لائے تھے۔ حضرت قبلہ اترتے ہی شکوری سلسلہ کے احباب کے ہمراہ جالی محلہ خانقاہ شکوریہ میں تشریف لے گئے۔ پھر وہاں سے شام کو بھنڈی بازار

جہاں صوفی عبدالمجید شاہ صاحب نے صوفی حاجی احمد بخش صاحب کے مکان پر قیام کا انتظام کیا تھا تشریف لائے۔ یہاں آکر اب حج کے ٹکٹ وغیرہ کا انتظام ہونے لگا۔ حضرت قبلہ کے قافلہ میں دو عورتیں تھیں۔ ایک اہلیہ حضرت قبلہ (والدہ حضور) دوسری زوجہ برادرم صوفی سید ابرار حسین صاحب۔ یہاں بمبئی میں وابستگان سلسلہ حسنیہ بڑی خوشیاں منا رہے تھے روزانہ محفلیں اور حلقہ ذکرو فکر ہوتی رہی اور کثیر تعداد میں لوگ باگ مرید بھی ہوتے رہے۔ اب حاجی احمد صاحب مرید ہو چکے تھے اور روزانہ قوالی میں ایک آدھ جوڑا ضرور حال میں اپنے حال کے نذر کر دیا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ نے چاہا کہ حاجی احمد بخش بھی ہمارے ہمراہ حج و زیارت کو چلتے تو ہم کو بڑا آرام ہوتا۔ حضرت قبلہ کے چاہتے ہی حاجی احمد صاحب نے پاسپورٹ و ویزا ٹکٹ سرٹیفکیٹ وغیرہ آناً" فاناً" تیار کرا لیا اور حضرت قبلہ کے ہمراہ یہ بھی تیار ہو گئے اور غالباً" ۱۹ اگست کو جہانگیری عشاق کا یہ پورا قافلہ جھومتا ہوا محمدی جہاز پر سوار ہو کر سوئے عرب چلا بندرگاہ پر ہزاروں دلفگاران عشق و محبت کو روتا سسکتا ہوا چھوڑ کر حضرت قبلہ کا محمدی جہاز دیار حبیب کی جانب روانہ ہو رہا تھا۔ اس وقت کا منظر یہ تھا۔

قافلے جب مدینہ کو جانے لگے آگیا اپنی قسمت پہ رونا ہمیں
ہم جلائے ہوئے حسرتوں کے دیے دور تک جانے والوں کو دیکھا کیے

اسی محمدی جہاز میں حسن اتفاق سے حضرت شیر بیشہ سنت مولانا حشمت علی خان صاحب بھی حج و زیارت کے لیے جا رہے تھے۔ حضرت قبلہ ان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور مولانا حشمت علی خان صاحبؒ بھی شاد و مسرور ہو گئے کہ ایک ولی کامل کی رفاقت مل گئی اب خوب مل جل کر نماز پنج گانہ وعظ و میلاد و صلوۃ و سلام پورے ۶ دن جہاز میں ہوتے رہے۔ جب احرام کا وقت آیا تو حضرت قبلہ نے مولانا حشمت علی خان صاحب سے ازروئے محبت فرمایا کہ مولانا تم ہی ہمارے سب مریدوں کا احرام بندھوا دو اور احرام کے بعد اب سب ہی لوگ لبیک اللھم

لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمتہ لک پڑھتے رہے۔ جہاز بندرگاہ جدہ پہنچا وقت نہ ہونے کے سبب دوسرے دن صبح کو سب لوگ سرزمین عرب پر پہنچے۔ یہاں پہنچتے ہی مزاج بدل گیا' تیور بدل گئے۔ اے واہ یہ وہی سرزمین ہے جہاں خانہ کعبہ ہے' جہاں سرور کونین ﷺ ظہور فرما ہوئے ہیں۔ ایک روز جدہ میں قیام کر کے سیدھے مکہ معظمہ اور وہاں طواف قدوم وغیرہ سے فارغ ہو کر دوسرے دن عرفات کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ میدان عرفات میں لاکھوں بندگان خدا بھکاری بنے ہوئے مغفرت اور خیرو برکت کی بھرپور بھیک مانگ رہے ہیں۔ حضرت قبلہ بھی اور آپ کا پورا قافلہ بھی اپنی آنکھوں سے گریہ زاری کا چشمہ بہا بہا کر رب قدیر و غفور جل جلالہ کی بارگاہ سے مغفرت اور خیرو برکت کی بھیک سے اپنی اپنی جھولیاں بھرنے میں مصروف تھا۔ شام کے بعد یہاں سے یہ قافلہ مزدلفہ پھر صبح کو کنکریاں لے کر منیٰ آکر شیطان کو مار پیٹ کے سر منڈائے گئے۔ قربانی کی گئی اور تین روز کے بعد یہاں سے مکہ معظمہ آ گئے۔ حج تو ہو گیا اب اس کی قبولیت کی دعا روزانہ مانگی جا رہی ہے۔ وہاں بھی روزانہ لنگر ہو رہا ہے۔ روزانہ دوسرے تیسرے دن ایک بکرا قربان کیا جا رہا ہے روزانہ محفل میلاد و صلوۃ و سلام منعقد ہو رہی ہے۔ روزانہ حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب قبلہ حضرت قبلہ کی دعوت پر حضرت قبلہ کے پاس حاضری دے رہے ہیں۔ محترم حاجی سید ابرار حسین صاحب اور حاجی صوفی احمد حسن صاحب اور پورے ہمراہیان مست و سرشار ہیں۔ ایک تو خانہ کعبہ اور دوسرے یہ قبلہ اپنے ساتھ جلوہ گر ہیں دوہرا نشہ ہے۔ روزانہ مدینہ منورہ حاضری کی گھڑیاں شمار ہو رہی ہیں۔ آخر وہ پیارا دن وہ پیاری ساعت آ ہی گئی۔ حضرت قبلہ اور حاجی صوفی احمد حسن صاحب ایک بس سے اور دوسری بس پر دیگر احباب سوار ہو کر جھومتے ہوئے باادب رکتے ہوئے جھکتے ہوئے سرور کونین مالک دو جہاں ﷺ کی راجدھانی مدینہ منورہ میں حاضر ہو گئے۔ یہاں حاضر ہو کر حاضرین کا کیا عالم ہوتا ہے۔

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

پھر جب حضرت قبلہ کا عشق اور ان کا اندرونی رابطہ محبت نہ معلوم وہ کیا کیا دیکھ رہے ہوں گے اور ان سے کیا کیا راز و نیاز ہو رہا ہو گا۔ اسے تو سرکار ہی جانیں۔ یہ ضرور حضرت قبلہ کو وہاں فرماتے ہوئے سنا گیا کہ اگر یہاں مدینہ منورہ میں کہیں سماع کی اجازت مل جائے تو روزانہ دس بیس لاشیں ضرور عشاق کی نکلیں۔ بھائی اور کو تو میں نہیں کہتا مگر اپنا تو یہی حال ہے۔

پندرہ روز یہاں اس طرح گزرے جیسے بجلی چمک گئی یا کوئی بہت حسین خواب دیکھ لیا۔ سرور کونین جد الحسن و الحسین ﷺ جہاں اس ماہ رسالت کے جھرمٹ میں لاکھوں ستارے خلفاء اصحاب رسول ﷺ امہات المومنین ازواج مطہرات اور خاص کر چمنستان فاطمہ کا اہل بیت رسول ﷺ جلوہ فرما ہوں وہاں سے کون ہے جو واپس اپنے وطن کو آ جائے۔ یہ تو ان کی رحیمی و کریمی ہے کہ وہ واپس فرما دیتے ہیں۔ جہاں سے واپسی کا تصور عشاق کے لیے کوہ گراں نظر آنے لگتا ہے۔ بہر حال پندرہ یوم کے بعد سرور کونین ﷺ نے اپنے تمام مہمانوں کو رخصت فرمایا۔ حضرت قبلہ کی رخصتی کا نمبر بھی آ گیا اور بادیدہ گریاں اور بادل نخواستہ مدینہ منورہ سے یہ قافلہ رخصت ہوا۔ یہاں جدہ میں وہی محمدی جہاز تیار تھا۔ فوراً سوار ہو کر نویں دن بمبئی ساحل پر محمدی جہاز آ گیا۔ یہاں بھی شام ہونے کی وجہ سے بندرگاہ سے دور ہی جہاز روک دیا گیا۔

صبح ہوتے ہی بذریعہ کشتی زیارت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ صوفی عبدالمجید شاہ صاحب اپنا گروپ لیے ہوئے آ گئے۔ فیروز آباد والے اپنا گروپ لیے پہنچے۔ محترم حاجی احمد صاحب کے مینجر صاحب احمد بخشی خاندان سلطان مختار مشتاق اور سلمہ کو لیے ہوئے آ پہنچے۔ بس کیا تھا حاجی احمد بخش صاحب جو پورے تین ماہ بلا خط و کتابت کے مطمئن حضرت قبلہ کی خدمت میں سکون سے حج و زیارت کی دولت

حاصل کر رہے تھے۔ آج بچوں کو دیکھتے ہی دھاڑیں مار مار کے پورا جہاز ہلا دیا۔ حضرت قبلہ نے سینہ سے لگا کر تسلی و تشفی دی تو سکون ہوا۔ پھر دوسرے دن صبح پورا قافلہ اتر کے حضرت قبلہ کے ہمراہ حاجی احمد بخش صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔

اور یکے بعد دیگرے سب لوگ اپنے اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ انوار میاں اسرار میاں اپنے گھر والوں کو لے کر روانہ ہو گئے مگر حضرت قبلہ کو تو وہ دولت عظیم جو مکہ مدینہ سے لے کر آئے تھے بمبئی کے نئے اور پرانے غلاموں پر تقسیم فرمانا تھا۔ اس لیے حضرت قبلہ دو ہفتہ کے بعد بمبئی والوں کو خوب خوب سیراب فرما کر روانہ ہوئے۔ راستہ میں آگرہ شریف اترے۔ وہاں سیدنا شاہ ابو العلاء کی بارگاہ میں آئے۔ آگرہ میں فیروز آباد کے لوگ بھی سٹیشن گاڑی سے اتر کر استقبال کے لیے آ گئے تھے۔ پھر حضرت قبلہ کا آگرہ سے سیدھے بریلی شریف جگہ جگہ سٹیشنوں پر استقبال و خیر مقدم ہوتا رہا۔ بالآخر مرشد نگر بھینسوڑی شریف سے اپنے پیر و مرشد کے آستانہ پر حاضر ہوئے پھر اپنے گھر تشریف لائے۔ صلوۃ و سلام کے بعد تقسیم تبرک کھجور آب زم زم اس کے بعد غلاموں کی آمد شروع ہو گئی۔ دور دور سے بھکاری بھیک لینے آتے چلے گئے اور آج تک آتے جا رہے ہیں۔ بلکہ قیامت تک یہ ہجوم ان کے آستانہ پر لگا رہے گا۔

**حضرت قبلہ کی شان پیری کہ جو بھی مرید ہوا گویا وہ سکہ رائج الوقت ہو گیا:** جب یہ بندہ آسی سوانح عمری کے سلسلہ میں معلومات کے لیے قصبہ آنولہ برادرم صوفی اسلام احمد صاحب کے مکان پر پہنچا تو وہاں مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ان میں محترم صوفی حافظ عبدالباقی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ حافظ صاحب آپ نے بھی تو حضرت قبلہ کی خوب زیارت فرمائی ہے۔ کہئے حضرت قبلہ کے بارے میں کچھ۔ تو انہوں نے حضرت قبلہ کے مناقب بیان کیے جو قلم بند کیے گئے آخر میں انہوں نے کہا کہ حضرت قبلہ کی شان پیری کا یہ عالم میں

نے دیکھا کہ جس کسی نے بھی حضرت قبلہ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا بس وہ سکہ رائج الوقت ہو گیا۔ اب اس پر کسی دوسرے ٹھپہ کا گنجائش نہیں۔ نہ اس پر کسی بد عقیدگی کا اندیشہ لفظ سکہ رائج الوقت کو سن کر جتنے میرے ساتھی تھے۔ صوفی اسلام احمد صاحب، صوفی علی حسین، صوفی منصور الحسن صاحب، صوفی سیٹھ محمد رفیق صاحب ہم سب ہی پر کیفیت سی طاری ہو گئی۔

**قصبہ آنولہ میں مردہ لڑکی زندہ ہو گئی:** برادرم صوفی احمد اسلام صاحب کی شیر خوار بچی فہمیدہ سلمہا بیمار ہوئی۔ حضرت قبلہ بھی موجود تھے۔ چند روز ڈاکٹر کا علاج ہوتا رہا۔ کچھ افاقہ نہ ہوا تب ڈاکٹر کو لے صوفی اسلام احمد صاحب حضرت قبلہ کے پاس آئے اور ڈاکٹر کی فیس دینے لگے تو حضرت قبلہ نے جلال میں فرمایا کہ یہ فیس لیں گے۔ اور تم نے اسلام احمد میرے ہوتے ہوئے ڈاکٹر بلایا ہے۔ دیکھیں یہ ڈاکٹر کیسے لونڈیا کو اچھا کر لیتے ہیں۔ آخر کار وہ بچی مر گئی۔ گھر میں رونا دھونا پڑ گیا۔ چار گھنٹے گزر گئے اب تجہیز و تکفین کا انتظام ہونے جا رہا ہے کہ خوش نصیبی سے صوفی اسلام احمد صاحب کو سوجھ گئی کہ لاؤ اپنی مری ہوئی بچی حضرت قبلہ کے قدموں پر ڈال دیں۔ جیسے ہی وہ اپنی مردہ بچی باہر لے کر آئے۔ حضرت قبلہ نے اپنا منہ پھیر لیا۔ حسن اتفاق سے اس وقت مندرجہ اصحاب سلسلہ بھی موجود تھے۔ جناب چھیلا دادا مرحوم بھینسوڑی شریف، جناب صوفی نور محمد صاحب عنایتی، جناب صوفی خدا بخش صاحب اور محترم مخدوم الاولیاء حضرت قبلہ راحت میاں سجادہ نشین بھی تشریف فرما تھے۔ جب وہ مری ہوئی لڑکی حضرت قبلہ کے قدموں پر لا کر ڈال دی گئی اور حضرت قبلہ نے ادھر سے ادھر منہ کر لیا۔

اس پر تمام حاضرین مجلس نے کہا کہ صوفی صاحب اب تو دیکھ لیجئے بچی تو مر ہی گئی۔ تب حضرت قبلہ نے منہ پھیر کے اس بچی کی طرف دیکھا اور اس قدر زور سے دم فرمایا کہ بچی کے دم میں دم آ گیا۔ آنکھیں کھول دیں اور رو رو کر ابو ابو پکارنے لگی۔ تمام حاضرین خوشی کے مارے بے خود ہو گئے۔ اندر سے باہر تک خوشی

کی لہر دوڑ گئی۔ محلہ والے یہ سنتے ہی کہ بچی زندہ ہو گئی ہے دیکھنے کے لیے دوڑ پڑے اور حضرت مخدوم الاولیاء راحت میاں قبلہ کو تو ایسی خوشی ہوئی کہ گھر میں جا کر اسے بہت دیر تک کھلاتے رہے۔ ماشاء اللہ وہ فہمیدہ سلمہا ابھی تک زندہ ہے جوان ہو کر بال بچے دار بھی ہو گئی۔ یوں تو آنولہ میں بے شمار لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور انہوں نے اپنی عاقبت سنوار لی۔ مگر انہیں میں چند اصحاب ایسے نکلے جو ہیرے جواہرات سے تول کر نچھاور کر دینے کے قابل ہیں۔

صوفی یعقوب علی شاہ مرحوم، صوفی اسلام احمد شاہ، صوفی شمس الدین شاہ مرحوم، صوفی علاؤالدین شاہ، صوفی قربان علی شاہ، صوفی غلام احمد شاہ وغیرہ حضرات اپنے مقامات پر بدر منیر بن کے چمکے اور خلوص دل سے دین محمدی کی خدمت و اشاعت فرمائی نہ جانے کتنے ہزار بندگان حق ان کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر اپنا نصیبہ جگا چکے ہیں۔

یہ بندہ آسی اسی دور میں حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ؒ کے در سے دستار فضیلت و سند یافتہ ہو کر مذہب اہل سنت کی اشاعت کے لیے مفتی ہو کر قصبہ آنولہ میں آیا تھا۔ اس وقت میری شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ میں بالکل نا تجربہ کار تھا۔ مگر خدمت اولیاء و خلق خدا کی خدمت کا مادہ حضرت نے میرے خمیر میں رکھ دیا تھا۔ میں بریلی شریف میں بھی حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب سجادہ نشین کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ جب حضرت حجتہ الاسلام ؒ مبتلائے مرض موت ہوئے تو میری مصروفیات زیادہ ہو گئیں۔ میں زیادہ خدمت میں رہنے لگا۔

میرے استاد گرامی حضرت مولانا سردار احمد شیخ الحدیث ؒ بھی تشریف فرما تھے۔ بروز یوم شنبہ حضرت حجتہ الاسلام ؒ پردہ فرمانے والے تھے۔ میں سامنے ہی حاضر تھا کہ اچانک حضرت حجتہ الاسلام نے اپنے دونوں ہاتھ میری جانب بڑھا کر میرے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر تین بار ارشاد فرمایا میں نے تم کو سلسلہ

قادریہ میں قبول کیا۔ اس کے بعد فوراً ہی حضرت حجتہ الاسلامؒ پر عالم نزع طاری ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ حضرت نے اپنی خدمت کا صلہ مرحمت فرمایا ہے۔ میرے استاد جو قریب ہی تشریف فرما تھے، فرمایا بے وقوف تمہیں نہیں معلوم کہ حضرت نے تم کو قادری سلسلہ میں قبول فرمالیا ہے۔ پھر حضرت حجتہ الاسلام اسی دن رات کو نو بجے کے بعد اپنے رب کریم کے حضور روانہ ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

**اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کا رشتہ لکھنؤ والے شہنشاہ رضا سے:** رام پور میں زیادہ تر مغلیہ دور میں افغانی نسل فتحانی قوم ہی آکر بسی ہے۔ جناب پہلوان سہراب خاں صاحب بھی غالباً اسی دور کے فتحانوں میں سے تھے۔ سہراب خان صاحب لکھنؤ والے حضرت شہنشاہ رضا کے خالہ زاد بھائی تھے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلی شریف کے بھی خالہ زاد بھائی لگتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھینسوڑی شریف والوں کا بریلی شریف والوں سے خالہ زادی رشتہ بھی ہے۔ (فالحمد للہ علیٰ ذالک فی کل حال)

**اب آیئے پھر آنولہ کی سیر کریں:** یہ آنولہ بھی کسی زمانے میں فتحانوں کی آبادی رام پور کا پایہ تخت تھا۔ اسی وجہ سے یہاں جو مقبرہ نواب علی خان صاحب مرحوم کا ہے۔ یہ بھی اسی دور کے رام پوری نواب ہیں۔ نواب رام پوری کی طرف سے مقبرہ کا انتظام ہوتا ہے۔ رام پور اور آنولہ کی یہ نسبت ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے۔ قصبہ آنولہ میں حضرت قبلہ کا تشریف لانا خالی از مصلحت نہیں تھا۔ یہ سب کچھ من جانب اللہ ہو رہا تھا۔ حضرت قبلہ سے ابھی میری ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر حضرت قبلہ کے وابستگان صوفیا کرام کو دیکھ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ جن کے مریدین کا یہ حسن و جمال ہے اور یہ نورانی صورتیں ہیں جس راہ سے نکل جاتے ہیں وہ راہ مہکنے لگتی ہے۔ اللہ اللہ ان کے مرشد پاک کا کیا عالم ہو گا۔ اشتیاق قدم بوسی میں چند مہینے گزر گئے۔ بالاخر وہ پیاری ساعت آئی کہ خود ہی دریائے کرم اپنے پیاسے بندہ آسی کو سیراب کرنے محلہ کڑہ پختہ جامع مسجد میں رواں دواں

تشریف فرما ہو گیا۔ دیکھتے ہی یہ بندہ آسی دم بخود رہ گیا۔

تصور میں جو سراپا بنا رکھا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ پایا۔
نظر ملتے ہی ان سے دل کا سودا کر لیا میں نے

اس کے بعد ایک بڑی داستان ہے۔ جس کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت قبلہ نے وہیں اپنی غلامی میں قبول فرمایا۔ اور وہیں سے دو بار حج و زیارت مکہ مدینہ کی دولت عظیم سے سرفراز فرمایا۔ دوسری مرتبہ میں واپسی پر ناگ پور اتر گیا۔ اور وہیں مدرسہ جامعہ عربیہ اسلامیہ میں سات برس درجہ شیخ الحدیث میں خدمت انجام دیتا رہا۔ ان ایام میں بھی حضرت قبلہ کا کرم بے پایاں ہر وقت شامل حال رہا۔ جب میری مولویت خوب منجھ گئی تو اب سات برس کے بعد خود ہی حضرت قبلہ ناگ پور تشریف لائے اور دربار تاج الاولیاء میں اجازت و خلافت کی دولت سے مالا مال فرمایا۔

**حضرت قبلہ دربار تاج الدین بابا ناگ پوریؒ میں:** غالباً ۱۹۵۲ء میں بغیر کسی اطلاع کے حضرت قبلہ ناگ پور سٹیشن سے اتر کر مومن پورہ مدرسہ شمس العلوم میں برادرم علامہ ارشد القادری سلمہ کے پاس اچانک تشریف لائے اور مجھے محلہ گانجہ کھیت سے بلوایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور کہاں رام پور اور کہاں ناگ پور۔ اس ضعیفی میں اس قدر زحمت کس لیے۔ اس بندہ آسی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ان جناب کے لیے یہ سب پاپڑ بیلے جا رہے ہیں۔

مولویت میں بہت دن گزر گئے۔ اب دربار تاج الدین جا رہا ہوں۔ وہاں جو حکم ہو گا عمل کیا جائے گا۔ حضرت قبلہ اور بندہ آسی ایک رکشا پر اور دیگر ساتھی اور سامان ایک ٹانگے پر سوار ہو کر مغرب کے وقت تاج آباد شریف حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ نے اپنا بیڈنگ مسجد میں کھول کر آستانہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا کوئی شعر سناؤ۔ میں نے یہ شعر سنایا۔

میں ستم رسیدہ عشق ہوں مجھے یوں نظر سے گرا نہ دے
کہ خدا بھی اپنی خدائی میں کہیں رہنے کی مجھے جاہ نہ دے

حضرت قبلہ کو اس شعر پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ تمام مجمع چیخ مار کر رونے لگا۔ پوری رات اسی طرح بسر ہوئی۔ صبح اذان کے وقت جناب سیٹھ عبدالمنان مدارسی شہر سے تاج آباد حاضر ہو کر وہاں کے جھونپڑوں میں کچھ تلاش کرنے لگے۔ میں نے دریافت کیا عبدالمنان میاں اتنے سویرے کیا تلاش کر رہے ہو۔ تو جواب دیا۔ آج کوئی بزرگ تشریف لائے ہیں۔ میں نے کہا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ جواب دیا کہ آج کے تین بجے رات کو میں نے بابا تاج الدینؒ کو خواب میں دیکھا ہے۔ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ عبدالمنان جلدی تاج آباد آؤ دیکھو ہمارے ایک عظیم الشان مہمان تشریف لائے ہیں۔ فوراً آکر ان کا انتظام کرو۔ میں نے کہا ہاں ہمارے حضرت قبلہ پیر و مرشد تاج آباد آج شام کو تشریف لائے ہیں۔ عبدالمنان مدارسی نے آکر دیکھا تو فوراً پہچان گیا کہ انہیں کو بابا حضور نے خواب میں دکھلایا ہے۔ دوڑ کر انہوں نے حضرت قبلہ کی قدم بوسی کی۔ حضرت قبلہ مراقب تھے۔ چونک کر حضرت قبلہ نے عبدالمنان مدارسی کی پیٹھ پر اپنا دست شفقت رکھا اور بغیر کچھ کہے سنے فرمایا بھائی ہمارے ساتھ ۱۵، ۱۶ آدمی ہیں۔ آج مولیٰ علی مشکل کشا کی تاریخ ہے۔ (اس روز ۲۱ شعبان تھی یہ باعتبار تاریخ کے ارشاد فرمایا ہے۔ ورنہ تاریخ شہادت مولیٰ ۲۱ رمضان المبارک ہے)۔ ۲۱ آدمیوں کا کھانا پکوا لو۔ یہ سن کر عبدالمنان مدارسی ایک ہوٹل کی طرف انتظام کے لیے چل دیے۔ پھر حضرت قبلہ نے مجھ سے فرمایا کہ جائیے دربار میں حاضری دے کر آئیے۔ میں حاضری دے کر آیا تو حضرت قبلہ کے بستر پر گلابی رنگ کا ایک اجمیری عمامہ پہلے ہی سے کھول کر رکھا ہوا ہے۔ مجھے دیکھ کر مجمع والوں سے فرمایا آؤ بھائی آؤ۔ حکم ہو گیا ہے۔ بھاگے بھاگے پھر رہے تھے۔ اب انہیں باندھ دو۔ اللہ اللہ ذرا غور فرمائیے۔ تاج الاولیاء اپنے دربار میں حضرت قبلہ کی کیسی مہمان نوازی فرما رہے ہیں۔ پھر دوپہر میں مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ ہوئی۔ تقسیم لنگر کے بعد حضرت قبلہ مزار پاک

پر حاضر ہوئے اور پھر بھی بلائیو کہتے ہوئے شہر ناگ پور کے لیے روانہ ہو گئے۔ میرے مدرسہ غوثیہ تاج العلوم میں آکر ٹھہرے تو میں نے اپنے بھائی علامہ ارشد القادری سلمہ کی خلافت کے لیے بھی عرض کیا تو فرمایا کہ وہ دوسرے کام کے لیے ہیں۔ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو۔ حضرت قبلہ دو سال متواتر ناگ پور تشریف لائے اور رائے پور اور دھمتری ہوتے ہوئے رام پور واپس تشریف لے گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد میں مدرسہ سے برطرف ہوگیا اور وعظ کہنے کے لیے شولہ پور کے جلسہ میں ہوتے ہوئے بمبئ پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ یہاں محترم حاجی احمد صاحب کے مکان پر تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اپنا سامان رکھ کر میں فوراً" حاجی احمد صاحب کے مکان پر حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ حضرت قبلہ بھی مجھے دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے بلکہ سلسلہ کے جملہ حاضرین' برادرم صوفی علاؤ الدین صاحب' حاجی احمد صاحب' صوفی منصور حسن صاحب' صوفی علی حسین' صوفی حکیم الدین صاحب' صوفی عبدالسلام صاحب' صوفی عبدالسلام چیکو والے وغیرہ یہ سبھی لوگ مجھ سے خوشی کے مارے گلے ملنے لگے۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا

بندہ جامی پیر شد ہم چوں غلامان بر درت
رحم کن اے شاہ خوباں برگدائے زار خویش

سناؤ میں نے سنانا شروع کیا تو ایک گھنٹہ تک حضرت قبلہ اور تمام حاضرین مجلس زار و قطار روتے رہے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا۔ ارے بھائی اجمیر شریف کے لیے مولانا کا ٹکٹ بھی لے لو۔ حضرت قبلہ کے حکم کے مطابق اجمیر شریف کے لیے میرا بھی ٹکٹ لے لیا گیا۔ بحمدہ تعالیٰ آج تک میں اس ٹکٹ پر ہوں۔

جب بمبئ سے روانگی ہوئی تو احمد آباد سٹیشن پر ہم لوگ اجمیر شریف کی گاڑی بدلنے کے لیے پلیٹ فارم پر اترے تھے۔ جہاں نا معلوم ۲۰' ۲۵ آدمی سٹیشن

پر پھول کا ہار لیے ہماری گاڑی جس سے ہم لوگ اترے تھے۔ ادھر ادھر ہار پھول لیے پھیرے لگاتے رہے۔ جیسے وہ لوگ کسی کو تلاش کر رہے ہیں۔ جب وہ آدمی ان لوگوں کو نہ ملا تو مجبور ہو کر حضرت قبلہ ہی کے گلے میں ہار ڈالنے لگے۔ ہم لوگ یہ ماجرا دیکھ کر محو حیرت ہو گئے۔ آخر یہ کون لوگ ہیں۔ جنہیں ہم میں سے کوئی بھی نہیں پہچانتا۔ مجھ سے نہیں رہا گیا۔ تو میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دور لے جا کر دریافت کیا۔ بھائی آپ لوگ کون ہیں۔ کیا آپ لوگ حضرت قبلہ کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے بہت آہستہ سے جواب دیا (کہ سوائے میرے کوئی نہیں سن سکتا تھا) کہ اس گاڑی سے ہمارے پیرو مرشد تشریف لانے والے تھے۔ ہم لوگ انہیں کے استقبال کے لیے ہار پھول لے کر آئے تھے۔ مگر وہ نہیں آئے۔ اس جملہ پر حضرت قبلہ جو بہت دور پر تشریف فرما تھے ہماری طرف مڑ کر فرمایا وہ آتے کیسے ہم جو آ رہے تھے۔ ہمارے پیران عظام نے ان کا آنا روک دیا۔ پھر وہ لوگ مل ملا کر اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ اجمیر شریف کی گاڑی شام کو جانے والی تھی۔ ہم لوگ صبح ہی احمد آباد پہنچ گئے۔ اس لیے حضرت نے مجھ سے فرمایا آٹو رکشہ لاؤ۔ حضرت موسیٰ سہاگ کے آستانہ پر حاضری دینے چلیں گے۔ ناشتہ دان ساتھ میں لے لو۔ حضرت قبلہ اور میں آٹو رکشہ سے حضرت موسیٰ سہاگ کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ نے وہاں کے سجادہ نشین جو سہاگن معلوم ہو رہے تھے۔ دس روپے کا نوٹ نذر کیا اور مزار پاک پر حاضر ہوئے۔ حضرت موسیٰ سہاگؒ کا یکے بعد دیگرے چار پانچ مزار بنے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمانی حکومت کے وقت جب آپ کی ولایت آپ کی کسی کرامت کی وجہ سے ظاہر ہو گئی تو بادشاہ وقت ملنے کو آیا تو آپ نے زمین کو حکم دیا کہ پھٹ جا۔ آپ اس میں کود پڑے۔ بادشاہ وقت بھی اس قبر میں آپ کے ساتھ کود پڑا۔ پھر آپ اس قبر سے نکل کر بازو ہی میں پھر زمین کو حکم دیا پھٹ جا۔ اسی طرح چار پانچ جگہ ہوا۔ آخر آپ نے قبر کے اندر سے جلال میں بادشاہ سے فرمایا۔ خبردار وہیں رہنا۔ بادشاہ آپ کے جلال سے سہم گیا۔ باہر ہی کھڑا

رہ گیا۔ پھر آپ نے زمین کو حکم دیا بند ہو جا۔ آپ کے حکم سے تمام قبریں بند ہو گئیں۔ آپ زندہ در گور قبر میں جلوہ فرما ہیں۔

بعد میں بادشاہ نے پانچ قبروں کے نشان بنا دیے۔ آپ کی پانچوں قبور پر چادر چڑھی رہتی ہیں۔ اور ہر مزار پر ہری ہری چوڑیوں کا ڈھیر بھی رہتا ہے۔ حضرت قبلہ جیسے ہی مزار شریف کے متصل دو زانوں ہو کر فاتحہ پڑھنے کے لیے بیٹھے کہ ہوا کا ایک بگولہ آیا جس سے مزار شریف کی دو چوڑیاں حضرت قبلہ کی گود میں آ کر گریں۔ حضرت قبلہ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا مولانا کا حکم ہو گیا یہ دونوں چوڑیاں ہمیں پہنا دو۔ گویا یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ سلسلہ موسیٰ سہاگ کی سند بھی لے جائیں گے۔ پھر میں نے دونوں چوڑیاں حضرت قبلہ کے دونوں ہاتھوں میں پہنا دیں۔ پھر حضرت قبلہ نے آٹو رکشہ والے سے فرمایا جاؤ وضو کر کے آؤ۔ تمہیں انہیں کے سلسلہ میں مرید کر دوں۔ حضرت قبلہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے آٹو رکشہ والے کو مرید کیا اور دعا مانگ کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ واپسی میں ایک املی کے درخت کے نیچے آٹو رکشہ کو رکوایا اور رکشہ والے سے فرمایا۔ کہیں ٹھنڈا پانی مل جائے تو لاؤ۔ اور مجھ سے فرمایا ناشتہ دان کھولو۔ میں نے ناشتہ دان کھولا تو اس میں بمبئی والے پراٹھے ٹھنڈ کی وجہ سے نرم نہیں تھے۔ تو مجھ سے فرمایا جاؤ محلہ میں سے ایک تازی روٹی کسی کے گھر سے مانگ کر لاؤ۔ میں فوراً ہی قریب کے محلہ سے مانگ کر ایک تازی روٹی لایا تو حضرت قبلہ نے فرمایا لو ایک بات یہ رہ گئی تھی سو وہ بھی انہوں نے کرا لی۔

اس روٹی میں سے ایک لقمہ کھایا اور پانی پی کر فرمایا بیٹا تو مرید ہو گیا۔ مگر تیری جورو تو رہ گئی۔ اپنے گھر مجھے لے چل۔ تیرے بال بچوں کو بھی مرید بنا دوں پھر تو مجھے سٹیشن پر پہنچا دینا اور مجھ سے فرمایا کہ مولانا اس کا پتہ لکھ لو تم کو کام دے گا۔ میں نے حضرت قبلہ کی کتاب نغمات سماع پر اس کا پتہ محمد یوسف آٹو رکشہ والا محلہ غازی پیر احمد آباد لکھ لیا۔ پھر ہم لوگ محلہ غازی پر پہنچے۔ آٹو رکشہ رکا تو حضرت

قبلہ اتر کے بغیر کسی کے پوچھے ہوئے گلی در گلی ہوتے ہوئے اس کی کھولی میں پہنچ گئے۔ ایک انجان بزرگ کو دیکھ کر گھر میں سب کے سب گھبرا گئے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا گھبرایئے مت تیرا آدمی مرید ہو چکا ہے۔ تجھے مرید بنانے آیا ہوں۔ سانس پر بہت زور ہے۔ پہلے بیٹھنے کی جگہ دے۔ آٹو رکشہ والا ابھی باہر ہی اپنا رکشہ سنبھال کر رکھنے میں مصروف ہے۔ اور حضرت قبلہ بغیر کسی کے بتائے اس کے گھر پہنچ گئے۔ اور سب کو وضو کرا کر مرید بنا لیا۔ اس کے گھر کے اغل بغل والوں کو بلا کر مرید بنا لیا۔ حضرت قبلہ کی اس کرامت سے وہاں کے تمام لوگ متحیر تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک ہجوم سا لگ گیا۔ پھر حضرت قبلہ وہاں سٹیشن تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ مولانا تم نے چوڑی نہیں پہنی اور اپنا بایاں ہاتھ میری طرف بڑھا کر فرمایا تو اس میں سے نکال کر ایک چوڑی تم بھی پہن لو۔ میں نے حضرت قبلہ کے ہاتھ سے چوڑی نکال کر اپنے داہنے ہاتھ میں پہن لیا۔ اور اجمیر شریف کی گاڑی پر سوار ہو کر ہم لوگ اجمیر کے لیے روانہ ہو گئے۔

راستہ میں کئی مرتبہ سٹیشن پر ساتھیوں میں سے چند ساتھی حضرت قبلہ کے پاس سیکنڈ کلاس میں آ گئے۔ تو حضرت قبلہ نے فرمایا ارے بھائی ٹی ٹی نہ آ جائے۔ تم لوگوں کا ٹکٹ تھرڈ کلاس کا ہے پھر کیا ہو گا۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اودے رام ٹی ٹی آ ہی گیا۔ اور آتے ہی دروازہ پر مبہوت ہو کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک کھڑے کھڑے حضرت کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھا اور حضرت کے قدموں پر بے اختیار گر پڑا اور جیب سے پانچ روپے نکال کر نذر کیا اور کہنے لگا کہ حضور آج ہی رات کو میں نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اسی انداز میں جس طرح سے آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ایک آدمی آپ کو غزل سنا رہا ہے۔ چنانچہ میں اس وقت حضرت قبلہ کو غزل سنا بھی رہا تھا۔ پھر وہ اودے رام وہاں سے اجمیر تک حضرت قبلہ کے ساتھ ہی رہا اور اجمیر شریف میں حضرت قبلہ کی قیام گاہ شاہ جی کی حویلی دیکھ کر اپنے محلہ میں تمام شرنارتھیوں سے کہا کہ آج اجمیر شریف میں ایک بہت بڑے گرو آئے

ہوئے ہیں۔ چلو سب لوگ درشن کرلو اور ان کے چیلا بن جاؤ۔ شام کو مغرب کے بعد دو اڑھائی سو شرنار تھیوں کو جس میں عورت مرد سبھی شامل تھے لے کر اودے رام حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ یہ یاد نہیں کہ ان میں سے اس وقت کتنے شرنار تھی چیلا بنے۔ جب تک حضرت قبلہ اجمیر میں موجود رہے شرنار تھیوں کی آمد و رفت کا تانتا لگا رہا۔ پھر حضرت قبلہ حضور غریب نواز سے رخصت ہو کر آگرہ شریف سیدنا ابو العلاء کے دربار میں حاضر ہوئے پھر وہاں سے لکھنؤ شریف تشریف لائے اور عرس کے بعد لکھنؤ شریف سے بھینسوڑی شریف تشریف لائے اور یہاں گیارہویں شریف کا بہت بڑا اجتماع کیا۔ جس میں تمام وابستگان سلسلہ حاضر تھے۔ اس بہانے سے میری پہلے ہی بار بھینسوڑی شریف میں تمام وابستگان سلسلہ عالیہ سے ملاقات ہو گئی۔

○

## باب چہارم

# تعمیر خانقاہ و آستانہ

**حضرت قبلہ کے ذریعہ پیران سلاسل کے آستانوں کی تعمیر:** جب تک حضرت قبلہ ظاہری حیات میں جلوہ گر رہے خود بدولت جگہ جگہ آستانوں کی تعمیر و مرمت کرتے کراتے رہے۔ سب سے پہلے مرشد نگر بھینسوڑی شریف میں اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ محمد عنایت حسین شاہؒ کے آستانہ کی شاندار تعمیر کرائی۔ شاندار پھاٹک بنوایا۔ بجلی کی روشنی کرنے کے لیے جناب صوفی منصور الحسن شاہ بمبئی والے کے ذریعہ جنریٹر منگوایا اور پھاٹک پر بجلی کی روشنی کرائی اور بہت دور کھڑے ہو کر اس روشنی کا معائنہ کیا اور اپنی انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔

لکھنؤ شریف میں آستانہ رضائیہ پر کمرہ تعمیر کرایا اور وہاں کی مرمت ہر سال اپنے ہی ذمہ رکھا۔ یہ ذمہ داری حضرت کی پوری حیات طیبہ تک رہی اور وہیں لکھنؤ شریف میں اس بندہ آسی کے ذریعہ حجرہ و برآمدہ کے فرش کی تعمیر بھی کرائی۔ گیٹ بنوایا جس پر یہ رباعی کندہ کرائی آستانہ پر بجلی لگوائی اور ہمیشہ اس کی ادائیگی کرتے رہے۔

ہرچہ می خواہی زفضل کبریا
التجا کن بر در شاہ رضا
ہر کہ بیمار آیداو یابد شفا
در حضور چارہ سازماں رضا

بارہ بنکی سٹیشن کے قریب خانقاہ جہانگیری تعمیر کرایا جس کے متولی اس وقت عزیز بابا ہیں۔ آگرہ شریف دربار سیدنا میں اس بندہ آسی کے ذریعہ فقراء جہانگیریہ کی نشست گاہ کے لیے ایک شاندار چبوترہ بنوایا۔ جس پر ٹین کی شیڈ ڈلوائی۔ پیلی بھیت شریف میں اپنے خانقاہ جہانگیری کی مزید تعمیر و مرمت حاجی احمد بخش صاحب بمبئی والے کے ذریعہ کرائی۔ گھلویا میں خانقاہ جہانگیری اور باغ جہانگیری کی بنیاد رکھی۔ جو اب تک قائم ہے اور بمبئی میں مختلف مقامات پر مختلف جہانگیری خانقاہیں بنوا دی ہیں۔ ناگ پور میں خانقاہ و مسجد جہانگیری کی بنیاد رکھی اور بنام آسی نگر محلہ آباد فرمایا اور ورگ میں آستانہ مرشدی بذریعہ صوفی جلال الدین رومی قائم فرما دیا جس کے مالک جناب رومی صاحب حسنی ہیں اور جہاں سے فیضان جہانگیری کا چشمہ جاری ہے۔ اور آخری تعمیر خانقاہ جہانگیریہ صابریہ کی صابر پاک کے آستانہ پر صابری باغ میں حاجی حافظ صوفی محمد عمر صاحب بیٹری ایجنٹ رڑکی والے کے ذریعہ شاندار پیمانہ پر تعمیر کرائی۔ جس کی دیکھ بھال بھائی مولانا صوفی محمد خوشحال صاحب حسنی اور جناب حاجی صوفی عبدالغنی صاحب حسنی کے ذمہ تاہنوز ہے اور اس خانقاہ میں پہلی اور آخری بار حضرت قبلہ قیام فرما کر دربار صابر سے رخصت ہوئے تھے۔

**حضرت قبلہ کا وصال اور اس کے بعد جہانگیری آستانوں کی تعمیر کا سلسلہ :** غالباً ۱۹۵۹ء میں حضرت قبلہ جب آخری بار پیران کلیر شریف عرس صابری میں اپنی نئی اور آخری خانقاہ میں قیام پذیر ہوئے تو بڑے بڑے صابری جلوے دکھلائے اور بہت سی خلافتیں تقسیم فرمائیں۔ اپنے نور نگاہ محترم جناب صوفی عبدالعزیز صاحب سجادہ نشین حسنی کو اپنی تسبیح مرحمت فرمائی اور فرمایا آقا کریم صابر' داتا کریم صابر' مولا کریم صابر پڑھتے رہو۔ دین و دنیا کے سب کام بنتے رہیں گے۔ اسی سفر میں حیدر آباد کا مولانا واعظ قوال حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

یہ رباعی سنائی۔

کوئی عربی کوئی عجمی کوئی حبشی کوئی قرنی
یہ آتش غم کس کس کو لگی

بس اسی مصرعہ پر حضرت پر سوزش و کیفیت طاری ہو گئی کہ حضرت قبلہ اچھل پڑے اور جوش میں قوال کے طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ساتھ یہ بھی کہو "یہ آتش غم ہم سب کو لگی۔" بہت دیر تک یہی ایک مصرعہ ہوتا رہا اور پوری مجلس پر ایک دیوانگی کا عالم طاری تھا اور اسی مصرعہ پر بہت دیر کے بعد مجلس ختم کر دی گئی اس کے بعد حضرت قبلہ جب آخری رخصتی کے لیے صابر پاک کے مزار پاک پر یہ کہتے ہوئے حاضر ہوئے کہ جب اس ذات پاک کی گہرائی کی تھاہ نہیں ملتی تو پھر اور اوپر والوں کی اور رسول کریم ﷺ کے گہرائی کی تھاہ کون لگا سکتا ہے؟ مزار پاک پر جب حاضر ہوئے تو پہلے سجادہ میاں نے قدم بوسی کی تو حضرت قبلہ نے ان کی گردن پہ ہاتھ رکھ کر کچھ کلمات خیر فرمائے۔ اس کے بعد اس بندہ آسی نے قدم بوسی کی تو میری گردن پر حضرت قبلہ نے اپنا دست شفقت رکھ کر صابر پاک سے عرض کیا کہ حضور یہ سوتا بہت ہے اس کی نیند اڑا دیجئے۔ حضرت اس کو بیدار فرما دیجئے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ قدم بوس ہوئے اور نہ جانے کیا کیا صابر پاک سے معروضات پیش کیے کہ یہ میری آخری حاضری ہے۔ بس لاج آپ کے ہاتھ ہے۔ پیران کلیر شریف سے حضرت رخصت ہو کر پھر قاضی ضلع مظفر نگر جناب محترم صوفی سعید مرتضے صاحب حسنی صابری رئیس کے دولت کدہ پر تشریف لائے جہاں اس سے پہلے بھی چند بار تشریف لا چکے تھے۔ گویا سب کو آخری شرف زیارت مرحمت فرمانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ یہاں چند روز قیام فرما کر سیدھے قصبہ ٹھاکر دوار ضلع مراد آباد صوفی سیٹھ عبدالقدیر صاحب حسنی چیرمین قصبہ کے دولت کدہ پر تشریف لائے۔ ان کے پورے گھر والے وہابی عقیدہ کے تھے۔ الا ماشاء اللہ مگر حضرت قبلہ نے یہاں بھی اس بندہ آسی سے میلاد

شریف صلوۃ و سلام پڑھوایا۔ حلقہ ذکر منعقد کیا اور کثیر تعداد میں لوگوں کو داخل سلسلہ کیا ہم لوگوں نے وہاں جو حضرت قبلہ کی قدم بوسی کی تو کچھ وہابیوں نے جلن کے مارے بازار میں آپس میں ایک دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ "بھیا لوہاروں میں خدا اتر آئے ہیں۔ جسے دیکھنا ہو جا کے دیکھ لے۔" پھر جب رات آئی تو انہیں بدگویوں نے رات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک بہت بڑی اور موٹی گول سفید روشنی آسمان سے زمین تک حضرت قبلہ کی قیام گاہ کی چھت سے لگی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر مخالفین لرزہ براندام ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ واقعی یہ بزرگ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

ہم لوگوں نے طنزا" جو بات کہی تھی یہ اس کا جواب معلوم ہوتا ہے۔ پھر یہ لوگ صبح کی نماز کے بعد حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے ان لوگوں سے فرمایا "ارے بھائی خدا نہیں اترتا چڑھتا ہے بلکہ بندہ خدا اترتا چڑھتا ہے۔" یہ سن کر اور بھی ان لوگوں کو حضرت قبلہ کی بزرگی کی تصدیق ہو گئی پھر یہ لوگ تائب ہو کر حضرت قبلہ سے مرید ہو گئے۔ پھر دوپہر میں جناب عبدالقدیر صاحب نے قوالی کے ساتھ حضرت قبلہ کی چادر اٹھانے کا انتظام شروع کیا اور بازار سے چادر خرید کر لائے تو اندورن خانہ چادر اٹھانے پر اختلاف ہوا۔ حضرت قبلہ نے خود ہی صوفی عبدالقدیر صاحب سے دریافت کیا کہ اس وقت تم کس کام میں مشغول ہو رہے ہو۔ صوفی عبدالقدیر صاحب نے عرض کیا کہ حضور چادر اٹھانے کا خیال ہے تو ارشاد فرمایا (ان کے ہاتھ سے چادر لیتے ہوئے) کہ یہ چادر یہاں نہ اٹھاؤ بلکہ اپنے پاس رکھو بھینسوڑی شریف آکر اٹھا دینا۔ (چنانچہ صوفی عبدالقدیر صاحب حضرت قبلہ کے وصال کے بعد چالیسویں میں یہی چادر لے کر آئے تھے)۔ پھر حضرت قبلہ ٹھاکر دوارے سے بھینسوڑی شریف تشریف لائے اور وہاں سے لکھنؤ شریف عرس میں حاضر ہو گئے۔ اس مرتبہ کی حاضری بلکہ حضرت قبلہ کا پورا سفر بہت ہی معنی خیز تھا۔ حضرت قبلہ کو سب کچھ معلوم تھا اور ہم سب لوگ قطعا" بے خبر

تھے۔ وصال کے بعد راز کھلا کہ یہ سفر اس وجہ سے معنی خیز تھا۔ عرس کے بعد حضرت قبلہ لکھنؤ میں علیل ہو گئے۔ ڈاکٹر فریدی کے علاج سے کچھ سکون ہوا تو حضرت قبلہ نے اپنے مخصوص مخصوص غلامان حسنی کو رخصت فرمانا شروع کیا اور جب محترم حاجی احمد بخش صاحب کو اور ان کے تمام ساتھی بمبئی والوں کو جب رخصت فرما رہے تھے اس وقت کا عجیب منظر تھا خود اپنی زبان سے یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے اور ان لوگوں سے بھی پڑھواتے جا رہے تھے مع حضرت قبلہ کے تمام حاضرین آبدیدہ ہو کر پڑھ رہے تھے۔

مر جائیں گے پر ساتھ نہ چھوڑیں گے ترا ہم
عاشق ہیں تو بن جائیں گے نقش کف پا ہم
ہم تیرے شناسا ہیں ہمیں غیر سے کیا کام
آگاہ بس اک تیرے سوا اور کسی سے بھی نہیں ہم

بمبئی والوں کو اپنے سینہ سے لگایا اور روتے رلاتے رخصت فرمایا اور بہت دور تک جانے والوں کو دیکھتے رہے۔ غالباً" لکھنؤ شریف ہی میں کسی موقع پر صوفی بسم اللہ خان صاحب حسنی آسوی حضرت کی مجلس میں حاضر تھے ان کی طرف دیکھ کر حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جناب فنائیت اس کو کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا آسی بیٹھے ہوئے ہیں۔ صوفی بسم اللہ خان صاحب نے حضرت قبلہ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور حضرت قبلہ نے خوشی میں اپنی ٹوپی اتار کر بسم اللہ خان کو پہنا دی۔ عرس کے تمام احباب تقریباً" رخصت ہو چکے تھے۔ کچھ ہی لوگ رہ گئے تھے کہ حضرت قبلہ لکھنؤ شریف سے مجلس گیارہویں شریف کے لیے الہ آباد تشریف لائے اور رانی منڈی جناب آفاق صاحب کے والد داروغہ صاحب مرحوم کے مکان پر قیام فرمایا جو مکان عزیزی صوفی سید انوار حسین ابن صوفی ابرار حسین صاحب کے مکان کے قریب ہے۔ مجلس گیارہویں شریف کے بعد حضرت قبلہ صوفی ارشد میاں سلمہ کے

گاؤں چائیل تشریف لے گئے۔ ناظرین کرام ذرا غور فرمائیں ۲۰' ۲۵ روز وصال کو رہ گئے ہیں سوائے حضرت قبلہ کے کسی کو معلوم نہیں کہ اب پردہ فرمانے والے ہیں مگر حضرت قبلہ کے مجاہدہ کا یہ عالم اللہ اللہ یہ ہمت و جرات یہ سب من جانب اللہ ہے۔ اس سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

چائیل تشریف لائے اور وہاں جسے نوازنا تھا نوازا۔ اخیر میں صوفی ارشد میاں کے والد مرحوم کو اپنی چاند تارہ والی ٹوپی اپنے سر سے اتار کر انہیں اڑھا دی اور ان کی خلافت کا اعلان فرما کر وہاں سے الہ آباد تشریف لائے یہاں الہ آباد میں مرزا پور موضع سرسا موضع موار اسلام آباد کے لوگ حضرت قبلہ کو اپنے یہاں لے جانے کو آئے تھے اور بار بار اصرار کر رہے تھے لیکن حضرت قبلہ نے سب سے یہی فرمایا کہ بھائی مجھے تو بہت کام ہے میں مولانا آسی سلمہ کو یہاں چھوڑے جاتا ہوں اب یہی سب جگہ جائیں گے پھر اسی روز شام کی گاڑی سے حضرت قبلہ لکھنؤ شریف کے لیے روانہ ہو گئے لکھنؤ شریف میں بمبئی کے لوگ صوفی عبدالمجید شاہ صاحب کی اہلیہ وغیرہ بے چینی سے منتظر تھیں۔ صبح کو حضرت قبلہ لکھنؤ آستانہ پر حاضر ہوئے اور یہاں بادیدہ گریاں عرض کیا کہ حضور میں تو اب جا رہا ہوں اب آپ ہی سلسلہ کے لوگوں کی دیکھ بھال فرمائیں گے۔ (ابھی بھی کسی کو سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا فرما رہے ہیں اور اس کا کیا مطلب ہے)۔ پھر لکھنؤ شریف سے سیدھے بھینسوڑی شریف تشریف لائے۔ ۱۰' ۱۲ روز کے بعد مزاج گرامی ناساز ہو گیا جیسے ہمیشہ ہوتا تھا۔ برادرم صوفی سید ابرار حسین صاحب فیروز آبادی' مولانا صوفی محمد خوشحال خان صاحب' صوفی عزیز بابا بارہ بنکی والے صوفی شمس الدین صاحب آنولوی وغیرہ غلامان حسنی خدمت میں حاضر تھے اور رات دن مصروف خدمت تھے۔ جمعہ کے دن اتفاق سے حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ کے پوتے حضرت قبلہ فصاحت میاں صاحب جو اس وقت بالکل چھوٹی عمر کے تھے حضرت قبلہ کے گھر تشریف لائے تو حضرت قبلہ نے ان کو بہت پیار فرمایا اور حسرت بھری نگاہوں

سے ان کو دیکھا اور چلتے وقت شیرینی ان کے ہاتھ پر رکھ کر ان کی قدم بوسی فرمائی۔
اپنے پیر و مرشد کے آستانہ پر ایک روز پہلے ہی حاضری کو گئے تو ایک گھنٹہ تک مزار پاک کے اندر بیٹھے رہے اور تین روز قبل اپنے دولت کدہ زنان خانہ میں جا کر بہوؤں سے فرمایا ہمارا کفن احرام والا نکال لو ذرا سوکھوا دیں۔ گھر کی عورتیں کفن کا نام سن کر رونے لگیں تو حضرت قبلہ نے ڈانٹ کر فرمایا میں کوئی ابھی مر رہا ہوں کہ تم سب رونے لگیں۔ میرے پیر نے تو تین ماہ پہلے ہی سے اپنا کفن نکلوا لیا تھا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے اپنے بھتیجہ صوفی حبیب احمد صاحب کو جو بالکل سیدھے آدمی ہیں بلوایا اور ان سے فرمایا کہ ایک بوری سیمنٹ کا انتظام کر لو کچھ اینٹیں بھی منگوا لو وقت پر کام آئیں گی۔ یہ سب کچھ انتظام ہو رہا ہے لیکن کسی کو خبر نہیں کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ گویا حضرت قبلہ اپنی رخصتی کا سب انتظام خود ہی فرما رہے ہیں۔ اپنے مرشد کے آستانہ سے جب واپس ہو رہے تھے تو باہر آکر کھڑے ہوئے اور ادھر ادھر دیکھ کر فرمایا کہ جناب یہ جگہ تو کلیر شریف بنے گی۔ اب سنیچر ہفتہ کا دن آیا کبھی کبھی استغراقی کیفیت طاری ہونے لگی۔ صوفی عبدالعزیز میاں سجادہ نشین کو کچھ لوگ محمود نگر آنولہ کی طرف فاتحہ کے لیے لے جانا چاہتے تھے تو حضرت قبلہ نے اس وقت یہ فرمایا کہ تم لوگ اس کو لے جانا چاہتے ہو اور ادھر کچھ ہست نیست ہو گئی تو کیا ہو گا۔

الغرض ہفتہ کے دن حضرت قبلہ کی حالت نازک ہو گئی لیکن جب ہوش آتا تھا تو حاجی احمد صاحب جو اس وقت بمبئی میں تھے اور اس بندہ آسی کو جو اس وقت الہ آباد میں تھا حضرت قبلہ نے چند بار نام لے کر یاد فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور وہ تو الہ آباد میں ہیں اب رات آئی لوگ رہ رہ کر مزاج پرسی کے لیے آنے جانے لگے۔ صوفی سید ابرار حسین صاحب پٹی سے لگے بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے لوگ اسی تین دری میں آرام کر رہے ہیں رات کے بارہ بج کر چالیس منٹ پر ۵، ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ کی درمیانی شب میں اچانک حضرت قبلہ کا ذکر

پاس انفاس زوروں سے جاری ہوا اسی میں زوروں سے ایک سانس اوپر کو کھینچی اور بہت آسانی سے اپنے رب کریم کے حضور روانہ ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

آہ آج آفتاب جہانگیری ہمیشہ کے لیے ہماری نگاہوں سے روپوش ہو گیا ہر طرف رات ہی رات پھیل گئی۔ پورا قصبہ آن کی آن میں ماتم کدہ بن گیا۔ ہندو مسلم عورت مرد سارا قصبہ ٹوٹ پڑا کہ ہائے رے یہ کیا ہو گیا ہمارے گاؤں کی روشنی کہاں چلی گئی۔ صبح ہوتے ہی پورے علاقہ میں کہرام سا مچ گیا۔ رام پور بریلی بارہ بنکی لکھنؤ آگرہ جے پور بمبئی الہ آباد ہر جگہ بجلی کی طرح یہ روح فرسا خبر پہنچ گئی اور جن جن کے مقدر میں تھا وہ لوگ ہوا پر سوار ہو کر جنازہ مرشدی میں حاضر ہو گئے۔ غسل کے بعد جب صوفی سید ابرار حسین صاحب نے حضرت قبلہ کو سرمہ لگایا تو آنکھوں کی پتلی سلائی کے ساتھ گردش میں آ گئی جیسے زندہ آدمی کی پتلی گردش کرتی ہے۔ وہاں جو لوگ موجود تھے سب نے اس گردش چشم کو دیکھا۔ ہیبت خان بریلی والے سے نہیں رہا گیا تو انہوں نے لوگوں سے اشارہ بھی کر دیا کہ آپ لوگوں نے کچھ دیکھا۔ اتوار کے دن شام کو حضرت قبلہ قبر شریف میں اتار دیے گئے اور تختہ لگا دیا گیا مگر سرہانے کا تختہ باقی رکھا گیا کہ بڑا ہجوم تھا اور زیارت کرنے والوں کا تانتا سا لگا ہوا تھا اور نماز جنازہ بھی اتوار ہی کو ادا کی گئی۔ سجادہ نشین عزیز میاں قبلہ نے مولانا خوشحال صاحب کو حکم دیا کہ آپ نماز جنازہ پڑھائیے۔ مولانا خوشحال خان صاحب ذرا شرمیلے ہونے کی وجہ سے گھبرائے اور انہوں نے صوفی سید ابرار حسین صاحب کو آگے بڑھا دیا کہ بھائی صاحب آپ ہی نماز جنازہ پڑھائیے۔ لہٰذا نماز جنازہ صوفی ابرار حسین صاحب نے پڑھائی اور قبر انور میں زیارت کرانے کی خدمت بھی وہی انجام دیتے رہے۔ دو شنبہ کے دن بھی حضرت قبلہ کے منہ سے اور ناک سے بالکل تازہ تازہ خون جاری تھا۔ اسی دن تختہ لگا کر مٹی دے دی گئی۔ اس کے بعد روزانہ حضرت قبلہ کے مزار پاک پر ہندوستان کے کونہ کونہ سے وابستگان و خلفاء

کرام کا درود شروع ہو گیا اور روزانہ فاتحہ قرآن خوانی صبح شام صلوۃ و سلام کا ورد ہوتا رہا۔ سجادہ نشین عزیز میاں قبلہ بہت زیادہ نڈھال رہا کرتے تھے۔ واقعی انہیں حضرت قبلہ سے بہت زیادہ محبت تھی اور حضرت قبلہ کو بھی ان سے عشق تھا باہر سے جو بھی آتا تھا عزیز میاں قبلہ اسے پکڑ کر رو دیا کرتے تھے۔

اس بندہ آسی کو پرتاب گڑھ شہر میں جناب صوفی گل شیر حسن میاں نے خبر دی کہ بھینسوڑی شریف کی سب سے بڑی آتما خدا کو پیاری ہو گئی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی مجھ پر اختلاجی دورہ پڑ گیا جو بھینسوڑی شریف آنے تک طاری رہا وصال شریف کے تیسرے دن میں حاضر ہوا برادرم حاجی احمد صاحب بھی غالباً" تیسرے ہی دن آ گئے تھے اور آتے ہی انہوں نے مزار شریف کا انتظام شروع کر دیا عرس چہلم کے لیے سب لوگ مل جل کر انتظام میں مصروف ہو گئے۔ حاجی احمد صاحب نے بریلی شریف جا کر بہت خوبصورت ایک لکڑی کی عمارت بنوائی اور اسے ٹرک پر لا کر مزار اقدس پر فٹ کرایا۔ عرس چہلم شریف جس قدر قریب آتا جا رہا تھا پروانوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک غریب الوطن دیوانہ عشق و محبت حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث مسجد بی بی جی بریلی شریف جو حضرت قبلہ کی زندگی ہی میں حضرت قبلہ کے حکم سے براؤن شریف ضلع بستی دارالعلوم فیض الرسول میں شیخ الحدیث ہو کر چلے گئے تھے جب انہوں نے وصال کی خبر سنی تو کم از کم عرس چہلم میں آنے کے لیے بے چین ہوئے مگر زاد راہ کی وجہ سے پریشان تھے۔ غریب آدمی ٹھہرے کیسے حاضری نصیب ہو مگر قربان جائیے حضرت قبلہ کے بظاہر پردہ میں ہیں لیکن تصرف اور غم گساروں کی امداد پہلے سے بھی زیادہ فرما رہے ہیں۔ ان کے نزدیک قرب و بعد کیا؟

فاصلہ کوچہ جاناں کا نہ پوچھو یارو
جب مشتاق ہو وہ دور بھی نزدیک بھی ہے

رحمت کی ایسی آندھی چلی کہ بے پیسے کوڑی بستی ضلع سے ایسے آئے

جیسے اڑ کر آ گئے ہوں۔ چالیس سال پہلے جب مولانا غلام جیلانی صاحب امروہہ میں ملازم تھے تو اس وقت انہوں نے وہاں کوئی نکاح پڑھایا تھا اور رجسٹر نکاح پر خانہ قاضی میں ان کی دستخط تھی اس نکاح کا کوئی جھگڑا نکلا مقدمہ کوٹ میں پہنچا وہاں قاضی کی طلبی ہوئی کوٹ نے اپنے خرچ سے قاضی صاحب کو بستی ضلع سے ٹھیک عرس چہلم شریف سے پانچ روز پہلے امروہہ طلب کیا اس طرح مولانا غلام جیلانی صاحب امروہہ پہنچے اور وہاں کوٹ میں گواہی دے کر واپس بھینسوڑی شریف جو امروہہ سے بالکل قریب ہے۔ عرس چہلم سے دو روز قبل حاضر بارگاہ ہو گئے۔ یہ امداد غیبی نہیں تو اور کیا ہے مولانا غلام جیلانی صاحب کو حضرت قبلہ سے بڑی عقیدت ہے اسی عقیدت کی بنا پر تو انہوں نے بریلی شریف ہی میں اپنا نام اویس حسن غلام جیلانی رکھ لیا تھا آج ان کی عقیدت کام آ ہی گئی۔ چہلم شریف میں شب بیداری رات کو وہ ذرا دیر کو کہیں لیٹ گئے تو عجیب و غریب ایمان افروز خواب دیکھا اور صبح ہی مجھ سے بیان کیا کہ مولانا میں نے آج رات کو خواب دیکھا ہے کہ ایک مجلس سجی ہوئی ہے۔ جس میں حضرت قبلہ صدر مجلس ہیں اور سجادہ نشین صاحب عزیز میاں قبلہ مجھ کو اپنے ہاتھ سے جوڑا پہنا رہے ہیں۔ میں نے یہ خواب سن کر ان کو مبارک باد دی اور خوشی خوشی سجادہ میاں کو اطلاع کرنے چلا کہ مولانا غلام جیلانی صاحب نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ میں جو مکان کے قریب پہنچا جہاں کنواں ہے تو دیکھا سجادہ صاحب قبلہ بڑے دروازہ پر کھڑے مجھے آواز دے رہے ہیں کہ مولانا میں نے آج رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے میں نے کہا حضور کیا خواب دیکھا ہے۔ فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ ایک شاندار مجلس سجی ہوئی ہے اس میں حضرت قبلہ تشریف فرما ہیں اور ان کے اشارہ سے مولانا غلام جیلانی صاحب کو جوڑا پہنا رہا ہوں۔ میں نے یہ سن کر خوشی میں عرض کیا کہ حضور یہی خواب تو مولانا غلام جیلانی صاحب نے بھی دیکھا ہے۔ اور وہی میں سنانے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ آپ نے میرے کہنے سے پہلے ہی اپنا خواب سنا دیا ایسا خواب تو کسی

نے بھی نہیں دیکھا ہو گا۔ پھر کیا ہونا چاہئے سجادہ میاں نے فرمایا میں جوڑا نکال کر لاتا ہوں کمرہ میں رکھ دو، قل شریف کے وقت جوڑا پہنا کر مولانا غلام جیلانی صاحب کی اجازت و خلافت کا اعلان کر دینا۔ لہٰذا قل شریف کے بعد مولانا غلام جیلانی صاحب کو جوڑا پہنایا گیا اور ان کی خلافت و اجازت کا اعلان کیا گیا۔

سجادہ میاں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے آج تک ایسی خلافت کسی کو نہیں دی ہے اور نہ کہیں سنی ہے۔ پھر چہلم شریف کے بعد محترم حاجی صوفی احمد بخش صاحب اور محترم حاجی صوفی سید ابرار حسین صاحب حضرت قبلہ اور دادا حضور سرکار عنایت حسین شاہ قبلہ کے مزار پاک کی تعمیر کے لیے جوڑتے ہیں تو اللہ رکھے ان دونوں صاحبان کو ڈھائی سال تک اپنا گھر بار چھوڑ کر مستقل آستانہ حسنی پر ڈٹے رہے اور انتہائی جدوجہد کے ساتھ مزارین شریفین کی اعلیٰ درجہ کی تعمیر مکمل کر کے دم لیا۔ ڈھائی سال متواتر اس قدر مشقت اور محنت سے کام کو انجام دیا کہ وہ بیان سے باہر ہے محض دیکھنے سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ یوں تو اس ڈھائی سال کے عرصے میں دوسرے ہزاروں پیر بھائی آتے جاتے رہے اور جو کچھ ہو سکتا تھا ہاتھ بٹاتے رہے مگر اس تعمیر کا سہرا ان ہی دونوں بزرگوں کے سر چڑھا۔ اور اس کی جزا سوائے حضرت قبلہ کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ گویا حضرت قبلہ ہی نے اس کا سہرا ان کے سروں پر باندھ دیا۔ مزار کی تعمیر کے بعد آستانہ حسنی کی تعمیر کا قلعہ نما سلسلہ جو شروع ہوا تو الحمد اللہ وہ آج تک جاری ہے اس تعمیر میں بھی حاجی احمد صاحب کی جد و جہد قابل دید ہے اور حاجی احمد صاحب کے ساتھ فرید پور والے حسنی جانثاروں کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ محترم حاجی عزیز اللہ صاحب کے ہونہار فرزندان ارجمند برادرم صوفی سیٹھ میاں جان صاحب و سیٹھ صوفی محمد رفیق صاحب و سیٹھ محمد جمیل صاحب و سیٹھ محمد جلیل صاحب، صوفی ڈاکٹر حمید اللہ صاحب و سیٹھ شمشاد صاحب وغیرہ اور محترم صوفی منصور الحسن صاحب اور برج نارائن سرپنچ صاحب اور عزیزم دولہا میاں بریلی والے حاجی صوفی احمد صاحب کے جد و جہد اور محنت و مشقت میں

دن رات برابر کے شریک ہیں۔

خدائے رحیم و کریم ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ساتھ ساتھ ہمارے ان پیر بھائیوں کی خدمات کو بھی درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ جن بھائیوں نے دامے درمے قدمے سخنے اس تعمیر میں حصہ لیا ہے۔ آگے خدا کو معلوم یہ تعمیر کہاں جاکر ختم ہوگی اور حضرت قبلہ کی پشین گوئی (یہ جگہ تو کلیر شریف بنے گی) اس پشین گوئی کی ابتدا تو ہوگئی ہے انتہا خدا جانے کہاں ہوگی۔

**لکھنؤ شریف میں از سر نو مزار پاک کا تعمیر:** حضرت قبلہ کے پردہ فرمانے کے بعد جب بھینسوڑی شریف میں دونوں مزارات پاک کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت عزیز الاولیاء صوفی شاہ عبدالعزیز میاں کی عین تمنا تھی کہ لکھنؤ شریف کی درگاہ بھی لکھنؤ والے دادا میاں کے شایان شان حسین و جمیل اور مضبوط تعمیر ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ سجادہ نشین عبدالعزیز میاں قبلہ کی عمر نے وفا نہیں کی۔ اور عین فقیری کی شباب میں وہ راہ حق میں شہید ہو گئے۔ مگر ان کی یہ آرزو پروان چڑھ کر رہی۔ جناب صوفی احمد صاحب بیل پوری کو خواب میں ہدایت کی گئی کہ وہ لکھنؤ شریف میں مزار پاک کی شاندار تعمیر کے لیے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے اس خواب کے بعد محترم جناب صوفی عبدالمجید شاہ صاحب بمبئی والے سے مشورہ کیا انہوں نے اس تعمیر سے اتفاق کیا بلکہ ہمہ تن تیار ہو کر اپنا گھر بار چھوڑ کر لکھنؤ شریف حاضر دربار ہو گئے۔ اس طرح ان دونوں بزرگوں نے مل جل کر ڈیڑھ دو سال تک متواتر تعمیر میں جدوجہد محنت و مشقت اور محض حضرت قبلہ کے سہارے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اس کی جزا بھی حضرت قبلہ ہی ان حضرات کو مرحمت فرمائیں گے۔

**چھپرہ شریف بہار میں پیران عظام کے آستانوں کی تعمیر:** یہ بندہ آسی جس زمانے میں اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ کی خدمت میں رہتا تھا تو کبھی میں نے حضرت قبلہ کو پانچ منٹ بھی سوتا ہوا نہ دیکھا۔ حالانکہ نیند ضروریات زندگی میں سے ہے۔

بلا نیند کے زندہ رہنا عادتاً" محال ہے مگر خداوند قدوس چاہے تو کوئی مشکل نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو بجائے جلنے کے ٹہلتے رہے ان کا ایک رونگٹا بھی نہیں جلا۔ یہ خدا کی قدرت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس بندہ آسی سے حضرت قبلہ نے متعدد بار چھپرہ شریف میں پیران عظام کا ذکر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جب موقع ہو کبھی حاضری دے دینا۔ حضرت قبلہ کا یہ ارشاد گرامی ہمیشہ مجھے یاد رہا۔ غالباً" ۱۹۶۸ء میں چھپرہ شریف محلّہ کریم چک میں جہاں اپنے پرداداپیر اور پنج دادا پیر اور چھ دادا پیر حضرت مخدوم شاہ محمد مہدی حسن حضرت مخدوم شاہ محمد مظہر حسین، حضرت مخدوم شاہ فرحت اللہ علیہم الرحمتہ کے مزارات طیبات ہیں ان کی زیارت کے لیے گیا۔ زیارت کے بعد واپس ہونے کے لیے سٹیشن آیا مگر گاڑی چھوٹ جانے کی وجہ سے واپس آستانہ پر آگیا۔ اس کے بعد غیب سے کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ مجھے وہیں خانقاہ شریف میں قیام کرنا پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے محض حاضری کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ اپنے پیران عظام کے مزارات طیبات جو بالکل پرانے ہو گئے ہیں ان کی تعمیر کے لیے یہاں خانقاہ کی خدمت کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے۔ بس اس یقین کے بعد غیب سے تعمیر کے اسباب بھی مہیا ہونے لگے اور وہاں کا متولی و مخدوم زادہ جناب ہادی حسن شاہ مہدی و قبلہ نے اجازت بھی دے دی لہٰذا میں نے پرانی تعمیر کو منہدم کرا کے پیران عظام کے بھروسہ اللہ کا نام لے کر نئی تعمیر کا کام شروع کر دیا اور ۳، ۴ سال متواتر کوشش اور محنت کرتا رہا۔ بالآخر تعمیر کا کام کسی حد تک پورا ہو گیا اس کے بعد خانقاہ شریف اور امام باڑہ شریف اور کربلا شریف جو ہمارے پیران عظام ہی کے ہیں ان کی مرمت و تعمیر بھی کراتا رہا۔ ہماری ان خدمات سے اور ہمارے جذبات غلامی سے وہاں کے مخدوم زادگان حضرت شاہ ہادی حسن صاحب حضرت شاہ نذیر احمد صاحب حضرت شاہ عنایت احمد صاحب حضرت شاہ احسان احمد صاحب نے مجھ بندہ آسی حسنی کو وہاں کے پورے خدماتی اختیارات سپرد فرما دیئے۔ اور مجھے بجائے اپنے قدموں کے اپنے

کلیجوں سے لگا لیا۔ اور مجھے اپنے خاندان میں شمار فرمانے لگے۔ اور وہاں کے جملہ اعراس بزرگان اور درگاہ وغیرہ سب میرے حوالے کر دیے یہاں حاضر ہو کر معلوم ہوا کہ ہمارے پیران عظام نے یہاں کیوں غلام بنا کر بھیجا ہے ہمارے جد امجد حضور حضرت مولائی مخدوم محمد مہدی حسن شاہ جو یہاں کے مرشد اول ہیں اپنی حیات طیبہ میں انہوں نے ایک ہی مشغلہ اپنی زندگی کا شاہکار بنا رکھا تھا اور وہ ہے سرکار مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کا اور ان کی آل پاک کا عشق اور اس محکمہ عشق کے دو شعبے اول یاد الٰہی یاد رسول یاد اہل بیت پاک اور اس کا مظاہرہ محرم شریف میں اپنے کردار سے اپنے اندوہناک غموں کا مظاہرہ اور شعبان المعظم میں جشن میلاد حسینی کی دھوم دھام اور بزم چراغاں سے آستانہ حسینی کو معطروہ منور بنا دیا اور فقرا و مساکین پر حسینی اتارا نچھاور کرنا دوم حسینی روحانیت و نورانیت کو بذریعہ اشاعت سلسلہ خلق خدا تک پہنچا دینا اور حسینی پیغام کی بشارت سے دنیا والوں کو مسرور و معمور فرما دینا آپ کا پہلا کام خاص الخاص جس کا تحمل سوائے مخدوم زادگان اور خاندان والوں کے اور کسی کے بس کا نہیں تھا اور آپ کا دوسرا کام رحمتہ اللعلمینی امت کے لیے پیغام عام بذریعہ پیری مریدی جس کے متحمل باہر والے بھی ہوئے۔

چنانچہ آپ کے یہ دو کارنامے اس طرح تقسیم ہو گئے اگرچہ منشاء اور منتہی غرض و غایت کے اعتبار سے دونوں کارناموں کا ایک ہی ہے۔ حضرت مولائی کے اثار مبارکہ اور آپ کی نورانی عرفانی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اندر یہ دونوں امور قدرت نے بیک وقت جمع فرما دیا تھا اور ایں سعادت بہزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ حضرت مولائی کی تاریخ وفات کی رباعی بھی انہیں امور کی طرف مشیر ہے۔

چو مہدی با قلیم لاہوت رفت<br>
ز ابن علی یافت بے حد عروج

بہ پیش خدا عشق شبیر برد

بہ شبیر بود و بہ شبیر مرد

یعنی حضرت مہدی حسن جب اپنے رب کے حضور اس دار فانی سے روانہ ہوئے تو عشق شبیر ہی لے جا کر اپنے رب کے حضور پیش کر دیا کہ یہی مری زندگی کا سرمایہ اور یہی مری کمائی ہے اور مرے مولیٰ کا دیا ہوا عروج بھی یہی ہے کہ پوری زندگی لمحہ لمحہ اپنے مولیٰ کے ساتھ رہا اور آج بھی اپنے مولیٰ ہی کے ساتھ ترے حضور حاضر آیا ہوں۔

یہ بندہ آسی جب اپنی اس معراج کو دیکھتا ہے تو شرم دامن گیر ہو جاتی ہے کہ ؎

میں گنہگار کہاں دامن سرکار کہاں

مل گیا تیرے کرم سے ترا داماں مجھ کو

بہر حال کچھ بھی ہو اپنی اس خوش نصیبی پر شکریہ ادا کرتا ہوں پہلے سیدی و مرشدی حاجی صوفی محمد حسن شاہ قادری ابوالعلائی مہدوی قدس سرہ کا جنھوں نے میری غلامی قبول فرمائی اور شکر ہے مخدوم زادگان کا جنھوں نے میری خدمات قبول فرما کر اپنے کلیجوں سے لگایا خدائے کریم و رحیم کی توفیق شامل حال رہے۔ تاکہ ان کی خواہش کے مطابق یہاں خدمت انجام دیتا رہوں اور جو جو کام یہاں میرے ذمہ ہیں ان کو بحسن و خوبی انجام دے دوں۔

اس دربار میں حاضر ہو کر اگر اہل بیت رسول کی محبت کا مہکتا ہوا چمن بے خزاں نصیب ہوا ہے تو دوسری طرف اصحاب رسول کی الفت کے بے داغ ستارے بھی میسر آ گئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ خاندان مہدوی جو حب رسولؐ و حب اہل بیت کی وجہ سے لوگوں کی غلط فہمی کا شکار تھا وہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ خود مسلمان جو ناحق شناسی کے شکار ہو گئے ہیں اور حب اہل بیت جو ایمانیات سے ہے۔ آج وہ خود ہی اپنی راہ سے ہٹ کر دوسروں کو عیب کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کربلا والے آقاؤں نے تمہارے لیے اگر کچھ کیا ہے تو تم آج ان کی محبت کا کیا ثبوت پیش کر رہے ہو یا

دور سے کھڑے ہنسنے کے سوا تمہیں کچھ نہیں آتا۔ شرم کرو' شرم کرو اور ہوش میں آؤ ورنہ اس سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہو جاؤ گے اور خدا کے حضور کچھ جواب نہ دے پاؤ گے۔

○

## باب پنجم

# اذکار و اشغال

**سلسلہ عالیہ کے مختصر اذکار و اشغال :** ذکر نفی و اثبات۔ لا الہ الا اللہ کو ذکر نفی واثبات کہتے ہیں۔ جس کے چار طریقے ہیں۔
اول قادریہ جلی ‘ دوم ضرب خفی ‘ سوئم پاس انفاس خفی ‘ چہارم حبس دم خفی

**ذکر قادریہ جلی :** خدمت شیخ میں چار زانو بیٹھے اگر مرید شیخ کی خدمت میں حاضر نہیں ہے تو پھر شیخ کو سامنے تصور کرے اور بلند آواز سے کہے۔ حسی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ نور محمد صلی اللہ اگر مجلس میں مرید زیادہ ہوں تو مرید حلقہ بنا کر بیٹھیں اور سب کے سب موزوں اور بلند آواز سے آواز ملا کر ذکر کریں۔ جب ختم کریں تو باواز بلند درود شریف مل کر پڑھیں۔

**ذکر ضرب خفی :** ذاکر چار زانوں قبلہ رخ ہو کر حضوری شیخ میں بیٹھے اگر مجلس میں شیخ حاضر نہ ہو تو شیخ کا تصور کرے۔ اور بائیں گھٹنے کے نیچے جو رگ ہے جس کو رگ کیماس کہتے ہیں۔ اس کو اپنے داہنے پاؤں کی دو بڑی انگلیوں سے مضبوط پکڑ لے کمر سیدھی رکھے اور دونوں ہاتھ دونوں زانوں پر رکھ کر اور سر کو بائیں طرف جھکا کر بائیں گھٹنے کے قریب لے جائے اور وہاں سے ضرب لا شروع کرے پھر سر کو داہنے گھٹنے پر لائے اور وہاں سے الٰہ شروع کرے اور داہنے شانے پر ختم کرکے سر کو تھوڑا سا پشت کا جانب خم کرے اور تصور کرے کہ ماسوا اللہ کے میں نے سب کی نفی کی اور وہاں سے لفظ الا اللہ کہہ کر قلب پر زور سے ضرب لگائے اور تصور

کرے کہ ہستی حق کا اثبات کیا اور آتش عشق الٰہی دل میں بھڑکی یہ تو ذکر جلی ہو اگر یہی ذکر خفی ہونا افضل ہے۔ جو خیال سے دل ہی دل میں ذکر ہوتا ہے۔ زبان سے تلفظ نہیں کیا جاتا ہے۔ اس ذکر کو ذکر چہار ضربی کہتے ہیں۔ اس کے بائیں گھٹنے پر پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر دوسری ضرب داہنے شانے پر تیسری ضرب اور قلب پر چوتھی ضرب ہوتی ہے۔ اس طرز عمل میں رمز' یہ ہے کہ بائیں گھٹنے پر خطرہ شیطانی اور داہنے گھٹنے پر خطرہ نفسانی داہنے شانے پر خطرہ ملکوتی اور قلب پر خطرہ رحمانی کے مقامات ہیں۔ ذاکر نے پہلی تین ضربوں سے گویا ان تین خطروں کی نفی کی اور چوتھی ضرب سے خطرہ رحمانی کو دل میں قائم کیا۔ رات کے وقت اسی حالت میں کہ معدہ نہ پر ہو نہ خالی۔ جو شخص چلہ میں ہو اس کے لیے دن رات برابر ہے۔ تاریک مقام ذکر کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

**ذکر پاس انفاس خفی:** جب سانس باہر آئے تب ذاکر تمام کائنات اور اپنے کو نفی کرے اس وقت لا الٰہ دل سے کہے سانس باہر پھینکے اور جب سانس اندر جائے (تب اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی کو قائم اور تصور کرکے اس کا قلب میں اثبات کرے تو اس وقت خیال کے زور سے قلب پر ضرب کرے اور سانس اندر کھینچے)۔ سر یا اور کسی عضو کو نہ ہلائے یہ ذکر بھی خفی ہونا افضل ہے۔ تلفظ نہ ہونا چاہئے۔ ذاکر ہمیشہ اس ذکر میں مشغول رہے۔ چلتے بیٹھتے سوتے کام کرتے۔ غرض ہر وقت پاس انفاس کا ذکر جاری رکھے۔ ایک دم بھی اس سے خالی نہ رہے۔

**مراقبہ:** مراقبہ عربی لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں رقیب ہونا یعنی نگہبان ہونا۔ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں غیر اللہ سے دل کو بچانا اور غیر اللہ کے جس قدر خطرات ہیں اس سب کو قلب سے دور کرنا۔

**مراقبہ برزخ شیخ:** طالب بطریق نشست قرفصا یعنی داہنے پشت پا کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھ کر بیٹھے آنکھیں بند کرے اور برزخ شیخ کو چہرہ حقیقی سمجھ کر یقین

کرے۔ صحیح ملاحظہ کے ساتھ مراقب رہے۔ اس وقت طالب کے قلب میں جو تجلی پیدا ہو اس کو وہاں قرار دے وہ صورت کبھی سامنے کبھی قلب کے اندر نظر آئے گی۔ کبھی موجود ہو گی، کبھی غائب ہو جائے گی لیکن طالب کو چاہئے کہ برزخ کو اپنے تصور سے ایک لمحہ بھی اترنے نہ دے ہمیشہ برزخ شیخ ہی کو قائم رکھے۔ دوسری تجلیات کی طرف نہ متوجہ ہو۔

**مراقبہ لفظ محمد ﷺ:** سالک اپنے سر کو لفظ محمد کے میم دھیان کرے۔ گردن سے کمر تک ح اور کمر میم ثانی اور کمر سے نیچے کے دھڑ کو دال خیال کرے۔ لفظ محمد ہر انسان کی عین حقیقت ہے اور یہ بھی دھیان کرے کہ اسم عین مسمی ہے۔ اس میں سالک اپنی ہستی محمد ﷺ کی ہستی تصور کرے گا۔ حضرت جامی کا ایک شعر ہے۔

محمد کش قلم چوں نامور ساخت
زمیمش حلقہ طوق و کمر ساخت

○

باب ششم

# خلفاء و سجادگان

## حضرت قبلہ کے خلفاء کرام و سجادگان عظام کے اسماء گرامی

(حضرت قبلہ کے خلفاء کرام کی تعداد جہاں تک مجھے یاد ہے اپنی یاد داشت کے مطابق درج ذیل ہے۔ ان کے علاوہ بھی اور نام ہیں جو عجلت کی وجہ سے درج نہیں ہو سکے ہیں۔ حروف تہجی کے اعتبار سے تقدیم و تاخیر کا لحاظ رکھا گیا ہے)

| | |
|---|---|
| ۱۔ حضرت صوفی محمد عطاء اللہ صاحبؒ (سجادہ اول) | مرشد نگر بھینسوڑی شریف |
| ۲۔ حضرت صوفی شہید ملت عبدالعزیز صاحب عزیز الاولیاءؒ (سجادہ دوم) | مرشد نگر بھینسوڑی شریف |
| ۳۔ حضرت صوفی لیاقت حسین صاحب (سجادہ سوم) | بھینسوڑی شریف |
| ۴۔ صوفی انعام اللہ شاہ صاحب مرحوم | فرید پوری |
| ۵۔ صوفی اسلام احمد شاہ صاحب | آنولوی |
| ۶۔ صوفی سید ابرار حسین شاہ صاحب | فیروز آبادی |
| ۷۔ صوفی حافظ اسرار حسین شاہ صاحب | فیروز آبادی |
| ۸۔ صوفی حافظ محمد اشفاق شاہ صاحب | فیروز آبادی |
| ۹۔ صوفی احمد شاہ صاحب مرحوم | پیلی بھیتی |
| ۱۰۔ صوفی احسان الٰہی شاہ صاحب | پیلی بھیتی |
| ۱۱۔ صوفی محمد احسان احمد شاہ صاحب مرحوم بکس والے | پیلی بھیتی |
| ۱۲۔ صوفی محمد اسحاق شاہ صاحب | آنولوی |

| | |
|---|---|
| ۱۳۔ صوفی محمد اظہر حسین شاہ صاحب (بہرے) مرحوم | علی گڑھی |
| ۱۴۔ صوفی محمد امین خان شاہ صاحب | پورن پوری |
| ۱۵۔ صوفی حاجی احمد حسن شاہ صاحب | بمبئے |
| ۱۶۔ صوفی محمد ادریس شاہ صاحب | بمبئے |
| ۱۷۔ صوفی سید افضال علی شاہ صاحب | بمبئے |
| ۱۸۔ صوفی مولانا بشیر الدین شاہ صاحب بنگالی مرحوم | بمبئے |
| ۱۹۔ صوفی پاشو شاہ صاحب | گلبرگہ شریف |
| ۲۰۔ صوفی ثناء اللہ شاہ صاحب گدائے حسنی | بدایونی |
| ۲۱۔ صوفی حاجی سید محمد جمیل شاہ صاحب مستان | حمیر پوری |
| ۲۲۔ صوفی محمد جمیل شاہ صاحب عارفی | آگروی |
| ۲۳۔ صوفی جمیل احمد شاہ صاحب | بریلوی |
| ۲۴۔ صوفی جلال الدین شاہ صاحب رومی | درگوی |
| ۲۵۔ صوفی جلال الدین شاہ صاحب افغانی | افغانی |
| ۲۶۔ صوفی چنے میاں شاہ صاحب | بمبئی |
| ۲۷۔ صوفی چھٹن شاہ صاحب مرحوم | لکھنوی |
| ۲۸۔ صوفی چھوٹے میاں شاہ صاحب | بمبئے |
| ۲۹۔ صوفی حشمت علی شاہ صاحب مرحوم | بریلوی |
| ۳۰۔ صوفی مولوی حبیب احمد شاہ صاحب مرحوم | فرید پوری |
| ۳۱۔ صوفی حضور احمد شاہ صاحب | پیلی بھیتی |
| ۳۲۔ صوفی حسین احمد شاہ صاحب | قادر گنجی |
| ۳۳۔ صوفی حکیم الدین شاہ صاحب | فیروز آبادی |
| ۳۴۔ صوفی حامد حسین شاہ صاحب | بریلوی |
| ۳۵۔ صوفی مولانا محمد خوشحال شاہ صاحب | سرحدی |
| ۳۶۔ صوفی راجہ منن شاہ صاحب مرحوم | گکڑہ |
| ۳۷۔ صوفی راؤ شاہ صاحب مرحوم | بریلوی |

| | |
|---|---|
| ۳۸۔ صوفی منشی راحت اللہ شاہ صاحب مرحوم | آنولوی |
| ۳۹۔ صوفی رضا شاہ صاحب مرحوم | آنولوی |
| ۴۰۔ صوفی محمد رفیع الدین شاہ صاحب | فتح گنج |
| ۴۱۔ صوفی سعید مرتضیٰ شاہ صاحب | پر قاضی |
| ۴۲۔ صوفی سکندر علی شاہ صاحب | پیلی بھیتی |
| ۴۳۔ صوفی شمس الدین شاہ صاحب مرحوم | آنولوی |
| ۴۴۔ صوفی حافظ محمد بشیر شاہ صاحب | تلہری |
| ۴۵۔ صوفی شمشاد علی شاہ صاحب | علی گڑھی |
| ۴۶۔ صوفی قاری محمد شفیق شاہ صاحب | ڈونگر گڑھ |
| ۴۷۔ صوفی محمد شجاع الدین شاہ صاحب | فتح پور سیکری |
| ۴۸۔ صوفی محمد صغیر شاہ صاحب خفیہ | بارہ بنکی |
| ۴۹۔ صوفی ظہور احمد شاہ صاحب | پیلی بھیت |
| ۵۰۔ صوفی عبد المجید شاہ صاحب مرحوم | بمبئی |
| ۵۱۔ صوفی علی بخش شاہ صاحب | فتح گنجی |
| ۵۲۔ صوفی حافظ عظمت اللہ شاہ صاحب عرف چھدو | فرید پوری |
| ۵۳۔ صوفی حاجی عزیز اللہ شاہ صاحب | فرید پوری |
| ۵۴۔ صوفی علاؤ الدین شاہ صاحب | آنولوی |
| ۵۵۔ صوفی عبد الرزاق شاہ صاحب | بیل پوری |
| ۵۶۔ صوفی عبد المجید شاہ صاحب مرحوم | پیلی بھیت |
| ۵۷۔ صوفی عبد العزیز بابا شاہ صاحب | بارہ بنکی |
| ۵۸۔ صوفی عبد الغنی شاہ صاحب | روڑکی |
| ۵۹۔ صوفی حافظ محمد عمر شاہ صاحب | روڑکی |
| ۶۰۔ صوفی محمد عرفان شاہ صاحب | چاند پوری |
| ۶۱۔ صوفی عبد الغنی شاہ صاحب کوثر | آگرہ |
| ۶۲۔ صوفی ڈاکٹر عبد الغفور شاہ صاحب | فتح پور سیکری |

۶۳۔ صوفی علی حسین شاہ صاحب آنولوی
۶۴۔ صوفی محمد عمر شاہ صاحب بریلوی
۶۵۔ صوفی عبدالسلام شاہ صاحب (چیکو والے) امروہوی
۶۶۔ صوفی عبدالرحمٰن شاہ صاحب (برہانی ہوٹل) بمبئی
۶۷۔ صوفی عبدالخالق شاہ صاحب بمبئی
۶۸۔ صوفی عبدالسبحان شاہ صاحب مرحوم
۶۹۔ صوفی عبدالقادر شاہ صاحب مرحوم گلبرگہ شریف
۷۰۔ صوفی عبدالقادر شاہ صاحب اونٹ والے گلبرگہ شریف
۷۱۔ صوفی عبدالرشید شاہ صاحب بمبئے
۷۲۔ صوفی عبدالعزیز شاہ صاحب بابا دہلوی
۷۳۔ صوفی علی بخش شاہ صاحب مرحوم فتح گنج
۷۴۔ صوفی حاجی عبداللطیف شاہ صاحب مکی عربی
۷۵۔ صوفی عبداللطیف خاں شاہ صاحب فرید پور
۷۶۔ صوفی عبدالمجید شاہ صاحب ہیڈ کانسٹیبل فیروز آباد
۷۷۔ صوفی مولوی غلام شاہ احمد صاحب عرف مولانا حسنی آنولوی
۷۸۔ صوفی محمد مرزا غنی بیگ شاہ صاحب اجمیری
۷۹۔ صوفی غلام علی شاہ صاحب مرحوم آگرہ
۸۰۔ صوفی غریب اللہ شاہ صاحب پورن پور
مولف کتاب ہذا (۸۱)۔ صوفی مولانا فیض العارفین غلام آسی پیا شاہ صاحب بلیاوی
۸۲۔ صوفی قربان علی شاہ صاحب آنولوی
۸۳۔ صوفی محمد کامل شاہ صاحب جہانگیر آبادی پیلی بھیت
۸۴۔ صوفی میر کاظم علی شاہ صاحب چھتری والے مرحوم پیلی بھیت
۸۵۔ صوفی کبیر احمد شاہ صاحب بنارسی بلیاوی
۸۶۔ صوفی محمد کامل شاہ صاحب پیلی بھیت
۸۷۔ صوفی منصور شاہ صاحب فرید پور

۸۸۔ صوفی حاجی منظور حسین شاہ صاحب — لکھنوی
۸۹۔ صوفی محبوب حسین شاہ صاحب مرحوم — علی گڑھ
۹۰۔ صوفی منصور الحسن شاہ صاحب — بمبئے
۹۱۔ صوفی محمد شاہ صاحب (رفیق چلہ) — فرید پوری
۹۲۔ صوفی محمد شاہ صاحب شکوری ثم حسنی — بمبئے
۹۳۔ صوفی نقیب اللہ شاہ صاحب —— پاکستان — سرحدی - قصور نقیب آباد شریف
۹۴۔ صوفی ننھے شاہ صاحب مرحوم — آنولوی
۹۵۔ صوفی ننھے شاہ صاحب چکی والے — پیلی بھیت
۹۶۔ صوفی نیاز محمد شاہ صاحب — بدایوں
۹۷۔ صوفی نذر الحسن شاہ صاحب — مرزاپور
۹۸۔ صوفی نور الدین شاہ صاحب — بمبئی
۹۹۔ صوفی ننھے شاہ صاحب چائے والے — پیلی بھیت
۱۰۰۔ صوفی محمد نعیم شاہ صاحب (کوٹ) — بارہ بنکی
۱۰۱۔ صوفی حکیم ننھے شاہ صاحب چوڑی والے — آگرہ
۱۰۲۔ صوفی نصرت علی شاہ صاحب — بمبئی
۱۰۳۔ صوفی محمد یعقوب علی شاہ صاحب —— پاکستان - آنولوی - صابر ہائٹ، کراچی
۱۰۴۔ صوفی محمد یونس شاہ صاحب مرحوم — آگرہ
۱۰۵۔ صوفی محمد یٰسین شاہ صادق صاحب — دہلوی
۱۰۶۔ صوفی عبد الغنی شاہ صاحب مرحوم — پیلی بھیتی
۱۰۷۔ صوفی سید مرتضیٰ شاہ صاحب — بمبئی

# قطعہ تاریخ وصال

## حضرت قبلہ سلطان الاولیاء امیر القلوب
## حاجی صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہ العزیز نور اللہ مرقدہ

واصل حق ہو گئے شاہ زمن
خادمان در ہیں تصویر محن
مرثیہ خواں بلبلیں، گل سینہ چاک
ہو گیا ویراں تصوف کا چمن
صاحب اسرار شیدائے رسولؐ
عارف کامل فروغ انجمن
ہائے اب ایسے کہاں دنیا میں لوگ
معرفت آگاہ جان پنجتن
مٹ گیا شاطر سرور زندگی
صدمہ غم دے گئے والا حسن

۱۳۷۹ھ

شاطر حکیمی
کامٹی ضلع ناگپور

# قطعہ تاریخ طباعت اول

## "چراغ ابوالعلائی"

از حضرت فیض العارفین مولانا الحاج الشاہ صوفی قبلہ آسی دامت برکاتہم

ہمارے آقائے محترم کا
جو مرتبہ ہے بیاں کروں کیا
حضور نے خوب ذہن پایا
کتاب لکھی نہایت عمدہ
ہوئے ہیں تحریر جو حقائق
یہ فیض ہے ان کے سلسلے کا
فروغ اگر چاہتا ہے شاطر
یقین و ایماں کی انجمن کا
بصیرت افروز نور افشاں
"ابوالعلائی چراغ" لے آ

۱۳۹۶ھ

شاطر حکیمی
کامٹی ضلع ناگ پور